بسم اللہ الرحمن الرحیم

M.A.LIBRARY, A.M.U.
U6130

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سفیر اودھ

موسوم بہ اسم تاریخی

خود نوشتہ حالات مسیح

۱۲۹ ۱۹ء

یعنی

آخری تاجدار اودھ نواب امجد علی شاہ کے سفیر انگلستان مولوی

محمد مسیح الدین علوی خان بہادر مرحوم و مغفور

کی

خود نوشت سوانحعمری

(جو ان کی قابل قدر تصنیف تاریخ انگلستان سے نقل کی گئی)

باہتمام

اسحاق علی علوی

دار الناظر پریس لکھنؤ مطبع مافت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خاتمہ کتاب کا جس میں کچھ کوایف اور سوانح اپنے اس کتاب کے مؤلف نے
لکھے ہیں تاکہ اس کے پڑھنے والے مفصل اس کے نام و نشان سے آگاہ ہو جاویں
اور چونکہ ہر قسم کی تصنیف اور تالیف باقیات سے زمان دراز تک ہے اگرچہ واقعی بہت
مگر ممکن ہے کہ انسان کی اپنی اور اس کی اولاد کی عمر سے اس کی عمر بہت طویل ہو۔ اور
آدمی جو جبلت سے حریص اپنی پایندگی کا ہے۔ اور اس کو محال سمجھ کے اسی پر قانع
ہوتا ہے کہ نام ہی پایندہ رہے۔ اس نظر سے یہ ضمیمہ ضرور معلوم ہوا۔ الغرض نام اس
بے نام و نشان کا محمد مسیح الدین ہے اور مولد و منشا اس کا ایک قصبہ ہے جس کو کاکوری
کہتے ہیں وہ لکھنؤ سے پچھم طرف قریب پانچ کوس کے بادشاہی مکانات سے
واقع ہے۔ زبان بزبان مدت سے ہم سنتے چلے آئے ہیں کہ ہم لوگ علوی ہیں
محمد ابن حنفیہ کی اولاد سے اور مادری نسب ہمارا عباسی ہے جس کی شرح
نسب ناموں سے معلوم ہوگی جو آیندہ مذکور ہونگے۔ اب بیان پہلے ہم کو ضرور
ہے کہ کچھ مختصر حالات اپنے اجداد کا جہاں تک کہ ہم کو معلوم ہے وہ ہم لکھیں۔
پس راقم محمد مسیح الدین ابن مولوی محمد علیم الدین خان بہادر۔ ابن قاضی القضات

خاتمہ کتاب کا مؤلف کے حالات کے ذکر میں

مؤلف اس کتاب کا باپ کی طرف سے علوی اور ماں کی طرف سے عباسی [illegible]

مولوی نجم الدین علی خان بہادر ابن مولوی حمید الدین ابن مولوی غازی الدین ابن ملا محمد غوث مرحومین ہے لقب ہم لوگون کا ملکزادے مشہور ہے - ملک کا خطاب سلاطین دہلی - خلجی یا غازی کی طرف سے بڑے بڑے امرائون کو اُن کے عہد کے ہوا کرتا تھا - مگر یہ ہم کو نہین معلوم ہے کہ کس بزرگ کو ہمارے اجداد مین سے کس بادشاہ کی طرف سے یہ خطاب عطا ہوا تھا

[illegible]

مُلّا محمد غوث مغفور اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ کے عہد مین بہت رشد رکھتے تھے اور بڑے عالم باعمل تھے - اول اُن کو منصب وکالت مرزا کام بخش شہزادے کا مفوض ہوا اس واسطے کہ اُس عہد مین ظاہرا دستور تھا - سب شاہزادون کے سارے عقود بیع اور شرا وغیرہ شریعت کے طریقے پر ہوتے تھے تو شاید ایجاب و قبول کے واسطے کوئی وکیل مقرر ہوتا ہوگا - یا شاید اگر عدالت مین اُن پر کسی کو کچھ دعوے ہو یا اون کو کسی کے اوپر کچھ دعوے ہو تو انجام جوابدہی کا یا اثبات دعوے کا وکلا سے متعلق ہوگا - غرض تفصیل اس کی راقم کو نہین معلوم ہے کہ وکلا سے کیا کام متعلق تھا - صرف تعلق اس منصب کا پرانے کاغذات سے معلوم ہوا - اس عہدے سے ترقی ہوئی تب محتسب مستقر الخلافت بلدۂ اکبراباد کے مقرر ہوئے - خدمت احتساب کی غالب ہے کہ اکثر لوگون کو معلوم ہوگی کہ واسطے ممانعت جمیع منہیات شرعیہ کے اُس شہر مین جہان محتسب مقرر ہوا کرتا تھا - اُس عہدے سے پھر ترقی ہوئی تو صدر الصدور صوبۂ الہ آباد کے مقرر ہوئے - یہ خدمت سلاطین تیموریہ کے عہد مین واسطے تحقیقات اور تجسس مدد معاش اور التمغا کے مقرر ہوتی تھی - کیا کیا کام اون سے اس باب مین متعلق تھا یہ ہم کو مفصل نہین معلوم ہے - مگر ظاہرا یہ غرض ہوگی کہ اون کے اسناد مین جعل اور تلبیس نہ واقع ہو اور دوامی مدد معاش وغیرہ ورثۂ شرعیہ پر تقسیم ہو اون کے باہم نزاع نہ ہونے پاوے اور مادام الحیات اور مشروط خدمت مین کچھ فتور اور خیانت نہو - اوس عہدے سے بھی ترقی ہوئی تو صوبۂ اودھ کے جزیہ کی تحصیل کے واسطے مقرر ہوئے - ان چارون مین سے ایک کسی خدمت مین

دو صد و پنجاہی منصب تھا بعضے کاغذات سے یہ امر ثابت ہوا مگر یہ نہین معلوم ہوا
کہ یہ منصب پہلی خدمت کا تھا یا کسی بیچ والی خدمت کا یا اخیر خدمت کا اور آئین اکبری
سے معلوم ہوا کہ دو صد و پنجاہی منصب مین نو سو روپیہ درماہے کے حساب سے جاگیر
عطا ہوتی تھی بعد اکبر بادشاہ کے سب مناصب مین کچھ کچھ ترقی ہوئی۔ اس منصب
مین بھی کچھ ہوئی ہوگی۔ اور یہ بھی بالیقین نہین معلوم ہوا کہ ان چارون منصبون کے سوا
کوئی اور منصب نہین متعلق ہوا۔ اس واسطے کہ جب عالمگیر بادشاہ بارہ[1] برس دکن کے
اطراف مین رہے تب جناب ممدوح بادشاہ کے ہمراہ تھے مگر کچھ معلوم نہین ہوا کہ اوس
عرصے مین کون خدمت متعلق تھی۔ اس واسطے کہ تین خدمتون مین تو اختصاص مکانات
اقامت کا معلوم ہوتا ہے۔ یا اکبرآباد یا الہ آباد یا اودھ تو بادشاہ کی ہمراہی مین یا مرزا
کام بخش کی وکالت ہوگی یا کوئی دوسرا عہدہ ہوگا مگر غالب ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وفات
آپ کی صوبۂ اودھ کے جزیے کی تحصیل کی خدمت مین ہوئی ہے اور یہ بھی حکایت زبان بزبان
بزرگون سے سنی ہے کہ عالمگیر بادشاہ کا ارادہ تھا حدیث کی کتابین آپ سے پڑھنے کا
لیکن آپ نے سند حدیث کی اوس وقت تک نہین کی تھی اس واسطے بادشاہ نے آپ کو
حکم دیا کہ لاہور مین جا کے ملا یعقوب بمانی سے جو بڑے محدث اوس عہد کے مشہور تھے
حدیث سند کر کے آئیے چنانچہ آپ وہان تشریف لے گئے اور حدیث سند کی لیکن کچھ ایسا
تفرقہ واقع ہوا کہ بادشاہ کو آپ سے سند کرنے کی نوبت نہ پہونچی جناب ممدوح نے ۲۶ صفر
سنہ ۱۱۱۱ھ مین باسٹھ برس کی عمر مین قضا کی ہے وہی زمانہ پس و پیش عالمگیر کے قضا کرنے کا بھی
تھا۔ شاید اسی سبب سے نوبت نہ آئی ہو۔ ہم نے اپنے بزرگون کے وصایا سے سنا ہے
کہ جو شخص عزم راسخ گناہون کے ترک کا صداقت سے بغیر مکر اور ریا کے کرے تو اللہ تعالی
اوس کو ایسی توفیق دیتا ہے کہ کسی گناہ کے ابتلا مین اوس کو مجبور نہین کرتا۔ اور اسی وصیت
پر نقل جناب غفران مآب ملا محمد غوث کی سننے مین آئی کہ آپ کو شریعت کے اوامر اور

[1] حاشیہ چھوٹ گیا۔ ۱۲

نواہی پر اتنی استقامت تھی کہ کوئی مندوب ترک نہین فرماتے تھے اور کوئی مکروہ عمل
مین نہین لاتے تھے۔ اتفاقاً دکن کے سفر مین چونکہ جاگیر مواجب کی وطن مین تھی بسبب
بعد کے اور اوس عہد کی راہون کے خراب ہونے کے سبب سے روپیہ وطن سے نہین
پہونچ سکتا تھا آپ سودی قرض لینے مین مجبور ہوے اس سبب سے آپ کو بہت ملال تھا
اس واسطے کہ جیسا سود لینا ہماری شریعت مین ممنوع ہے سود دینا بھی ممنوع ہے اگرچہ
نہایت ضرورت کے وقت متاخرین نے فتوا اوس کے جواز کا دیا ہے مگر ظاہر آپ کے
نزدیک جایز نہ ہوگا۔ اتفاقاً قبل اس کے کہ اوس مین مبتلا ہون آپ کے خیال مین آیا کہ
جیسے ہم وطن سے خرچ نہین منگوا سکتے جو لوگ ہمارے جوار کے رہنے والے لشکر مین نقدی
کے نوکر ہین وہ خرچ اپنے اہل وعیال کے واسطے بھیج نہین سکتے تو ایسے لوگون کی تلاش
کر کے اون سے آپ نے کہا کہ تم ہم کو روپیہ دو۔ وطن مین بغیر کچھ صرف کیے وہی روپیہ
تمھارے اہل وعیال کو ہم پہونچا دین گے۔ اتنا روپیہ جمع ہوگیا کہ جاگیر کا روپیہ بمشکل
کافی اوس کے ادا کرنے کے واسطے ہوا اور آپ سودی قرض لینے سے محفوظ رہے۔ ایک
حکایت جناب ممدوح کے الہ آباد کے ہنگام قیام کی۔ ایک بزرگ نے ہمارے قصبہ کاکوری
کے باشندون کا ایک تذکرہ لکھا ہے اوس مین نقل کی ہے۔ وہ لکھتے ہین کہ اوس عہد
مین جب آپ الہ آباد کے صدر الصدور تھے۔ علی ابراہیم خان نام ایک ولایتی وہان کے
صوبہ دار تھے اون کا مذہب شیعہ تھا اور ظاہر متعصب بھی تھے مگر اوس عرصہ مین سب
امرا ایرانی اپنے مذہب کو چھپاتے تھے۔ اتفاقاً عید کا دن تھا ایک رسالہ دار جس کا مذہب
اہل سنت وجماعت تھا وہ صوبہ دار کے نذر دینے کو جاتے تھے۔ راستہ مین ایک اونھین
کے رسالہ کے سوار نے جس کا مذہب شیعہ تھا تنخواہ کے نہ پانے سے تنگ ہو کے اور
اون کی کمر مین ہاتھ ڈال کے اون کو روکا اور خلفاے ثلثہ رضوان اللہ علیہم سے تبری
شروط کی یعنی کہنے لگا کہ اگر آج تم ہماری تنخواہ نہ دلوا دو تو تبرائی پر لعنت ہے۔ رسالہ دار

صہ حاشیہ چھوٹ گیا۔ ۱۲

بہرصورت اوس سے پیچھا چھوڑا کے ناظم تک پہونچا اور اون سے اس حرکت کا استغاثہ کیا
ناظم نے جبراً اور کرہاً صرف بادشاہ کے خوف سے اوس سوار کو گرفتار کر کے پاجولانہ مقید کیا
لیکن اس فکر مین پڑا کہ کسی نہج سے اوس کی رہائی ہو اور بادشاہ کی طرف سے اون پر الزام
نہ آوے۔ تمام شہر کے علما کو اور قاضی اور مفتی کو ناظم نے جمع کیا کہ اوس سوار کے مقدمہ مین تحقیق
اور تجویز شرعی اون کے سامنے ہو۔ ملادان بنارسی ایک شخص بڑے فاضل متقی تھے۔ ظاہرا
ناظم نے خلوت مین اون سے ایما کیا تھا کہ کسی طرح سے اوس کی رہائی ہو۔ وہ ملادان ظاہرا
ارباب دنیا سے تھے۔ الغرض ناظم نے اوس مجلس مین جناب غفران مآب ملا محمد غوث کو بھی اصرار
سے بلایا۔ اگرچہ آپ نے عذر بہت کیا کہ اس مجلس مین ایسے لوگون کی شرکت چاہیے جن کا
عہدہ علم کا ہو میرا علم اتفاقی ہے۔ میرے عہدے مین علم کا ہونا ضرور نہین ہے مگر ناظم نے ہرگز
عذر آپ کا قبول نہ کیا اور اصرار سے طلب کیا جب مجلس جمع ہوئی قاضی اور مفتی نے
فتوے قتل کا اوس سوار کے واسطے لکھا۔ ملادان بنارسی نے یہ تقریر کی۔ وجوب قتل ایک
مرد مسلمان کا بسبب اوس کی اوس دن کی تقریر کے ہے جو عید کے دن رسالہ دار سے
اوس نے کی تھی کہ آپ لوگون کے نزدیک اوس نے سب خلفائے ثلثہ کیا لیکن وہ سب
واقع نہین ہوئی کہ الفاظ سب کے قضیہ شرطیہ کے تالی مین ہین اور تالی کا وقوع بدون
وجود مقدم کے نہین ہوتا اور اوس وقت مقدم کا وجود نہ تھا۔ اس صورت مین تالی کا
حکم اوس وقت واقع نہین ہوا۔ اور اگر رسالہ دار اوس دن تنخواہ دیدیتا تو ہرگز واقع نہ ہوتا
اس صورت مین وقوع سب کا جس کو موجب قتل کہتے ہو وہ اوس شخص کے فعل
سے نہین واقع ہوا جس کو مجرم قرار دیتے ہو۔ بلکہ وہ رسالہ دار کے فعل سے واقع ہوا۔
اس تقریر سے سب علما بند ہو گئے مگر جناب ملا محمد غوث مغفور نے فرمایا۔ حضرات
جرم ٹھیرایا گیا ہے سب خلفا کا جو موجب قتل ہے پہلے معنے سب کے لغت مین
دیکھیے بعد اوس کے بنظر معنے کے تجویز فرمائیے کہ اوس کلام سے جو مجرم نے کہا سب واقع

ہوئی یا نہین۔ سب لوگ اس پر راضی ہوئے۔ معتبر کتب لغت کے منگوائے اور سب کے معنے دیکھے
گئے یہ نکلے اَلسَّبُّ مَا لَحِقَ بِهِ الْعَارُ یعنی سب نام ہے اوس کا کہ کسی کو ایسی بات کہے
جس مین اوس کی سبکی ہو۔ اوس وقت جناب ممدوح نے ملا مان کی طرف متوجہ ہو کے
کہا۔ اگر کوئی شخص کسی کو گالی معلق اور مشروط ایک امر محال پر کر کے دیوے مثلاً یہ کہے کہ
اگر آج نصف شب کو آفتاب نکلے تو تیری جورو فاحشہ ہے۔ تو با وجود اسکے کہ وجود مقدم
کا محال ہے البتہ وس شخص کی سبکی ہو گی۔ اسی طرح سے اگر خلفائے ثلثہ زندہ ہوتے تو العیاذ باللہ
لعن کے انتساب سے اون کی طرف اون کی سبکی ہوتی۔ اس نظر سے اوس شخص کی
زبان سے سب واقع ہوئی۔ ملا مان بنارسی نے ظاہرا ایسا سمجھا تھا کہ ناظم نے جس طرح
سے سفارش اوس شخص کی رہائی کی اون سے کی اوروں سے بھی کی ہو گی۔ وہ ناظم کی
طرف متوجہ ہو کے کہنے لگے پھر ہم یہان کاہیکو آئے تھے۔ جناب ملا محمد غوث نے اس کے
جواب مین مبادرت کی اور ایک ایہامی جواب دیا یعنی فرمایا بندہ فاعل مختار ہے[*] آپ
خود جانتے ہون گے کہ آپ کس واسطے آئے تھے۔ غرض اس جواب سے یہ تھی کہ شیعہ
کے عقیدے مین بندہ فاعل مختار ہے۔ حضرت مولانا نے اشارہ اس امر کی طرف کیا کہ اس
مقدمہ مین شیعہ کی اعانت کرنے سے معلوم ہوا کہ آپ شیعہ ہین۔ الغرض اوس وقت
مجلس برخاست ہوئی اور تجویز اوس مقدمہ کی دوسرے دن پر رہی اور سوانح نگار نے
ساری کیفیت اس مقدمہ کی مع روبکار سارے مباحثات کے جو اوس مجلس مین واقع
ہوئے تھے بادشاہ کے حضور مین لکھ بھیجی۔ دیوان سے حکم قتل کا اوس شخص کے واسطے
صادر ہوا۔ اور یہ بھی سنا ہے کہ کسی شیخ کی تہدید یا تعزیر ناظم پر بھی بنظر مداہنت کے اجرائے
حکم شریعت مین واقع ہوئی شاید معزولی یا تبدیلی ہوئی۔
چونکہ ہم لوگون مین تحریر کوائف اور سوانح گذشتہ خاندانی کی عادت بہت کم ہے اور
حالات تفصیل سے جیسے تاریخ ولادت وغیرہ حضرت ملا مشفور کی۔ ہم معلوم نہین ہوئی اور

[*] وہ کچھ عبارت حاشیہ پر بڑھائی گئی تھی جو چھوٹ گئی ہے ۔ ۱۲

جو کچھ پچھلے کاغذات سے معلوم ہوتا وہ بسبب انقراض دہور کے باقی نہین رہے اور چونکہ دستور اوس عہد کا تھا کہ مال اموال منصبدارون کا جو قضا کر جائین سلطنت مین ضبط ہوجاتا تھا اور کچھ تھوڑا سا اہل و عیال کے کھانے کے واسطے مقرر ہوجایا کرتا تھا اوس کا بھی مفصل حال کچھ نہین معلوم ہوا۔ سب اعقاب کا بھی مفصل حال نہین معلوم ہوا۔ ہمارے اجداد

مین آپ کے ایک بیٹے مولوی غازی الدین مغفور تھے۔ ظاہرا چھ سات برس کی عمر کے تھے جب آپ نے قضا کی۔ اپنے سن شباب مین تعلیم اور تربیت پانے کے لیے دلّی مین تشریف لے گئے تھے وہان کسی مدرسہ مین پڑھتے تھے کہ طلبہ مین آپس مین خانہ جنگی ہوئی۔ آپ رفع فساد کے واسطے بیچ مین پڑے اوس حالت مین قتل عمد یا قتل خطا سے شہید ہوگئے پچھلے کاغذات سے اون کی تاریخ ولادت اونیسوین رجب ۱۱۰۱ھ اور تاریخ وفات اٹھارہوین ذیقعدہ ۱۱۳۸ھ معلوم ہوئی۔ اور وہ ایک بیٹے بہت صغیر السن مولوی حمید الدین مغفور کو

مولوی غازی الدین مغفور کا مختصر حال

وطن مین چھوڑ گئے تھے کہ وہ بہت رشید ہوئے جو والد ہمارے جد کے تھے کوائف اور سوانح جناب ممدوح کے علم و عمل کے ہمارے جوار اور دیار مین ایسے مشہور ہین کہ حاجت اون کے لکھنے کی نہین ہے مگر مختصر کچھ ہم لکھتے ہین جس سے عظمت شان جناب ممدوح کی معلوم ہو اور اون کی رفعت مرتبے کے بیان کے واسطے صرف ذکر اس حکایت کا کافی ہے کہ جناب حضرت شاہ کاظم قدس سرہ جو ہمارے بزرگون مین مشائخ کبار سلسلۂ قلندریہ سے تھے اگرچہ عمر مین آپ سے کچھ چھوٹے تھے اور تلمذ بھی آپ سے اون کو تھا بہت ریاضات شاقہ سے اور تصوف کے علم و عمل سے بہت بڑے رتبۂ عالی پر پہونچے تھے ایک دن حضرت شاہ کاظم ممدوح خواب مین یا اپنے اون اشغال معمولی مین مشرف صحبت بابرکت حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم سے ہوے اوس حالت مین حضرت سے استفسار کیا کہ اِنَّكَ لَعَلیٰ خُلُقٍ عَظِیْمٍ

مولوی حمید الدین صاحب الملقب بقطب العلما ہمارے جد امجد کا ذکر

عہ کچھ عبارت حاشیہ پر شاید اور بھی تھی جو چھوٹ گئی ہے ۱۲ عہ حاشیہ کچھ پھٹ گیا ۱۲

جو قرآن شریف مین آپ کی شان مین نازل ہوا ہے۔ مین امیدوار کہ اوس کی مجھکو کچھ تعلیم فرمائیے۔ اوس کے جواب مین آپ نے ارشاد فرمایا کہ مولوی حمید الدین سے پوچھو یا فرمایا سیکھو۔ اوسی وقت حضرت شاہ صاحب ممدوح ہمارے جناب جد اعلے کے پاس تشریف لائے اور کہا کہ مین حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف سے مامور ہوا ہون کہ علم اخلاق آپ سے سیکھون اس واسطے بموجب امر کے آپ نے ایک رسالہ مختصر فارسی زبان مین تحریر فرمایا ہے۔ راقم کی نیت ہے کہ محض احراز سعادت اور برکت کے واسطے اوس رسالہ کو تیمناً اپنی اس کتاب کا کرے۔ ایک[ع] حکایت نہایت تعجب اور حیرت افزا آپ کے تقوے کی مشہور ہے کہ نواب آصف الدولہ نے سارے باغات آم کے تمام ممالک محروسہ کے یا لکھنؤ کے متصل گرد و پیش کے سب ضبط کر لیے تھے اور سب آم سارے باغات کے لوٹ کے سرکار مین چلے جاتے تھے مگر بازارون مین آم کچھ کچھ بکا بھی کرتے تھے۔ اور ظاہر ہے کہ وہ سب آم یا چوری کے ہوتے تھے۔ یا اگر سرکار کے حکم سے بکتے ہون تو غیر کا مال چھینا ہوا ظلم سے بکتا تھا۔ قریب آٹھ نو برس کے یہ ضبطی عام رہی۔ اس سارے ایام ضبطی مین حضرت نے بالکل آم نہین کھائے۔ ایک روز آپ موضع دیکھیا اپنی زمینداری کے گانون مین تشریف لیگئے تھے وہان کے کارپرداز نے آم کی چٹنی پسوا کے کھانے کے وقت آپ کے دسترخوان پر رکھی۔ اور ہر چند اوس نے اصرار کیا کہ آپ ہی کے باغ کے آم کی مین نے یہ چٹنی بنوائی ہے آپ نے ہرگز وہ چٹنی بھی نہین کھائی۔ یہ حکایت بعینہٖ اوسی طرح کی ہے جو حضرت ابی حنیفہؒ کی احتیاط کی مشہور ہے کہ کسی شخص کی بکری کھو گئی تھی حضرت نے اس نظر سے کہ عمر طبعی بکری کی بارہ برس ہے۔ بارہ برس تک گوشت بکری کا نہین کھایا۔ ایک[ع] حکایت آپ کے اخلاق اور مروت کی مشہور ہے کہ کسی سفر مین ایک دن غلس کے وقت رستے مین ایک مقام پر آپ نماز پڑھ چکے تھے مگر جائے نماز پر بیٹھے ہوئے وظیفہ پڑھ رہے تھے ایک کوئی صاحب ارباب تعارف سے گھوڑے پر سوار

ع و ع حاشیہ چھوٹ گیا۔ ۱۲

اور ایک برچھا ہاتھ مین اون کے تھا کسی طرف سے آتے تھے آپ کو دیکھ کے گھوڑے کو روک لیا کچھ باتین کرنے لگے اور برچھا زمین مین گاڑ دیا۔ چونکہ اندھیرا تھا اتفاقاً وہ برچھا آپ کے ہاتھ کی پشت پر گڑ گیا۔ دو تین دقیقے جب تلک وہ صاحب کھڑے ہوے باتین کرتے رہے آپ نے اف نہ کیا۔ صرف اس نظر سے کہ اُن کو ندامت ہوگی جب وہ برچھا اوکھاڑ کے چلے گئے تب آپ نے زخم کو دھو کے باندھا۔

اور حکایتین آپ کے تقوے کی اور اخلاق کی سیکڑون ہین سب کے نقل کرنے سے کتاب بہت بڑھ جائیگی۔ الغرض بعد وفات ملا محمد غوث مغفور آپ کے جد کے کچھ نقدی روزینہ بعد ضبطی جاگیرات وغیرہ کے غالباً دو روپیہ روز اہل وعیال کی پرورش کے واسطے سلطنت سے مقرر ہو گئے تھے اوس کے عوض مین حضرت جد اعلے نے سند معافی موضع دگھیا کی حاصل کی تھی اور بتدریج اوس گاؤن کی زمینداری بھی مول لے لی تھی جب اوس گاؤن کی معافی ضبطی عام مین شجاع الدولہ نے ضبط کر لی تب مدار معاش کی صرف اوس گاؤن کی زمینداری پر رہ گئی تھی جس پر جناب ممدوح مغفور نے اپنے ایام حیات تک مع اعقاب کے اور چند طالب علمون کے بسر کی اور درس تدریس جاری رکھی۔ اگرچہ بنظر شدت تقوے کے اور اس نظر سے کہ شاعریت علما کے واسطے بڑا کمال نہین ہے اوس کی طرف بہت توجہ نہ تھی مگر طبیعت نہایت موزون تھی۔ کبھی کبھی کچھ ارشاد فرماتے تھے لیکن جیسا شعرا کا دستور ہے تخلص بھی اپنا نہین قرار دیا اور نہ اپنے کلام کو کبھی جمع کیا مگر مشکل قصاید کے معنے ایسے نازک اور دقت کے ساتھ بیان فرماتے تھے کہ دوسرا کوئی نہ کہہ سکیگا۔ اور یہ ہمیشہ ارشاد ہوتا تھا کہ اگر کوئی مثنوی غنیمت کی سمجھ سے پڑھے تو کیسی ہی اوس کی طبیعت غیر موزون ہو نظم کرنا مین اوس کو سکھا دون غرضکہ باوصف آپ کے قلت شغل کے شاعریت کی طرف اور اپنا کلام جمع نہ فرمانے کے بھی کچھ تھوڑے بہت اشعار مشہور ہین صرف تبرکاً یہان ایک شعر جو استحضار کے وقت مین آپ کی زبان سے

ص حاشیہ چھوٹ گیا۔ ۱۲

مکلاہے مین لکھتا ہون ؎

از پئے قطع کردن نخل حیات من چون ارّہ دو دم نفس اندرکشاکش است

اور ایک دن آپ مظفر الدولہ بخشی الممالک ابوالبرکات خان بہادر تہور جنگ عباسی جو آپ کی پھوپھی کے بیٹے تھے اون کی ملاقات کے واسطے تشریف لیگئے۔ شام کا وقت تھا کہ آفتاب کا قرص فاقد النور نظر پڑتا تھا بخشی صاحب نے کہا کہ ایک مصرع اس وقت موزون ہوگیا ہے دوسرا مصرعہ ہرچند مین فکر کرتا ہون اب تک خیال مین نہین آیا وہ مصرعہ یہ ہے مصرعہ می توان دیدن بوقت شام سوئے آفتاب ۔ آپ نے فے البدیہہ ارشاد کیا ؎ باخط شبرنگ دیدم روے او را بے حجاب ۔ می توان دیدن بوقت شام سوے آفتاب ۔ ولادت جناب جد اعلیٰ کی ساتوین رمضان ۱۱۳۲ھ تھی اور آپ نے غرۂ ذیقعدہ ۱۲۱۵ھ مین قضا کی۔ ۸۴ برس ایک مہینا پچیس دن کی عمر مین۔ اور علوم کی تصانیف کی طرف کبھی آپ نے توجہ نہین فرمایا۔

تذکرہ مولانا و سیدنا قاضی القضاۃ مولوی نجم الدین علی خان صاحب بہادر مغفور کا

اور آپ کے اعقاب مین تین صاحبزادے رہے سب سے بڑے ہمارے جد بزرگوار قاضی القضاۃ مولوی محمد نجم الدین علی خان بہادر مغفور تھے۔ کمال علم اور فضل اور اوصاف حمیدہ آپ کے اگر مجموع نقل کیے جاوین تو ایک کتاب مبسوط ہو جائے کچھ تھوڑے سے اوس مین سے یہان ہم نقل کرتے ہین۔

پندرہ برس کی عمر مین حضرت جد امجد معقولات و منقولات سے فارغ التحصیل ہوئے

پندرہ برس کی عمر مین جو درس معمولی معقولات اور منقولات کا ہمارے بلاد مین ہے اوس سے آپ فارغ ہوکے تدریس کی طرف مشغول ہوے اور وفور ذہن و ذکا سے ہر علم مین کمال حاصل کیا اور فیض عام آپ کی تعلیم کا تمام جوار و دیار مین دور دور تک جاری اور ساری ہوا اور بہت سے آپ کے شاگردون مین سے علمائے نامی ہوے۔ شوق تالیف اور تصنیف بہت نہ تھا مگر معقولات کے کتب پر کچھ کچھ حواشی متفرق دیکھنے مین آئے ہین کوئی کتاب بالاستیعاب معقولات

حضرت مجتہد کی تصانیف منصب جنایات فقہ فارسی اور رسالہ جبر منظوم مع شرح اور بیاض رشک ریاض

مین نہین لکھی۔ مگر جنایات فقہ فارسی زبان مین سلطنت انگریزیہ کے حکم سے ایک کتاب لکھی تھی جو سرکار کے حکم سے چھپی بھی تھی اور جب تک ہندوستان مین اجراے حدود اور قصاص کا شریعت محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام پر رہا مفتیان عدالت کے واسطے بہت بڑی ہدایت کی کتاب تھی۔ اور ایک رسالہ بستہ جبریہ جبر اور مقابلے مین منظوم مع شرح کے نثر مین آپ نے لکھا ہے وہ بھی کلکتہ مین چھپا ہے۔ اور بہت عمدہ آپ کے تصنیفات مین ایک کشکول ہے جو بنام بیاض رشک ریاض مشہور ہے۔ جمیع علوم مروجہ سے کچھ کچھ اوس مین بحث ہے اور تقسیم اوس کی محافل پر ہے مثلاً محفل اول علم تفسیر مین محفل دوم علم حدیث مین۔ علی ہذا القیاس پندرہ یا اٹھارہ محفل اوس مین ہین۔ اوس کو اور بڑھانا اور مرتب کرنا منظور تھا اس واسطے کہ وہ صرف بطور کشکول کے مسودہ آپ کے ہاتھ کا ہے۔ مگر زمانے نے فرصت نہ دی اور نہ ہم لوگون مین سے کسی کو اب تک توفیق ہوئی کہ اوس کو چھپوائین۔ جناب ممدوح مغفور کو شوق شعر اور سخن کا بھی بہت تھا۔ بہت سے اشعار عربی اور فارسی اوسی بیاض رشک ریاض مین مندرج ہین۔ کچھ کلام آپ کا اور کوائف کے ذکر کے بعد منقول ہوگا۔ تاریخ آپ کی ولادت کی کسی نے کہی تھی (نجم ثاقب است) جو پندرھوین ربیع الاول ۱۲۵۰ھ مین واقع ہوئی۔ اسی تاریخ کی نظر سے ظاہراً آپ کا نام نامی نجم الدین مقرر ہوا۔ اور آپ نے تخلص اپنا شاعریت مین ثاقب مقرر کیا۔ یا نام اور تخلص کو جمع کر کے کسی نے شاعریت کی کہ تاریخ آپ کی ولادت کی اوس سے نکالی۔ اس کا حال مفصل راقم پر نہین کھلا۔

ایک حکایت جناب ممدوح کی کچھ ترقی دنیاوی کی ذکر کے قابل ہے۔ نواب شجاع الدولہ والی اودھ کو علم جفر کا بہت شوق تھا۔ ایک کتاب کوئی اس فن کی اونکو

[illegible]

ملی تھی کہ وہ بہت غلط تھی اوس کو وہ صحیح کرانا چاہتے تھے مگر یہ نہین روا رکھتے تھے کہ
کتاب باہر جائے جناب حضرت جدامجد مغفور کو فیض آباد مین اونھون نے طلب کیا
اور خاص دیوانخانے مین حکم اقامت کا دیا کہ وہین اون کے سامنے اوس کتاب کو صحیح
کرین اور ایک خوشنویس آپکے ساتھ مامور ہوا کہ جس قدر آپ اوس کتاب کو صحیح کرتے تھے
وہ اوس کی نقل کرتا تھا۔ اور شجاع الدولہ کو اتنا اہتمام اوس کے اخفا مین تھا کہ وہان پہرا رہتا
تھا کہ کوئی ورق یا صفحہ اصل یا نقل دیوانخانے سے باہر نہ نکلے اور ہر روز تین چار مرتبہ
صبح سے شام تک خود دیوان خانے مین آکے آپ کی پیٹھ کے پیچھے کھڑے ہوکے اور
دونون ہاتھ آپ کے شانون پر رکھ کے اور جھک کے کھڑے ہوتے تھے۔ اور جو آپ
لکھتے جاتے تھے اوس کو دیکھتے تھے۔ اور تعظیم کرنے سے منع کرتے تھے۔ اور ظاہرا آپ
اوس کتاب کو صحیح بھی کرتے تھے۔ اور کچھ اوس کے مضامین مجملہ کی شرح بھی کرتے تھے اور
اور جو اون کی سمجھ مین نہین آتا ہوگا اوس کو تحقیق بھی کرتے ہون گے۔ جب اوس کتاب
کی تصحیح اور شرح قریب تمامی کے پہونچی تب حضرت جدامجد نے یہ چاہا کہ اوس کے صلہ
مین درخواست معافی موضع دگھیا کی جو اون کے والد ماجد کی معافی مین تھا اور ضبطی عام
مین ضبط ہوگیا تھا پیش کرین۔ چنانچہ اس امر کا تذکرہ آپ نے صورت سنگھ سے جو
نواب شجاع الدولہ کے دیوان تھے اور اون کے مزاج مین محیط تھے کیا۔ اس واسطے کہ
وہی ظاہرا مقرب بھی آپ کے ہوئے تھے۔ صورت سنگھ نے اوس کے جواب مین کہا
کہ حضور آپ کی اس خدمت سے اتنے راضی اور خوش ہوے ہین اگر آپ صلہ اس کا
حضور ہی کی رائے پر چھوڑ دیجیے تو حضور کچھ پیش قرار مواجب آپ کے واسطے مقرر کرین گے
اور کوئی خدمت معقول آپ کو سپرد کرینگے۔ اور گاؤن کا معاف کرنا بسبب عہد مصمم
کے کہ ایک چپہ زمین کسی کو معاف نہ کرین گے بہت دشوار معلوم ہوتا ہے۔ اگرچہ ممکن ہے
بنظر نہایت خوشنودی کے آپ سے معاف کر دیوین چونکہ آپ کو کسی دنیوی خدمت کے

انجام سے حصول گاؤن کی معافی کا نہایت مرجح تھا تا کہ اپنے گھر مین بیٹھے ہوئے تدریس
کیا کرین۔ دیوان صورت سنگھ سے آپ نے اوسی کی سعی اور سفارش کے واسطے اصرار
کیا۔ اونھون نے کہا کہ اگر یہ درخواست حضور نے قبول بھی کی تو اور صلے اور عطا سے
حرمان ہو جائیگا۔ خیر آپ درخواست لکھ کے مجھے دیجیے بعد اوس صلے کے عطا کے
جو حضور خود تجویز کرین کوئی محل دیکھ کے مین درخواست آپ کی پیش کرون گا۔ آپ
اپنے ہاتھ سے ہرگز درخواست نہ دیجیے گا۔ آپ نے وہ درخواست اوسی خوشنویس سے
لکھوائی جو آپ کے ساتھ مامور ہوا تھا۔ اور ایک قصیدہ نواب شجاع الدولہ کی مدح مین اور
ایک حسابی صنعت مین آپ نے تصنیف کیا تھا کہ نواب شجاع الدولہ کے نام کے عدد
جس نام کو عالم مین فرض کیجیے اوس کے عدد سے مساوی ہو جاتے ہین۔ یہ قصیدہ بھی
اوسی خوشنویس سے لکھوایا۔ ان دونون کو یعنی گاؤن کی معافی کی درخواست کو اور اوس
قصیدے کو عمداً آپ نے اوس کتاب کے ساتھ رکھدیا تھا کہ نواب جب وہان آتے
تھے اوس کتاب کو اوٹھا کے دیکھنے لگتے تھے تا کہ وہ دونون از خود نواب کی نظر مین
گذر جائین یا آپ کے بلا خواہش صاف نویس نے اوس کتاب کے ساتھ رکھدیا تھا
سنا یہی ہے کہ آپ کے بغیر اطلاع کے صاف نویس نے اوس کتاب کے ساتھ رکھا تھا
مگر راقم کا گمان بعضے قراین سے یہ ہے کہ آپ ہی نے عمداً رکھدیے تھے اس واسطے کہ آپ کو
حضوری دائمی جو درصورت کسی عہدہ کے مقرر ہونے کے ہوتی وہ پسند نہ تھی خانہ نشینی
مین معافی کو مرجح جانتے تھے اور یہ بھی خیال ہوگا کہ درصورت عطا اور صلے کے شاید یہ
درخواست نامنظور ہو جائے۔ اور صورت سنگھ کی راے معلوم ہو گئی تھی کہ وہ قبل اور صلے
کے ملنے کے وہ درخواست پیش نہ کرتے۔ اس واسطے آپ نے خود عمداً اوس کتاب کے
ساتھ وہ قصیدہ اور درخواست دونون کو رکھ دیا تھا۔ غرض نواب وہان آئے بیٹھ گئے
اور کتاب کو ہاتھ مین لیکے دستور کے موافق اوس کو دیکھنا شروع کیا دفعۃً وہ قصیدہ پہلے

ہاتھ مین آیا اوس کو خوب غور سے دیکھا بعد اوس کے خود آپ کی اعانت سے حضرت سید الانبیا و سید الاولیا و سبطین کرام صلوات اللہ علیہم اجمعین کے نامون کے عدد نکال کے اوس قاعدے کے بموجب عمل کیا تو اون کے نام کے عدد کے ساتھ برابر ہو گئے نہایت خوش ہوے اوسی خوشی کی حالت مین وہ درخواست ہاتھ مین آئی اوسکو پڑھا فوراً پڑھتے ہوے رنگ چہرے کا بدل گیا اور نہایت غیظ مین آ کے تھوڑی دیر سکوت مین رہے۔ بعد اوس کے دوات اور قلم کو طلب کیا اور عرضداشت کی پیشانی پر دستخط کئے۔ عرضداشت بحضور اعلے واقدس بدرخواست معافی موضع دگھیا بنام سائل ارسال کردہ شود۔ یہ دستخط کر کے کسی کو دیا کہ دفتر مین دیدو اور خود اوٹھ کھڑے ہوے۔ چونکہ اوس زمانے مین نواب شجاع الدولہ اپنے تئین وزیر اعظم بادشاہ کا سمجھتے تھے۔ رئیس مستقل اپنے تئین نہین سمجھتے تھے۔ اور اس جنس کے احکام بموجب فرامین شاہ عالم بادشاہ کے جاری ہوا کرتے تھے وہان ارسال ہوا۔ وہ گاؤن تو معاف ہوا اور دوسری ضبطی مین ظاہراً نواب سعادت علی خان کے شروع عہد کے پھر ضبط ہو گیا۔ اور جیسا صورت سنگھ نے کہا تھا اور صلے سے محرومی رہی۔ مگر حضرت جد امجد مغفور نے شاکر اور قانع اوس معافی پر ہو کے وطن مین مراجعت کی اور ظاہراً غالباً اوس زمانے کے بعد یا شاید کچھ اوسکے قبل نواب الماس علی خان خواجہ سرا نے جو قریب ایک کرور روپے کے ملک کا اودھ کی سرکار سے اجارہ دار تھا ایک گنج قریب قصبۂ آسیون کے جو قریب بارہ کوس کے پچھم طرف لکھنؤ سے ہے ڈالا تھا۔ اوس مین ایک مدرسہ بھی مقرر کیا تھا۔ اوس مدرسے مین جناب ممدوح کو مدرس اول مقرر کیا۔ اوسی قریب زمانے مین جو اواخر اٹھارھوین صدی عیسوی اور شروع تیرھوین صدی ہجری کے تھے کمپنی انگریز کی سلطنت مین ایک منصب قاضی القضات کا بنگالے مین قرار پایا جس کی شرح کچھ باجمال تیسرے باب مین ہندوستان کے ذکر

الماس علی خان نے میان گنج مین ایک مدرسہ مقرر کیا تھا و اوس مین حضرت جد امجد مدرس اول مقرر ہوے

مین ہوئی ہے اوس منصب پر آپ کا تقرر ہوا۔ قریب پچیس برس کے جناب
ممدوح نے اس عہدے کو انجام کیا اوس کے بعد مستعفی ہوے۔ اوس عہدے کو
جس دیانت اور امانت سے آپ نے انجام دیا اوس کی شرح کے واسطے دو
حکایتون کا ذکر کرنا کافی ہے۔ ایک حکایت یہ ہے کہ ابتدا مین تقرر جمیع
قضات کا سارے ممالک محروسہ مین آپ ہی کو سرکار کی طرف سے مفوض ہوا
چنانچہ کتنے آدمیون کو آپ نے اپنے عزیزون مین سے اور بعضے اپنے شاگردون
کو جو جو لوگ جہان جہان کے رہنے والے تھے وہین کا قاضی اون کو مقرر کیا
اور جب ابتدا مین آپ مامور ہوئے تو بنگالے مین ایک صاحب بڑے نامور اور بہت
دولتمند تھے جن کا نام منشی صدرالدین مشہور تھا وہ ایک روز آپ کی ملاقات کے واسطے
آئے اور بموجب پچھلے دستور کے وہ سمجھے تھے کہ جو انتفاع قاضی القضاۃ کا ہے وہ آپ بھی
لین گے اس واسطے اونھون نے بعد ملاقات کے ایک کاغذ پر جو لکھ کے لائے تھے وہ آپ کو
دیا اوس مین لکھا تھا کہ اگر تقرر قضات کا میری تجویز کے بموجب ہو تو ہزار روپیہ سال مین
داخل کرونگا۔ شرح اوس کی یہ کہ چونکہ یہ عہدہ قاضی القضاۃ کا اول ناظم بنگالے کے اختیار
مین تھا۔ جب سرکار کمپنی نے ناظم کو بے دخل کرکے ملک مین اپنا تسلط کیا تو اوسی پچھلے دستور
کے بموجب وہ عہدہ بھی قائم رکھا اور ایک وہی کام قاضی القضاۃ کا جو مفصلات مین
قاضیون کا مقرر کرنا تھا وہ بھی بدستور مفوض کیا تو پچھلے دستور کے بموجب جب سے
سلطنت تیموریہ مین فتور آیا اور عالم مین بددیانتی شائع ہوئی تو قاضی القضات کو ان
قاضیون کے مقرر کرنے مین بہت کچھ انتفاع ہوتا تھا وہ انتفاع اگرچہ شرعًا رشوت
نہ تھی مگر امر محظور اور ممتنع البتہ تھا اور اب انگریزی قوانین کے بموجب اوس پر بھی اطلاق لفظ
رشوت کی ہوئی جس کے واسطے اوس عہدے پر تقرر کے وقت حلف نامے پر مہر کروائی
گئی تھی کہ کسی نہج کی رشوت ہم نہ لین گے آپ نے منشی صدرالدین سے کہا منشی صاحب

۱؎ تقرر حضرت ممدوح کا منصب قاضی القضاۃ بنگالہ اور ناظم
ممالک محروسہ کے قاضیون کا تقرر آپ کے اختیار مین تھا

یہ حاشیہ چھوٹ گیا ہے ۱۲

آپ کو غلطی واقع ہوئی کہ آپ نے مجھکو مرتشی تصور کیا۔ اور وہ فرد پھاڑ کے پھینک دی اور اون سے کہا کہ میرے تصور مین آپ نے مجھے گالی دی۔ لیکن چونکہ آپ مہربانی کرکے میرے مکان پر تشریف لائے ہین۔ اخلاق مقتضی نہین ہے کہ مین اس سے زیادہ شکایت کرون۔ بنظر پچھلے دستور کے آپ کو غلطی واقع ہوئی ہے کہ جب یہ عہدہ ناظم کے اختیار مین تھا تو لوگ اوس کو اجارہ لیا کرتے تھے۔

دوسری حکایت یہ ہے کہ بہت مدت تک تقرر قضات کا آپ کے اختیار مین رہا اس عرصے مین ایک امر کردہ پیش آیا جو نہایت آپ کے خلاف مزاج ہوا یعنی کسی شخص نے قاضی القضاۃ کے کارگزارون مین ایک سند جعلی بدون آپ کی اطلاع کے کسی جگہ کے قاضی کے تقرر کے واسطے جاری کر دی۔ اور خدا جانے کس طرح سے مہر قاضی القضاۃ کی اوس پر ثبت کی اور دستخط آپ کے جعلی بنائے جب آپ کو اوس کی اطلاع ہوئی تو وہ سند طلب کرکے منسوخ کی لیکن اوسی وقت ایک درخواست لکھ کے صدر عدالت کے صاحب رجسٹر کے پاس پیش کی کہ حکام صدر کے پاس گذران دیجیے۔ اوس درخواست مین لکھا۔ چونکہ ممالک سرکار کے بہت وسیع ہو گئے اون سب ممالک دور دراز مین اتنی دور بیٹھے ہوئے کسی شخص کی لیاقت کی تحقیقات مین نہین کر سکتا۔ اور اگر امتحان کے واسطے یہان طلب کیجیے تو لوگون کو زحمت عظیم ہوگی اور بغیر امتحان کامل کے اس ذمہ داری عظیم کو مین نہین چاہتا کہ میرے ذمہ مین رہے اس واسطے مین چاہتا ہون کہ تقرر قضات کا صاحبان جج اضلاع کو یا جس کو سرکار مناسب سمجھے اوس کو مفوض ہو کہ وہ مقرر کرکے درخواست یعنی رپوٹ کیا کرین۔ بموجب اون کی رپوٹ کے مین سند لکھدیا کرون گا۔ صاحب رجسٹر اوس وقت مسٹر بارنگٹن نام ایک صاحب تھے اور آپ کے بہت دوست اور خیر طلب تھے وہ درخواست پڑھ کے اونھون نے کہا۔ قاضی صاحب آپ اتنا بڑا اپنا اختیار ہاتھ سے دیتے ہین یہ درخواست جس وقت

حکام کے پاس گذریگی فوڑا منظور ہو جائیگی۔ اس واسطے کہ یہ تجویز قرار پا چکی ہے کہ بعد آپ کے
جو دوسرا قاضی القضاۃ مقرر ہوگا اوس کو یہ اختیار نہین ملے گا۔ صرف آپ کی خاطر سے
یہ اختیار اب تک آپ کو سپرد ہے۔ جب آپ اپنی خوشی سے یہ درخواست دین گے تو فوڑا
منظور ہو جائیگی۔ اس درخواست کو آپ پھیر لیجائیے۔ یا کہیے تو مین پھاڑ ڈالون آپ نے ہرگز قبول
نہ کیا اور فرمایا مین ہرگز یہ اختیار اپنے ذمہ نہین رکھون گا۔ بعد اوس کے مسٹر ہارنگٹن ممدوح نے
ہمارے ایک چچا مولوی حکیم الدین خان بہادر مغفور جو آپ کے ساتھ تھے اون کو طلب
کر کے اون سے فرمایا کہ آپ اپنے والد کو سمجھائیے کہ اتنا بڑا اپنا اختیار ہاتھ سے نہ دیوین۔
جب یہ درخواست گورنر کے پاس باجلاس کونسل پیش ہوگی فوڑا منظور ہو جائیگی اور اوس کے
بموجب نیا قانون چھپ جائیگا۔ مین نے اب تک پیش نہین کی۔ آپ اپنے والد سے
پوچھ کے اور بہت سمجھا کے میرے پاس سے پھیر لیجائیے۔ ہرچند چچا صاحب نے اور اور خیر طلبون
نے بہت عرض کیا مگر آپ نے قبول نہ کیا اور اپنی دیانت اور امانت منحصر اسی مین سمجھی کہ
وہ اختیار اپنے ذمے باقی نہ رہے۔ اس واسطے کہ قطع نظر اوس امر مکروہ سے جو واقع ہوا تھا
قضات کا مقرر کرنا باوصف نہ ہونے اختیارات شرعی کے اون کے ہاتھ مین اس کو بھی خلاف
دیانت جانتے تھے۔ غرض وہ درخواست آپ کی کونسل مین گورنر جنرل کے پیش ہوئی
اور بموجب آپ کی تجویز کے قانون جاری ہوا کہ قضات کو صاحبان جج اضلاع کے مقرر
کر کے صدر عدالت مین رپوٹ کیا کرین وہان سے قاضی القضات کے پاس اجراے سند کے
واسطے سپرد ہوا کرے۔ ایک اور حکایت جناب جد امجد کے کمال اخلاق
اور ترحم کی قابل لکھنے کے ہے۔ جب ممالک مغربیہ دلی اور آگرہ
وغیرہ کمپنی کے اختیار مین مرہٹی سے آئے اونیسوین صدی کے شروع
مین تو بموجب آپ کی درخواست کے صدر عدالت دیوانی سے جناب
عم اکرم مغفور مولوی حکیم الدین خان بہادر کا منصب افتا اور صدر امینی

مولوی محمد قلی نام ایک شخص کے واسطے میرٹھ کے جج نے رپورٹ افتا او
صدر امینی ضلع میرٹھ کی کی تھی صدر عدالت سے و
نا منظور ہوئی اور یہان سے ہمارے منجھلے چچا صاحب
کے واسطے وہ عہدہ مقرر ہوا جناب جد امجد نے مولوی
محمد قلی کی منت اور سماجت سے چچا صاحب سے استعفا دلوا دیا

ضلع اور شہر میرٹھ پر تقرر ہوا اور جناب حضرت والد ماجد مغفور کا تقرر افتا اور صدر امینی
ضلع اور بلدۂ اکبرآباد مین ہوا اور اتفاقات سے میرٹھ کے جج نے اوس عہدے پر تقرر کا
رپوٹ ایک شخص کا قصبۂ زید پور کے سادات مین سے کیا تھا جن کا نام مولوی محمد قلی تھا
وہ رپوٹ نامنظور رہوا۔اگرچہ مولوی محمد قلی کو کچھ تعارف جناب حضرت جد امجد سے
نہ تھا مگر جب میرٹھ کے جج نے اونکو اطلاع نامنظوری رپورٹ سے کی تو اونھون نے اوس عہدہ کے حصول سے
مایوس ہوکر ایک عرضی حضرت جد امجد کی حضور مین اس مضمون کی روانہ کی کہ مین ایک طالب علم سادات
کے زمرے سے آپ کے جوار کا رہنے والا ہون ہزار تگ و دو اور تلاش سے میرے واسطے
صاحب جج نے رپوٹ میرٹھ کے افتا کا کیا تھا سو وہ صاحبزادے والاشان کے تقرر کے
سبب سے نامنظور ہوا اب مجھکو پھر ایسے عہدے کا ملنا محال ہے اور حضور کے صاحبزادے
کو اوس سے بہتر عہدہ ہاتھ آنے کا کچھ عجب نہین ہے اس واسطے مین امید وار ہون کہ میری
سیادت پر رحم کیا جاوے وہ عہدہ مجھے عنایت فرمایئے۔اور جہان تک لجاج اور خوشامد ممکن
تھی کوئی اوٹھا نہین رکھی جب وہ عرضی حضرت جد امجد کے پاس پہونچی آپ کو مولوی محمد قلی کے حال پر
بہت رحم آیا بخصوص سیادت کے نام سے باوصف اسکے کہ مذہب اونکا امامیہ تھا آپ کو نہایت غیرت
ہوئی اوسی وقت جناب حکیم اکرم مولوی حکیم الدین خان بہادر مغفور کو جو دہلی آپ کے ہمراہ کلکتہ مین تھے اور اپنے عہدہ پر جو مقرر ہو
تیاروانگی کے سامان مین تھے آپ نے طلب فرمایا اور اگرچہ اپنے فرزند دلبند تھے مگر اون سے بھی
بنظر مراعات دلداری اور اخلاق کے یہ تقریر فرمائی کہ ہم تم سے ایک چیز مانگتے ہین مگر شرط یہ ہے
کہ کسی طرح کی کبیدگی تمھارے دل مین نہ آوے خوشی خاطر سے وہ چیز ہم کو دو اونھون نے
عرض کیا جان اور مال حضور کا ہے کبیدگی کا کیا ذکر ہے۔آپ نے فرمایا تم ابھی جا کے میرٹھ
کے افتا سے استعفا داخل کرو۔جناب ممدوح نے استعفا دیا اور مولوی محمد قلی کو اطلاع کی گئی
کہ تم پھر صاحب جج سے اپنے واسطے رپوٹ کراؤ۔چنانچہ اون کی رپوٹ آئی اور منظور
ہوئی۔مدت تک اوس عہدے پر رہے اور سنہ ۱۸۴۳ع کے بندوبست مین جہین کے صدر الصدور

مقرر ہوئے اور ظاہراً وہین قضا کی اور تا دم مرگ ہم لوگون سے ملاقات مین اپنے تئین
ممنون احسان ظاہر کرتے رہے۔ اس جنس کا رحم اور مروت ایک شخص اجنبی سے اور ایسی ہی
سیادت کی۔ اوس کے ساتھ گفتگو سے دلداری اور اخلاق کی اپنے بیٹے سے جو جناب حضرت جد امجد
نے برتی۔ غالب ہے کہ اوس کی نظیر بہت کم لوگون نے سنی ہوگی۔ الغرض قریب پچیس برس
کے آپ نے کام قاضی القضاتی کا انجام فرمایا۔ اوس کے بعد بسبب کبر سنی کے
مستعفی ہوئے کہ عمر بقیہ خانہ نشینی مین بسر کرین۔ صدر عدالت کے حکام نے
گورنر جنرل کو باجلاس کونسل تحریر طول طویل آپ کے محامد اور اوصاف مین
لکھی اور درخواست کی کہ کل مشاہرہ آپ کا جو چھ سو پچاس روپیہ تھے پنشن مقرر ہو
گورنر جنرل نے جواب مین لکھا چونکہ ہم کو نصف تنخواہ سے زیادہ پنشن مقرر کرنے کا
اختیار نہین ہے۔ اس واسطے ہم ولایت مین کورٹ آف ڈائرکٹرز کے پاس
رپوٹ کرتے ہین اور وہان سے جواب آنے تک نصف مشاہرہ مقرر کیا گیا تاکہ
قاضی صاحب کو تکلیف نہو۔ اس سبب سے کہ اوس عرصہ مین ولایت سے مراسلات کی
آمدورفت مین برس دن سے کم عرصہ نہین ہوتا تھا۔ غرض گورنر جنرل نے زیادہ اوس سے
جو حکام صدر نے اون کے پاس لکھا تھا۔ آپ کے محامد اور اوصاف ولایت مین لکھے
اور اگرچہ ولایت سے منظوری کل مشاہرہ کے پنشن مقرر کرنے کی آگئی۔ لیکن آپ کو آدھا
درماہہ بھی بہت کم لینے کا اتفاق ہوا کہ استعفا دینے سے تیسرے یا چوتھے مہینے آپ نے
قضا کی کلکتے سے وطن کے عزم پر روانہ ہوئے۔ وطن مین بھی پہونچے نہین پائے
تھے کہ بنارس مین آپ کا انتقال ہوا۔ چونکہ آپ نے لاش کے نقل کرنے سے
ممانعت کی وصیت کی تھی اس واسطے وہین بنارس مین مدفون ہوئے اور
جب ولایت سے منظوری کل مشاہرہ بحال رہنے کی آگئی تب گورنر جنرل نے
ایک خط تعزیت کا جناب جدۂ ماجدہ مغفورہ کے نام پر لکھا خلاصہ مضمون اوس

خان بہادر جد امجد ... صاحب عرضی کے بعد استعفا دینا والد الماجد کا طول درماہہ
پچھلی سال کی ... پنشن مقرر ... لینے کی نوبت نہ آئی

گورنر جنرل ... کا خط جناب جدہ ماجدہ کے نام
... جواب ... گورنر جنرل ...

۲-ربیع الثانی سنہ ۱۲۴۹ھ

خط کا یہ ہے۔ زبدۃ الاماثل والاقران اہل خانہ قاضی القضاۃ مولوی نجم الدین علی خان بہادر مرحوم سلمہا اللہ تعالے۔ بعد از سلام سلامتی انجام مکشوف باد۔ سانحہ انتقال آپ کے شوہر کا سرکار دولت مدار کمپنی انگریز کو کم آپ سے مولم نہین ہوا کہ اوس نے ایسے اپنے متوسل لایق اور فاضل بے بدل کو گم کیا۔ چونکہ کارخانہ قضا و قدر مین بجز صبر اور تسلیم کے کچھ چارہ نہین ہے یقین ہے کہ آپ راہ شکیبائی اختیار کرینگی۔ اور اگرچہ آپ کے چار و بیٹے سرکار کے معزز عہدون پر نوکر ہین کچھ آپ کو اپنی بسر بردا وقات مین احتمال تکلیف کا نہین ہے۔ مگر سرکار نے صرف براہ قدردانی اور ناموری آپ کے شوہر کے ڈیڑھ سو روپیہ ماہوار آپ کے تاحین حیات مقرر کیا زیادہ حد برطراز د۔ چنانچہ جنابہ جدہ مغفورہ قریب بیس برس کے زندہ رہین اور نہایت جود اور فیض سے پرورش اور پرداخت اعقاب کی اور بھائی بندون کی کرتی رہین اور اس امر مین جوار اور دیار مین بہت ناموری حاصل کی۔ بالجملہ پاس اور لحاظ اور تعظیم اور تکریم جناب جد امجد مغفور کی سارے حکام کو اور گورنر جنرل کو ایسی منظور رہتی تھی کہ اب اس زمانے مین اگر بعضے وقایع اوس عہد کے نقل کیے جاوین تو نہایت اچھا معلوم ہو۔ مثلاً جب آپ پہلے تقرر کے وقت کلکتہ مین تشریف لیگئے تھے تو گورنر جنرل غالباً سر جان شور تھے یا اون سے پہلے کوئی دوسرا تھا استقبال کر کے پالکی پر سے خود اوتار لے گئے معانقہ کیا اور ہمیشہ عیدین مین معانقہ کرتے تھے۔ اور بہت جزئیات ایسے ہین کہ اون کا ذکر اب فضول معلوم ہوتا ہے۔ حضرت کو شعر اور شاعری کا بہت مذاق تھا۔ معمیات اور الغاز اور تاریخ ایسی عمدہ تالیف کرتے تھے کہ دیکھنے سے تعلق ہے۔ تبرکاً کچھ کلام عربی اور فارسی آپ کا یہان نقل کیا جاتا ہے چنانچہ شروع ایک مناجات سے ہم کرتے ہین حضرت پیران پیر دستگیر محبوب سبحانی محی الدین گیلانی رحمۃ اللہ کی طرف ایک مناجات جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کے منسوب ہے اوسکا آپنے مخمس کیا ہے وہ یہ ہے جس مین مخمس کے دستور کے موافق اول تین مصرعہ آپ کے ہین اور دو مصرعہ اخیر کے حضرت پیر دستگیر کے ہین۔ مناجات

کلام منظوم عربی حضرت [illegible]

ذهب النفس بي عن السدد — اعجزتني وليس ملتحد
میرے نفس نے مجکو سیدھی راہ سے ڈگا دیا — مجکو عاجز کر دیا اور کوئی پناہ کی جگہ نہین ہے

سوءها ساقني الى الاود — يا حبيب الاله خذ بيدي
اوسکی شرارت نے مجکو ٹیڑھی راہ دکھائی — اے دوست خدا کے میرا ہاتھ پکڑ

ما لعجزي سواك مستند
میری عاجزی کے لیے سوائے تیرے کہین تکیہ نہین ہے

يا رسولي مقامك ارفع — انا داع ببابك فاسمع
اے میرے رسول تیرا مقام بہت بلند ہے — مین طالب ہون تیرے دروازہ پر لیس سن تو

قبلك في شفاعتي انجع — كن رحيما لذلتي واشفع
تیری دعا میری شفاعت کے واسطے ثمر آور ہے — رحم کر میری خواری پر اور شفاعت کر

يا شفيع الورى الى الصمد
اے شفاعت کرنے والے خلق کے خدا کے پاس

يوم للمرء شانه يغني — يوم من حيلتي يفر اخي
جس روز ہر شخص اپنے حال مین مبتلا ہوگا — جس روز میرا بھائی میری صورت سے بھاگیگا

يوم عني البنون لا تجزي — اعتصامي سوا جنابك لي
جس روز میری اولاد میرے کام نہ آئیگی — اعتماد میرا سوا تیری جناب کے اپنے واسطے

ليس يا سيدي من الاحد
نہین ہے میرے سردار کسی پر

انا في الابتلاء بالداءين — انتجي يا شفاء من هاتين
مین دو بیماریون مین گرفتار ہون — کہ درخواست کرتا ہون اے شافی ان دونون سے

علة الفقر والذنوب فاين — غير غفرانك ليس في الدارين
بیماری احتیاج کی اور گناہون کی پس کہین — سوا تیری بخشش کے دونون جہان مین

بعليل ذليل معتمد
واسطے بیمار حقیر کے کوئی محل اعتماد کا

من بكثرا يا هدى الكونين — فارتجائي لان بقلب لين
جو شخص بڑھادے اے ہادی دو جہانون کے — پس امید گاہ میرا ہر آئینہ دل متواضع کے ساتھ

صلوات عليك فازيدين — صلواتي عليك في الملوين
درود تیرے اوپر جو اون دونون مقصد کو پہونچے — میرا درود ہے تیرے اوپر دونون جہان مین

كان منها وزاعن العدد
کہ شمار سے باہر ہے

وعلى سيدة النسا قدرا — بنت طه كفى به فخرا
اور اوپر عورتون کی سیدہ کے مرتبہ مین — بیٹی رسول اللہ کی یہ کافی ہے اون کے فخر کو

ثم سبطيه طهرا طهرا — وعلى اهل بيته طرا
پھر اون کے دو بیٹے حسن اور حسین پر — اور اون کے سارے اہل بیت پر

وعلى آله الى الابد
اور اون کی اولاد پر علی الدوام

وعلى خير صحبه الاورع — وعلى ذي الحياء والاشجع

عہ اس بند کا ترجمہ [illegible] ہے ۔۱۲

وعلى الاعدل الذي ابرع   وعلى الصحب كلهم اجمع

هم نجوم الهدى الى الرشد

هم سماء الهدى لقد زانوا   بذلوا جهدهم وما آنوا
اونھون نے رہنمائی کے آسمان کو زینت دی   کوششین کین اور تھکے نہین

اُمما عن ضلالة صانوا   وعلى التابعين هم كانوا
امتون کو گمراہی سے بچایا   اوراون کے تابعین پر جو تھے

لخيام السداد كالوتد
راستی کے خیمون کی میخین

يا كرام العلى انا فقر   منكمو استعين كي اظفر
اے بزرگوار لوگ مین بڑا محتاج ہون   تم سب سے مدد مانگتا ہون تاکہ اپنے مطلب کو پہونچون

سائل في جنابه الاطهر   استغيثوا العاجز مضطر
اوس کے حضور پاک مین بھیک مانگتا ہون   فریاد رسی کرو عاجز مضطر کی

شمّروا ذيلكم الى المدد
آستین چڑھاؤ مدد کے لیے

اوسکے بعد ایک ور عربی غزل عاشقانہ ہم لکھتے ہین جو نہایت فصیح اور بلیغ ارشاد کی ہے

صاد بالخال خلتي خلدي   كدّ في كيدها فيا كمدي
شکار کیا معشوق نے اپنے خال سے میرے دل کو   دکھ دیا مجکو اوس کے مکر نے پس افسوس ہے

احرقتني بنار وجنتها   كلمتني بهدبها الاود
جلایا مجکو اپنے رخسارے کی آگ سے   بات کی مجھ سے اپنی ٹیڑھی پلکون سے

جاوز الصبر غاية ياليت   جورها ينتهي الى الامد
صبر منتہا کو پہونچ گیا پس اے کاش   ظلم اوس کا آخر ہو جاے ایک حد تک

نقضت عهد يوم اذ وضعت   كفها بالوشام فوق يدي
توڑ ڈالا عہد کسی دن تھا جب باندھا   اوسکے ہاتھ رنگین نے میرے ہاتھ پر

واعدتني بزورتي زورا   ليلة ما رقدت في الرصد
وعدہ کیا مجھ سے میری ملاقات کا جھوٹا   ایک رات مین سویا نہین انتظار مین

فاذا اخلفته ثم شكوت   انشدت في الجواب بالغرد
پھر جب اوس نے وعدہ خلافی کی تب مین نے گلہ کیا   جواب دیا اوس نے ایک مزے کی آواز سے

قول سلمى ومن يضاهيها   في المواعيد غير معتمد
معشوقون کا قول   وعدہ مین اعتبار کے قابل نہین

شیخ احمد عرب یمنی شروانی نے ایک کتاب عربی لکھی ہے جو تذکرہ علما اور شعرا کا ہے اوسکا نام حدیقۃ الافراح رکھا ہے اوسمین ایک غزل عربی جناب جد امجد مغفور کی اونھون نے نقل کی ہے وہ غزل آپ کی بیاض [illegible] مین مندرج نہین ہے اگرچہ اوسمین بہت سا کلام آپ کا عربی اور فارسی منقول ہے ہم اوسکو بعینہ معہ شیخ احمد کی تحریر کے یہان نقل کرتے ہین جو حدیقۃ الافراح مین اونھون نے لکھا ہے ۔ وهو هذا

قاضی القضاۃ الامجد محمد نجم الدین خان نجم الہدایۃ الثاقب مظہر المکارم والمناقب غطمطم العلوم العقلیۃ والنقلیۃ وسفینۃ النجاۃ لمن اہتدے بانجم فضایلہ الجلیۃ تنارہ شد در العسجد ونظام من وقف علیہ لم یلج بغیر الصلوٰۃ والسلام علے محمد فمن لطایفہ قولہ

لسلمی جمال کشمس الضحیٰ ۔ لہا جبہۃ فثل ہلال بدی

لہا قامۃ مثل سرو تمیل ۔ یداہا کاغصانہ بالصبا

وکانت لہا حلۃ مع صفا ۔ عن القلب مازال تجلو الصدا

لقد فارقتنی بلا باعث ۔ وداع الی نقض ذاک الہویٰ

وما لاحظت خدمتی کالعبید ۔ ولم توف اصلا عہود الحجی

ولی دونہا ہیئۃ الاضطراب ۔ کحوت عن الماء جاز الثری

جری من عیونی سیول الدما ۔ الی اللہ اشکو جری ماجری

فیا ثاقب اصبر ولا تجزعن ۔ لان النسا قل فیہا الوفا

اور کلام فارسی آپ کا بہت کثرت سے ہے دو غزلیں اون میں سے ہم یہاں نقل کرتے ہیں

کلام فارسی حضرت جد امجد

بر پشت فرس برشدہ در خانہ زین باش ۔ با سیر و تماشائے جہان خانہ نشین باش

جہدے بکن این جا کہ پس از مرگ بہ افلاک ۔ روح تو رسد گو کہ جسد زیر زمین باش

برمائدۂ اہل دول دست میندار ۔ از کسب خود قانع بیک نان جوین باش

کو ملحد بیباک کجا زاہد پارس ۔ بگزین رہ عشاق نہ آن باش نہ این باش

با دل گفتم از دوری صد مرحلہ چیست ۔ گفتم کہ ز من دور ز دلدار قرین باش

از جان کنی خویش بکن کار عزیزان ۔ در شہرت نام دگران ہیچ نگین باش

ثاقب بفغان ست ز مصرع نظیری

بر غنچہ دل خندہ زدم گفت حزین باش

قطعہ

آنکہ زود از بر من ہمچو نفس آمد و رفت ‏ شعلۂ بود کہ گرم از پئے خس آمد و رفت

خو کن اے دل با سیری کہ ز وحشت برہی ‏ ہمچو آن مرغ کہ دارد بہ قفس آمد و رفت

لذت از نعمت الوان کریمانہ نیافت ‏ گندہ خوارے کہ برین خوان چو مگس آمد و رفت

چیزہاے من آزادہ محقر پنداشت ‏ دزد در خانۂ من ہمچو عسس آمد و رفت

قصد شہرت سببش باشد و نے استغنا ‏ شیخ را نیست اگر بر در کس آمد و رفت

بہرہ از صحبت ثاقب نہ برد غیر ذکی ‏ اغبیا راست بہ پیشش ز ہوس آمد و رفت

اس قدر تبرکا کلام حضرت جد امجد کا راقم نے ذکر کیا اشعار عربی و فارسی اور معمے اور لغز اور تاریخین عجیب صنایع کی تعمیے اور تخرجے کے ساتھ بیاض رشک ریاض مین مذکور ہین جسکو خواہش ہوا اوس مین دیکھے اب کچھ کوائف اور سوانح مختصر جناب والد ماجد مغفور کے مین لکھتا ہون اگر مفصل لکھون تو ایک دفتر چاہیے۔ پس باوصف اس کے کہ بسبب اشغال دنیوی اور عوارض جسمانی کے نوبت تدریس کی اور مطالعۂ کتب کی جیسی علما کو چاہیے نہین آئی۔ شروع سن شباب مین پہلے عارضہ ذات الجنب کا لاحق ہوا بعد اوس کے لقوہ ہوگیا یا پہلے لقوہ ہوا پیچھے ذات الجنب ہوا اوس کے نتایج اور صدمات سے دماغ مین بہت ضعف آگیا بعد اوس کے سن کہولت اور پیری مین عارضہ دوار کا شروع ہوا اوس کا دورہ دو تین برس تک ہوا کیا اور ظاہرا اوسی کے سبب سے دوی اور طنین کا دایم اور قایم تا دم مرگ رہا پھر سرکاری کامون سے ضیق فرصت اس کے ساتھ بھی ہم لوگون کو اور بعض طلبہ کو کبھی کبھی نوبت پڑھانے کی آئی ذہن و ذکا اور قوت استعداد کامل اور سرعت انتقال ذہن اور خوش بیانی اور حسن تقریر تو آپ کے اوپر ختم تھی کتب مطولات اور جو کتب درس مین نہین ہین اون کے مضامین دقیقہ پر مطالعے کے وقت ایسی جلد عبور ہوتا تھا جیسے کوئی اردو لکھا ہوا خط پڑھ لیوے ان سب امور مین آپ ہمجنب علماے نامی کے تھے اگر آپ کو نوبت تدریس کی قرار واقعی آتی تو اپنے عصر میں

کچھ احوال و سوانح جناب والد ماجد مغفور و مرحوم الخ

آپ کا کوئی نظیر نہ ہوتا۔ راقم نے ابتدا مین کچھ کتابین آپ سے پڑھین اور اخیر مین شرح
چغمینی ہیئت کی بھی آپ ہی سے پڑھی اوس وقت آپ ارشاد فرماتے تھے کہ بعد
اوس زمانے کے کہ جب آپ نے حضرت جد امجد مغفور سے وہ کتاب پڑھی تھی جس کو
چالیس برس کا عرصہ گذرا تھا اوس وقت سے پھر کتاب کو دیکھا بھی نہ تھا۔ اوس کتاب
مین ایک مسئلہ مشکل مذکور تھا کہ ۶۶ کے عرض البلد مین طلوع اور غروب بروج کا معکوس
ہوتا ہے یعنی پہلے جوزا طلوع کرتا ہے پھر ثور پھر حمل چونکہ میرا ذہن تصور گردش افلاک مین
مناسب نہین ہے صرف آپ کی تقریر سے تصویر اوس کی ذہن مین نہ آئی۔ اتفاقاً
اوسی وقت جناب چھوٹے چچا صاحب مولوی خلیل الدین خان صاحب بہادر مغفور بھی تشریف
لائے جناب ممدوح کو علم ہیئت مین بہت بڑی مداخلت تھی اون کی تقریر سے بھی تصویر
اوس کی ذہن مین نہ چڑھی تب کرہ سماوی جو چھوٹے چچا صاحب کے یہان تھا اونھون
نے اپنے مکان پر جا کے اوسے بھیج دیا سارے مصطلحات اور علامات اوس مین انگریزی
مین لکھے تھے جناب والد ماجد اگرچہ انگریزی بالکل نہین جانتے تھے صرف ہندسے پہچانتے تھے محض قرینے سے
اوس کو ۶۶ کے عرض البلد پر قائم کیا اور گردش اوس کو جو دی تو اولٹا طلوع اور غروب
آنکھ سے نظر آگیا اوس وقت دلیل ہندسی جو اوس دعوے پر تھی وہ فوراً سمجھ لی۔ ایک نیا
امر جناب والد ماجد مغفور مین تھا کہ اور علما مین بہت کمتر دیکھنے مین آیا ہے یعنی ارباب علم
جو حکیمانہ طبیعت ہوتے ہین تقوے سے عاری ہوتے ہین آپ نہایت حکیمانہ طبیعت
تھے اور تقوے مین بھی کامل تھے اور ایک یہ امر دیکھا ہے کہ اکثر علما کو بسبب عدم توجہ کے
امور دنیا کی طرف فہم معاملات مین جیسا چاہیے ذہن رسائی نہین کرتا آپ ہر قسم کے
معاملات کے فہم مین ایسے دقایق امور کو پہونچتے تھے کہ کمتر کوئی شخص اون دقائق کو
پہونچے گا اور جمیع امور دنیاوی مین عقل رسا رکھتے تھے۔ ایک مختصر قصہ اس فہم معاملات
مین آپ کی عقل کی رسائی کا یہ ہے جس عرصے مین آپ قاضی عدالت دائرہ و سائرہ بریلی سے

متعلق اضلاع کے تھے ایک مقدمہ انتساب عزم قتل مین ایک عورت کے اوپر پیش ہوا
کہ اوس کا لڑکا ولد الزنا پیدا ہوا تھا اوس نے اوس لڑکے کو موافق صاحب مجسٹریٹ کے
دعوے کے ایک اندھے کنوین مین جو بہت گہرا تھا پھینک دیا مگر وہ لڑکا زندہ رہا جب
وہ مقدمہ پیش ہوا آپ نے فتوے مین لکھا۔ عزم قتل بہت سخت جرم ہے وہ اوس عورت
پر ثابت نہین ہوتا۔ ہماری راے مین جرم اوس کا لڑکے کا بٹھلانا مقام مخوف پر البتہ
ہوسکتا ہے اور گمان یہ ہوتا ہے کہ اوس لڑکے کو کسی طرح سے اوس مقام پر اوتار دیا ہے
دو قرینے سے ایک یہ کہ ایک دن کا لڑکا اتنی دور دراز راہ سے پھینک دیا جائے۔ اور
زندہ رہے حسب عادت بعید معلوم ہوتا ہے دوسرا قرینہ یہ ہے کہ شفقت مادری بھی
مقتضی نہین معلوم ہوتی کہ اوس کو اتنی دور سے پھینک دے عدالت کے حاکم نے اوس کا
بہت تجسس کیا تب ثابت ہوا کہ ایک ٹوکری مین رکھ کے اوس نے وہان اوتار دیا تھا
الغرض آپ سنہ ١٨٠٦ء مین ضلع آگرہ کے مفتی اور صدر امین مقرر ہوئے قریب بیس برس کے
اوس عہدے پر مامور رہے اس مدت مین ایک دفعہ یا شاید دو دفعہ مفتی دارا اور سایر
اضلاع متعلقہ بریلی کے بطور قائم مقام کے بھی مقرر ہو گئے تھے اور چونکہ مشاہرہ افتا کا
صرف سو روپیہ تھا اور صدر امینی کے مقدمات جس مین رسوم ملتے تھے وہ آگرے مین
اوس عرصہ مین بہت کم دایر ہوتے تھے آپ کی بسر بہت عسرت سے ہوتی تھی اس واسطے
ایک صاحب جو آگرہ مین تھے اور وہان سے بدل کے کلکٹر ضلع اٹاوہ کے مقرر ہوے
جس محکمہ کا مقر مین پوری مین تھا اونھون نے آپ سے وعدہ کیا کہ کلکٹری کی دیوانی
جو اوس عرصے مین بہت نامور عہدہ تھا اور اڑھائی سو روپیہ اوس کا درماہہ تھا
آپ کے نام پر مقرر کرین گے اس واسطے آپ نے عہدہ افتا سے ایک برس کی رخصت
لی اور ساتھ گئے لیکن وہان جانے سے معلوم ہوا کہ ریوینیو بورڈ کا حکم تھا کہ کوئی شخص
دیوان مقرر کیا جائے جب تک وہ تحصیلداری کا کام پیشتر سے انجام نہ کر لیوے اس

واسطے کلکٹر ممدوح نے آپ کو ٹھٹیا کے پرگنہ کا تحصیلدار مقرر کیا اور قریب چھ مہینے کے وہ کام انجام کیا اس عرصے مین جناب جد امجد مغفور نے آپ کو نہایت اپنی نارضامندی اس امر سے لکھی کہ آپ نے عہدہ شریعت کا جو زیور ہمارے خاندان کا ہے اوس کو چھوڑ کے مال کے کام کی تلاش مین پڑے اس نظر سے آپ نے تحصیلداری کے عہدے سے استعفا کیا اور پھر بدستور اپنے قدیم افتا کے عہدے پر معاودت کی ۱۸۲۲ء مین ہمارے بڑے چچا صاحب عمدۃ العلمائی مفتی سعید الدین خان بہادر مغفور جو قاضی عدالت دایرہ سایرہ اور پراونشل کورٹ اضلاع متعلقہ بریلی کے تھے اون کی ترقی ہوئی وہ ایجنٹ یعنی نائب مختار نواب خورد سال فرخ آباد کے مقرر ہوے تب حاکمون نے آپ کو قاضی اوس عدالت کا مقرر کیا اور ہمارے بڑے بھائی مغفور مولوی رضی الدین خان بہادر آپ کے قدیم عہدے پر مفتی عدالت ضلع آگرہ کے مقرر ہوے جب دایرسایر کی عدالت شکست ہوئی تب آپ گورنر جنرل کے حکم سے صدر امین اول کانپور کے ضلع کے مقرر ہوے اور مشاہرہ عہدہ قضا کا بدستور بحال رہا کئی برس اس عہدے کو آپ نے انجام دیا جب ۱۸۳۱ء مین نیابت و بیت صدر الصدور کا ہوا تب حکام نے عہدہ صدر الصدوری کا وہان آپ کے واسطے تجویز کیا مگر چونکہ کانپور مین ہمارے منجھلے چچا صاحب مغفور مولوی حکیم الدین خان بہادر پیشتر سے مفتی عدالت اور صدر امین تھے آپ نے حکام سے عرض کیا کہ اس ضلعے مین استحقاق ترقی کا میرے بڑے بھائی کو ہے اور میرا استحقاق منحصر اسی ضلعے پر نہین ہے مین امیدوار ہون کہ میرے بڑے بھائی یہان صدر الصدور مقرر ہون اور میری پرورش کسی اور ضلعے مین ہو۔ یہ درخواست آپ کی حکام کو جو جج اور کمشنر وہان کے تھے اون کو بہت ناگوار ہوئی اور چونکہ آپ نے صدر الصدوری قبول نہ کی تب اون دونون نے باتفاق صدر الصدوری کا رپوٹ تو جناب چچا صاحب کے واسطے کیا مگر گورنر جنرل سے یہ درخواست کی کہ یہان ان دونون بھائیون مین نہایت اتحاد ہے اس واسطے ہم چاہتے ہین کہ جنہون نے عہدہ یہان کی صدر الصدوری کا

قبول نہ کیا وہ کسی اور ضلع مین مقرر کیے جاوین۔ ایک ضلع مین دونون بھائیون کا رہنا مصلحت نہین ہے۔ غرض اس خلفشار مین ایک برس تک نیا بندوبست کان پور مین ملتوی رہا۔ ایک برس کے بعد گورنر جنرل کے حکم سے جناب چچا صاحب کان پور کے صدر الصدور مقرر ہوے اور جناب والد ماجد مغفور اوسی دوسرے بندوبست کے وہین صدر امین مقرر ہوے۔ دو تین برس کے بعد راقم کی تدابیر رسا سے جو اوس عرصے مین ممالک مغربیہ کی گورنمنٹ مین دفاتر جوڈیشل اور ریونیو مین منشی تھا آپ اٹاوہ کے صدر الصدور مقرر ہوے۔ شرح اوس کی جو ایک معرکہ عظیم ہے آیندہ اپنے سوانح کے بیان مین لکھون گا۔ دو تین برس کے بعد اٹاوہ کا ضلع شکست ہو گیا اور جناب والد ماجد مغفور اکبر آباد کے صدر الصدور مقرر ہوے۔ کئی برس کے بعد آپ کو عارضہ وجع الصدر کا شروع ہوا قریب ایک برس کے اس عارضہ مین مبتلا رہے کہ معالجے سے باوصف عارضہ کے مہلک ہونے کے چونکہ ایام حیات باقی تھے اتنے زمانۂ دراز تک زندہ رہے۔ اخیر مین ایسا معلوم ہوا کہ اوس عارضہ سے صحت ہو گئی مگر دفعۃً اور فجاءۃً ذوالحجہ سنہ [1] کو روح مبارک جسم کی قید سے علیین کی طرف پرواز کر گئی۔ آپ کے اولاد ذکور مین ہم پانچ بھائی تو اپنی عمرون سے متمتع ہوے اور ایک بھائی سب سے بڑے شریف الدین نام نہایت حسین اور خوش رو پیدا ہوے تھے کہ سارا خاندان اون پر عاشق زار تھا مگر تین چار برس سے زیادہ

حالات مولوی رضی الدین خان بہادر مغفور برادر مصنف

عمر اونھون نے نہ پائی۔ اون سے چھوٹے مولوی رضی الدین خان بہادر مغفور جن کی ولادت سنہ ۱۲۱۶ھ مین ہوئی تھی۔ بعد تحصیل مختصرات کتب عربیہ کے متوسطات تک نوبت پہونچی تھی کہ جناب ممدوح کا تقرر افتا اور عہدہ صدر امینی ضلع آگرہ مین ہوا۔ فقہ وغیرہ مین البتہ استعداد حاصل ہوئی چھ سات برس تک اوس عہدے کا انجام دیا جب سنہ ۱۲۳۱ھ کا بندوبست ہوا حکام نے اون کی ترقی نہ کی لیکن درماہہ سابق کا بدستور باقی رکھا اور افتا کے ساتھ شہر آگرہ کی منصفی

[1] تاریخ اور سنہ مصنف سے رہ گیا۔ ۱۲

ضم کردی قریب سات آٹھ برس کے اوس عہدے پر رہے بعد اوس کے شاہجہان آباد مین
صدر امین مقرر ہوے یہان جناب ممدوح نے جناب مولوی اسحاق صاحب و حضرت شاہ عبد العزیز
صاحب مغفورین کی صحبت مین تکمیل عربیت کی کی۔ کوئی تفسیر کلام مجید کی اول سے آخر تک
پڑھی اور علم ظاہر کلام الٰہی مین بہت اچھی استعداد پیدا کی۔ اور چونکہ جناب ممدوح نے بہت
پیشتر سلسلۂ نقشبندیہ مین بیعت حضرت حاجی الحرمین حاجی امین الدین مغفور سے کی تھی جو
جناب حضرت جد امجد کے منجھلے بھائی تھے دلّی کی اقامت مین کچھ اوس فن کی بھی وہان کے
بزرگون کی صحبت مین تکمیل کی فکر کی اور بہت اچھا مذاق پیدا کیا تھا مگر عمر نے اتمام تکمیل کی
فرصت نہ دی وہان سے جناب ممدوح الہ آباد کے صدر الصدور مقرر ہوئے اوس کا ایک
مختصر معرکہ ہے جس کو مین اپنے سوانح کے بیان مین لکھون گا۔ وہان سے کئی برس کے بعد
اون کی تبدیلی ضلع علی گڈھ کی صدر الصدوری پر ہوئی۔ کئی برس یہان اقامت کی تھی کہ
وہان کے ایک صاحب جج سے نہایت مخالفت ہوگئی اوس نے توحسد اور بغض سے کوئی
بری فکر اوٹھا نہین رکھی۔ مگر حکام صدر عدالت پر صاحب جج کے حسد اور بغض کا یقین ہوگیا
اس سبب سے اوس کے شر سے محفوظ رہے تاہم حکام نے قومی رعایت نہ چھوڑی یہ تقاضا
عدالت اور انصاف کا یہ تھا کہ جج کی وہان سے بدلی کرتے یہ تو کاہے کو کرتے جناب ممدوح کی بدلی
بریلی کے ضلع مین کردی اسی عہدے پر وہ تھے کہ ۱۸۵۷ء کا غدر واقع ہوا جناب ممدوح
بڑی دشواری سے وطن مین چلے آئے اسباب وغیرہ سب لٹ گیا یہان دو تین مہینے بھی
آسایش نہین پائی کہ تپ محرقہ کے عارضہ سے جنت کی طرف سدھارے جناب ممدوح
کی دو شادیان وطن مین ہوئی تھین۔ پہلی شادی سے صرف ایک فرزند مولوی حسن الدین احمد
خان سلمہ اللہ تعالے ہے نوشت خواند فارسی مین بہت ہوشیار ہے عربیت مین البتہ قاصر رہا
مگر نہایت سعید ہے قریب دس بارہ برس کے نواب ملکہ گیتی امجد علی شاہ کے ایک محل کی
رفاقت مین بسر کی اون کی توجہ اور شفقت ایسی تھی جیسی اون کو اپنے بیٹے پر تھی یہان تک

اون کے بیٹے مرزا دارا سطوت کو اون پر حسد تھا اور بعض مخالفت مذہبی کا بعد اپنی
مان کے انتقال کے اون سے نکالا یعنی اون کو خلاف اپنی مان کی وصیت کے اپنی
رفاقت سے جدا کر دیا اور اوس کا نتیجہ خود اون کے اپنے واسطے ایسا بد ہوا ہے کہ قریب
ہے کہ دیوالیے ہو جائین۔ الغرض احسن الدین نہایت سعید لڑکا اپنے ہم عمرون مین ہے
جو کچھ ملکہ گیتی کی شفقت سے کمایا صلۂ رحم مین اتنی افراط کی کہ اپنے تئین تباہ کر دیا ہزارون
کے قرضدار ہوگئے دو تین برس تلاش مین ادھر اودھر پھرے تقدیر نے کچھ اثر نیک نہ
دکھایا۔ اب قریب ڈیڑھ برس کے ہوا ہے حیدراباد دکن کا سفر کیا وہان ایک دوست
شفیق کی اعانت سے وہ اور چھوٹا بندہ زادہ مولوی اکرم الدین احمد خان سلمہ اللہ تعالے
کہ وہ بھی اون کے ساتھ گیا تھا دونون معزز عہدون پر نوکر ہوگئے ہین اگرچہ ہنوز زیر بار
ہین کہ اب اونھین دونون کے اوپر مدار مصارف ہمارے سارے خاندان کا ہے لیکن
بہ آسایش بسر کرتے ہین اور امیدوار ترقی کے ہین۔ احسن الدین کی دو شادیان ہوئین پہلی
بی بی اون کی لاولد مرگئی پھر اوسی کی بہن سے دوسری شادی ہوئی اوس سے فضل الٰہی
سے کثیر الاولاد ہین مگر اوس نے بھی انتقال کیا اون کے اولاد ذکور مین دو بیٹے ہین۔
محسن الدین اور انوار الدین دوسرا کلام اللہ حفظ کرتا ہے۔ اللہ تعالی دونون کو توفیق علم اور عمل
کی عطا کرے۔ بڑا صدمہ بالفعل یہ ہوا کہ اون کی بڑی بیٹی کے ساتھ بڑے بندہ زادے مولوی
فرید الدین خان سلمہ اللہ تعالے کی شادی ہوئی تھی۔ قریب آٹھ نو مہینے کے بخار مین مبتلا رہی
ہر چند بڑی کوشش معالجہ مین کی کچھ نفع نہ ہوا۔ بخار منجر دق کی طرف ہوا اور وہ لاولد قضا
کر گئی۔ بندہ زادے کے رنج اور صدمہ سے کہ اوس سے وہ نہایت متاثر ہوا ہے اور بھی
احسن الدین کے غم و الم سے راقم پر اس حالت پیری اور خانہ نشینی مین سخت صدمہ ہے خدا
ہر ایک کو صبر جمیل عطا کرے۔ بعد احسن الدین کی مان کے انتقال کے جناب بھائی صاحب
مغفور نے دوسری شادی کی اوس سے کثیر الاولاد ہین مگر ذکور مین صرف ایک بیٹا ہے

سعد الدین اگرچہ نہایت تیز اور ذہین تھا مگر بہت حسرت اور افسوس ہے کہ اب تک اوس نے اپنے ذہن اور ذکا کو علم کی تحصیل کی طرف صرف نہین کیا۔ ایزد تعالے اب بھی اوس کو راہ راست پر لاوے اور توفیق خیر عطا کرے تو کیا تعجب ہے۔ جناب بھائی صاحب مغفور سے چھوٹا راقم روسیاہ ہے جو اپنے سوانح مفصل آیندہ لکھے گا۔ مجھ سے چھوٹے حافظ مولوی

حافظ ریاض الدین خان صاحب چھوٹے بھائی کا ذکر

ریاض الدین خان ہین سلمہ اللہ تعالے خدا نے اون کو علم و عقل اور استعداد کامل خاندانی عطا فرمائی بعد کلام اللہ کے حفظ کرنے کے کتب درسیہ اونھون نے بہت استعداد سے تحصیل کیے متوسطات سے آگے اگرچہ نوبت تحصیل کی نہین پہونچی لیکن مطالعہ مین اونھون نے نہایت محنت اور مشقت کی اور کچھ کچھ تدریس بھی کرتے رہے اب جمیع علوم درسیہ مین فضل الٰہی سے اون کو استعداد کامل ہوگئی اور کثرت مطالعہ سے ہر علم کی کتابون کے معلومات بھی اون کے بہت ترقی کر گئے۔ فضل الٰہی سے اب اپنے عہد مین نامور علماؤن مین ہین۔ ابتدا مین جب جناب بھائی صاحب مغفور شاہجہان آباد کے صدر امین مقرر ہوئے تب اکبرآباد کے جج نے عہدۂ افتا کی اون کے واسطے رپوٹ کی اوس عہد کے قانون کے بموجب لارڈ آکلینڈ گورنر جنرل نے جو اوس زمانہ مین ممالک مغربیہ کی پریسیڈنسی یعنی ایالت کا بھی کام کرتے تھے کلکتہ کے امتحان کی کمیٹی مین جو ارباب شرع کے امتحان کے واسطے مقرر تھی سپرد کیا۔ وہان سے بارہ سوال فقہی بہت سخت کہ کتب متداولہ مین اکثر یا کل سوالات کا جواب مندرج نہ تھا بھیجے۔ اور اگرچہ اوس وقت کے قاعدے کے بموجب اون جوابات کے لکھنے کے واسطے کتاب کے دیکھنے کی ممانعت نہ تھی مگر اگرے مین صاحب جج نے اپنے سامنے بٹھلا کے حکم کیا کہ بغیر کتاب دیکھنے کے جواب لکھدو سب جواب ٹھیک ٹھیک اونھون نے لکھے مگر ایک یا دو جواب مین اون جزئیات مسائل کے کچھ لغزش تھی۔ چنانچہ اوس عرصے مین راقم کوہستان شملے پر گورنر جنرل کے ہمراہ تھا۔ برادر موصوف نے مجھکو اپنے خط مین لکھا۔ چونکہ ایک دو سوال کے جواب مین مجھ سے غلطی

ہوئی ہے اس سبب سے گمان اپنے تقرر کی منظوری کا مجھکو نہین ہے۔ لیکن چونکہ اوس
امتحان کی کمیٹی مین چند علما فقیہ تھے اونھون نے وہ غلط جواب بھی قیاس صحیح سے
لکھے ہوئے پائے۔ اور چونکہ انگریزی امتحان مین ایک نئی اصطلاح مقرر ہے کہ ہر سوال
کے جواب کے واسطے ایک عدد مقرر کرتے ہین۔ اعلےٰ اور اوسط اور ادنےٰ اور خالی اور اعداد
کو جمع کر کے جب ایک معین عدد کو جو ہر امتحان کے واسطے پانسو سے پندرہ سو تک مقرر ہین
پہونچ گئے اوس کا امتحان کامل ہوا۔ ایک دو جگہ کی لغزش اور غلطی کی طرف اعتنا نہین
ہوتی اس نظر سے چونکہ اکثر سوالات کا جواب ٹھیک تھا یقین ہے فقہ کے امتحان کے
واسطے جو عدد معین تھا جوابات کے اعداد اوس سے بڑھ گئے ہونگے۔ الغرض امتحان کی
کمیٹی سے سند تکمیل امتحان کی عطا ہوئی اور اوس کے بموجب اون کا تقرر عہدۂ افتا پر خطوہ
ہوا کئی برس کے بعد عہدہ منصفی شہر آگرہ کا اون کو سپرد ہوا اور اوس مین اختیار ڈپٹی مجسٹریٹ
کا بھی عطا ہوا اگرچہ پیشتر سے بھی افتا کے ذریعہ سے فوجداری کا کام کرتے تھے۔ قریب
بیس برس کے اونھون نے بہت نیکنامی سے اور حکام کی رضامندی کے ساتھ عدالت
دیوانی اور فوجداری دونون کا کام انجام کرتے رہے۔ ۱۸۵۷ء کے غدر مین جب اکبر آباد
مین غدر شروع ہوا تو وہ اپنی جان بچا کے بایک بینی و دو گوش وہان سے بھاگے وطن مین
چلے آئے اون کی غیبت مین پہلے سب اسباب منقولہ اون کا اور بہت مالیت کا مال کتب خانہ
جناب والد ماجد مغفور کا جو برادر ممدوح کی حفاظت مین تھا اور ایک مکان پختہ جناب والد
ماجد مغفور کے املاک سے اور ایک مکان انگریزی کوٹھی راقم کی بنوائی ہوئی اور ایک
مکان جناب بھائی صاحب مرحوم کا زرخرید تھا بانتساب اون کے فرار کے نیلام کر ڈالا
حالانکہ وہ خود مریض تھے اور سب صاحب لوگ جو قلعہ مین جا کے امن مین بیٹھے تھے
اون کے پاس عرضی بھی اونھون نے لکھ کے بھیج دی تھی مگر حکام کو نہ غیر کی ملکیت کا تصور
ہوا نہ کچھ تحقیقات کی۔ غدر کے ہنگام مین الم دھوندھون تو تھی ہی کچھ بھی نہ پوچھا گیا ایک

قصور البتہ برادر ممدوح سے ہوا کہ بعد امن کے اور غدر کے موقوف ہونے کے وہ خود اکبر آباد مین نہ چلے گئے۔ اگر جاتے تو بلا شبہ عہدے پر بھی بحال ہوتے اور اب تک بہت ترقی ہو جاتی اور مکانات وغیرہ کا نیلام بھی مسترد ہوتا۔ مگر ہرگز اونھون نے قدم باہر نہ نکالا اور گویا توکل کر کے بیٹھ رہے۔ جب راقم لندن سے پھر کے آیا تب نہایت اصرار سے اون کو یہان سے اوٹھا یا اکبر آباد مین لیگیا۔ آنریبل ڈریمن صاحب اسکاٹ لینڈ کے ایک امیر زادون مین وہان کے کمشنر تھے اور وہ اون کے آگرہ کے برخاست سے نہایت ملول تھے اونھون نے نواب محمد علیخان ٹونک کے نواب کو سپرد کیا وہان دو سو روپیہ مشاہرے کا ایک عہدہ نواب نے اونکے تفویض کیا قریب ایک برس کے وہان وہ رہے جب نواب محمد علی خان ریاست سے معزول ہوئے تب وہ بھی بعض مصالح سے مستعفی ہوئے۔ ڈریمن صاحب ممدوح اون دنون بریلی کے کمشنر تھے وہان گئے وہان رام پور کے نواب نے سو روپیہ مہینا مقرر کر دیا اور نہایت پاسداری اور اخلاق کرتے ہین اور کوئی عدالت اون کے تفویض کی ہے دو برس سے زیادہ ہوئے کہ وہین ہین خوش و خرم بسر کرتے ہین۔ صرف ایک بیٹا اون کا حافظ فصیح الدین ہے کلام اللہ تو حفظ کیا تھا وہ بھی ظاہرا خوب یاد نہین رہا کچھ لکھ پڑھ بھی لیتا ہے رامپور کے نواب نے بہت اصرار کر کے اون کے والد سے وہان اوس کو بھی طلب کر لیا ہے اور اوس کے نام بھی کچھ مقرر کر دیا ہے۔ حافظ ریاض الدین خان سے چھوٹے ہمارے بھائی حافظ وجیہ الدین خان نہایت ہوشیار اور لایق اور با ہمہ اور بے ہمہ اور نہایت عالی ہمت ہین جس طرف توجہ کیا اوس کو کر ہی کے چھوڑا اس امر مین صرف دو حکایتین اون کی لکھنا کافی ہین۔ ایک یہ ہے کہ چھبین دن مین کلام اللہ کو حفظ کر لیا اور اب بخوبی یاد ہے حالانکہ کثرت اوراد اور اشغال سے سال بھر اون کو فرصت نہین ہوتی صرف شعبان کے مہینے سے کچھ دور کر لیا کرتے ہین اور سال بھر کلام اللہ کے دیکھنے کی نوبت نہین آتی مگر رمضان شریف مین دو تین ہفتے ختم کیا کرتے ہین دوسری حکایت

حافظ وجیہ الدین خان صاحب چھوٹے بھائی کا ذکر

اون کی علو شان کی یہ ہے کہ جناب حضرت شاہ تراب علی قلندر ابن شاہ کاظم قلندر قدس سرہما نے جنکے ہاتھہ مین اونھون نے بیعت کی تھی اون کو خرقہ عطا کیا اور اجازت مرید کرنے کی جو اون سے رجوع کرے دی ہے مختصرات عربی کی کتابین اونھون نے پڑھین اگرچہ تکمیل کی نوبت نہین آئی لیکن فقہ وغیرہ مین بہت بخوبی استعداد ہو گئی کچھ ہیئت کے دو ایک رسالے جناب چھوٹے چچا صاحب سے بھی پڑھے عمل بالاصطرلاب پر خوب مشق ہو گئی ہے فارسیت مین نظم اور نثر پر بخوبی قادر ہین مگر شوق شعر کہنے کا نہین ہے ایک مثنوی اپنے پیر کے اور درگاہ کے سوانح مین اونھون نے البتہ لکھی ہے تلاش معاش کے واسطے کہین باہر نکلنے کا کبھی ارادہ نہین کیا اور سارا انتظام خانگی ہم سب بھائیون کا اونھین کے ہاتھہ مین ہے بادشاہی عہد مین کچھ دیہات ہاتھ آ گئے تھے ہزار بارہ سو روپیہ سال کی آمدنی تھی اوس سے بخوبی اوقات بسر ہوتی تھی انگریزی مین وہ دیہات بھی نکل گئے اب البتہ محض توکل پر بسر اوقات ہے کثیر الاولاد ہین چار بیٹے اولاد ذکور ہین ظہور الدین نظام الدین قیام الدین صمصام الدین۔ اللہ تعالے سب کو زندہ رکھے اور توفیق علم و عمل کی عطا کرے اولاد دختری مین دو نواسے کم سن بھی ہین۔ اون سے چھوٹے ہمارے بھائی حافظ مولوی اشرف الدین خان ہین کم سنی مین اون کو عارضہ صرع کا ہو گیا مگر اوس وقت بہ دیر دیر ہوا تا ہوتا تھا یہان تک کہ اپنے شوق سے کلام اللہ بھی حفظ کیا اور مختصرات کتابین بھی پڑھین ذہن بہت اچھا تھا شادی بھی ہوئی دو بیٹے پیدا ہوے بعد اوس کے جو عارضہ نے زور کیا تو اکثر ہونے لگا اور منجر بجنون ہو گیا اب اکثر از خود رفتہ رہتے ہین بہت کم کبھی حواس بھی درست ہو جاتے ہین عارضہ کا بھی دسوین پانچوین دورہ ہوا کرتا ہے چھوٹا بیٹا پانچ چھ برس کی عمر مین قضا کر گیا اور بڑا بیٹا مولوی زکی الدین خان نام نہایت لائق اور سعید ہوا فارسیت مین تو اوس کو فی الجملہ کمال حاصل ہوا نظم اور نثر دونون بہت اچھی لکھنے لگا عربیت مین مختصرات کتابین پڑھکے متوسطات کی نوبت آئی تھی فی الجملہ استعداد بھی ہو گئی مگر

حافظ اشرف الدین خان بہادر سے چھوٹے بھائی کا ذکر

زمانہ نے تکمیل کی فرصت نہ دی پھر اپنے شوق سے انگریزی شروع کی اگرچہ کچھ جہالت اوس زبان سے جاتی رہی لیکن اوس مین بھی اب تک ناقص رہے حیدرآباد دکن مین گئے وہان کچھ تھوڑا سا تعلق ہوگیا ہے اگرچہ مواجب کم ہے مگر عہدہ معزز ہے اللہ تعالے موافق حوصلہ کے دین اور دنیا کی ترقی نصیب کرے - اب جو موضوع اس خاتمہ کا ہے یعنی ذکر سوانح اور کوائف راقم کے اپنے ابتدائے ولادت سے آج تک کہ عمر ابھی ہفتاد سالگی مین خلل پذیر کی الکیہ کے صفحات اخیر اس کتاب کے سیاہ کرتا ہے بزرگون سے مسموع ہوا کہ راقم پندرھوین یا سولھوین شب کو شعبان کے مہینے کی ۱۲۱۹ھ مین پیدا ہوا ہمارے بڑے چچا جناب ممتاز العلما بہادر مغفور نے تاریخ میری ولادت کی بیدار بخت بے کم و کاست پائی اور اوسکو اس قطعہ مین موضوع کیا

(حاشیہ: آغاز سوانح و حالات مؤلف)

قطعہ چو آن نیک طالع بہ عرشش وجود | شدہ جلوہ آرا چون غنچہ بخت

بتاریخ میلاد او از سعید | بہ بہہ خرد گفت بیدار بخت

اور جس زمانہ مین راقم کوہستان ہمالیہ یعنی شملہ مین گورنر جنرل ہندوستان کے ساتھ ۱۲۳۸ھ مین مقیم تھا اور گورنر جنرل نے خطاب خانی اور بہادری کا مجھکو عطا کیا اوس وقت مین جناب والد ماجد مغفور کے خط سے اس مضمون سے مطلع ہوا کہ جب جناب عم اکرم ممدوح نے وہ تاریخ میری ولادت کی پائی تب حضرت جد امجد مغفور نے یہ تفاول فرمایا کہ یہ لڑکا بالضرور بخت بیدار ہوگا چنانچہ جناب والد ماجد مغفور نے اوس خط مین لکھا کہ عطا اس خطاب کا اس نہج پر کہ کلکتہ کے گیازٹ مین اور اخبارون مین حکم اوس کے طبع کا ہوا یہ امر مختص رؤسا صاحبان ملک کے واسطے ہے ہم لوگون مین جو روزگار پیشہ ہین ابتدائے عملداری سرکار سے آج تک کسی کے واسطے سننے مین نہین آیا تو لا محالہ یہ نشان اوسی تفاول کا ہے جو جناب والد ماجد مغفور نے تیری ولادت کے وقت مین فرمایا تھا جناب باری سے مجھکو امید ہے کہ روز بروز ترقیات دینی و دنیوی تیری مین اپنی حالت حیات مین دیکھون گا - الغرض جب میر اسن تمیز کا ہوا تب بزرگون نے مکتب مین سپرد کیا

(حاشیہ: تاریخ ولادت موصوف کی بیدار بخت سے)

اور آخوند شیخ قیام الدین مرحوم قصبۂ سوہان کے رہنے والے جو ایک بڑے
جہاندیدہ آدمی تھے اور صرف معلم نہین بلکہ ایسے عمدہ اتالیق تھے کہ کمتر مثل
اون کے کوئی معلم ہوگا اس واسطے کہ وہ نواب حیدر بیگ خان جو مدار المہام
آصف الدولہ کی سرکار کے تھے مدت تک اون کی مصاحبت مین اور اون کے
کتب خانے کے داروغہ رہے تھے اون کو جناب جد امجد مغفور نے ہمارے
بھائیون کی اور سب بنی اعمام کی تعلیم کے واسطے مقرر فرمایا۔ اون کی خدمت مین حروف تہجی
سے لیکر سارا قرآن شریف اور رسائل متداولہ فارسی کے کریما مقیمان آمدنامہ گلستان بوستان
بہار دانش ابوالفضل دیوان غنی اور بعضے رسائل نظم و نثر کے راقم نے پڑھے کہ فی الجملہ طاقت
لکھنے پڑھنے کی حاصل ہوئی۔ تب سنہ ۱۲۲۹ھ مین میزان الصرف جناب حضرت
حاجی الحرمین حاجی امین الدین ہمارے جد امجد مغفورین کے بھائی سے شروع
کی ساری وہ کتاب اور منشعب اور پنج گنج جس کو تصریف بھی کہتے ہین جناب
ممدوح سے پڑھی اور آخوند شیخ قیام الدین کے اہتمام سے اوس کی مشق ہوا کی۔
اس عرصہ مین جناب والد ماجد مغفور اور جناب عم والا مقام مولوی حکیم الدین
خان بہادر مغفور نے باہم بندوبست کر کے مولوی حسن بخش سناجی کو کہ جو بڑے
عالم اور طبیب بھی تھے اور اسی قصبۂ کاکوری کے رؤسا مین جناب جد امجد مغفور
کے تلامذہ مین سے تھے ہماری اور ہمارے بنی اعمام کی تعلیم کے واسطے مقرر کیا اون کی
خدمت مین راقم نے زبدۃ الصرف اور صرف میر اور مائۃ عامل فارسی نظم اور شرح مائۃ عامل عربی
اور مصباح اور ضریری اور کافیہ اور ضوء شرح مصباح کی اور کافیہ کی شرح ملا جامی کی جو
شرح ملا مشہور ہے قریب نصف کے یعنے سارے اسم کی بحث تک پڑھی اس عرصے
مین جناب والد ماجد مغفور نے ہم سب بھائیون کو اکبرآباد مین طلب کیا
قریب چار برس کے وہان اتفاق رہنے کا ہوا جناب والد ماجد مغفور سے اور

جناب مولوی امیر علی مرحوم سے جو سادات صحیح النسب بارہے سے تھے اور جناب والد ماجد
مغفور کے شاگرد رشید تھے نصف شرح ملا جامی کی یعنی بحث فعل اور بحث حرف کی۔ اور
مختصر معانی اور شرح تہذیب المنطق اور قطبی مع میر کے حاشیے کے اور عبادات شرح وقایہ کے
اور شرح عقاید نسفی اور شافیہ اور خلاصۃ الحساب اور چند اشکال تحریر اقلیدس کے اول مقالے
کے اور فارسی مین صرف قصائد عرفی کے پڑھے جس مین صرف شرح ملا کی مولوی امیر علی مرحوم
سے پڑھی تھی باقی سب کتابین جناب والد مغفور سے پڑھین مگر آپ کی عدیم الفرصتی کے سبب سے ہرج
اکثر واقع ہوجاتا تھا یعنی ہفتہ مین دو تین روز کبھی سارا ہفتہ ناغہ ہوجایا کرتا تھا ۱۲۷۱ھ مین
جناب والد ماجد مغفور ہم سب بھائیون کو وطن مین لے آئے دو ایک مہینے کے بعد آپ نے
اکبر آباد مین معاودت کی اور یہان ہم لوگون کی تعلیم کے واسطے جناب مولوی فضل اللہ صاحب
کو جو نوتنی کے رہنے والے بہت بڑے نامی علما مین تھے اور خود جناب والد ماجد
مغفور کو اور ہمارے اعمام کو اون سے تلمذ تھا مقرر کیا اون سے راقم نے جلدین اولین
شرح وقایہ کی تکمیل کی اور میبذی شرح ہدایت حکمت کی اور تصورات سلم کے متن اور
شرح سلم تصدیقات مولوی حمد اللہ کے اور میر زاہد رسالہ اور میر زاہد ملا جلال اور نور الانوار
اور دایرا اصول فقہ کے اور چند مقامے مقامات حریری کے اور فرایض شریفی تحصیل کی
اور اس وقت کچھ شبہ واقع ہوا ہے کہ شرح عقاید نسفی کی اکبر آباد مین جناب والد ماجد
سے پڑھی تھی یا وطن مین مولوی فضل اللہ صاحب مغفور سے پڑھی تھی غالبًا ایسا واقع
ہوا ہے کہ اکبر آباد مین شروع کی تھی اور مولوی صاحب ممدوح سے آکے ختم کی لیکن باقتضائے
سن شباب کے اور توجہ کلی کے ملاہی اور ملاعب کی طرف بسبب فی الجملہ تنعم اور فراغت کے
جو بدولت والدین مغفورین کے حاصل تھی تحصیل ان سب کتب کی محنت اور مشقت طالبعلمانہ
سے جیسی چاہیے نہین ہوئی اور نفس امارہ حیلہ جو نے دل مین یہ کھٹکا ڈالنا شروع کیا کہ
جناب مولوی فضل اللہ صاحب مغفور جو بڑے عالم متبحر اور بابرکت تھے کتب مطولات کے

(حاشیہ: مولوی فضل اللہ صاحب [illegible])

ع مصنف سے سنہ [illegible] ۱۲

ہم کو نہین پڑھا سکتے اور اس عرصے مین ایک تفرقہ بھی اجتماع مین سب بھائیون کے واقع ہوگیا کہ بڑے بھائی صاحب مولوی رضی الدین خان بہادر مغفور کو جناب والد ماجد مغفور نے اکبرآباد مین طلب کرلیا اور بنی اعمام ہمارے بھی اپنے والد ماجد کے پاس روانہ ہوے وطن مین صرف راقم رہا کہ جناب مولوی فضل اللہ صاحب کی خدمت مین تحصیل کرتا تھا جناب ممدوح نے میرا توجہ زیادہ ملاہی اور ملاعب کی طرف دیکھا اور میرے خطرۂ شیطانی کے متفرس ہوئے۔ بزرگون کو اطلاع کی کہ اس روسیاہ نے فضل الٰہی سے استعداد کلی حاصل کی ہے اب مناسب ہے کہ لکھنؤ کے علما اور مدرسین نامی کے پاس مطولات کی تحصیل کرین اور از خود اپنے وطن کو یہان کا تعلق چھوڑ کے تشریف لے گئے۔ اسی عرصے مین جب راقم جناب مولوی فضل اللہ صاحب مغفور سے درس کتب کرتا تھا ایک شب کو خواب مین زیارت بابرکت حضرت جناب رسالت مآب سے مشرف ہوا اور بموجب مضمون صداقت مشحون مَنْ رَاٰنِیْ فَقَدْ رَاٰنِیْ فَاِنَّ الشَّیْطَانَ لَا یَتَمَثَّلُ بِیْ عزت اور برکت حاصل کی اس صورت سے کہ آپ ہمارے گھر کی مسجد مین نماز جماعت کی پڑھاتے ہین اور مین اوسی مسجد کی سفیل پر بیٹھا ہوا وضو کرتا ہون اور بہت جلدی کررہا ہون کہ جماعت کی نماز مین شریک ہو جاؤن لیکن اس قدر مجھے محرومی حاصل ہوئی کہ جب مین جماعت کے قریب پہونچا تو آپ نے سلام پھیر دیا اور جماعت کی طرف منھ پھیر کے دعا مانگنا شروع کی اوس مین مین بھی شریک ہوا لیکن چہرۂ مبارک پر ایک برقعہ تھا کہ چہرہ کی زیارت بھی نہین نصیب ہوئی اونھین دنون مین کچھ قبل یا بعد ایک شب کو حضرت باری تعالے جل شانہ کو خواب مین دیکھا ایک بہت بڑے سانپ کی صورت پر مابین الجو طیران مین ہین۔ اس سے نہایت وحشت اور خوف اوس وقت مجھے حاصل ہوا۔ خداوند تعالے مجھکو اپنے ثمرات اور نتائج قہر سے محفوظ رکھے اور نتیجہ زیارت قدمبارک کا اور کئی دفعہ اور اپنی حضوری کا خواب مین جس کو آگے

نقل کرونگا اور مشاہدہ منظہر جمال باجلال حضرت بے مثال تعالےٰ شانہ وعم نوالہ کا مجھکو عقیدہ
واثق ہی تھا ورنہ یہ کہ ساری ناموری اور ترقی دنیوی جسکی مجھکو لیاقت نہ تھی اور اپنے
امثال مین کمتر کسی کو ہوئی ہوگی مجھکو حاصل ہوئی۔ امید یہ ہے اور رات دن دعا کرتا ہون کہ
اوس کے برکات سے عاقبت بخیر ہو اور وہ سب ترقی نمونہ اوس ترقی کا ہو جو ایزد تعالےٰ
محض اپنے لطف وکرم سے اوس عالم مین عطا کرے۔ غرض اس عرصے سے کئی برس
متصل بالکل میرے درس مین ہرج رہا مگر اوسی عرصے مین جناب مولوی مستعان
صاحب مغفور ہمارے وطن کے بزرگون مین صدیقی نسب تھے اور بہت بڑے
علماے نامی مین شمار کئے ہوئے تھے ارادہ ہوا کہ اون سے کچھ درس لیجیے چنانچہ
مطول مین نے اون سے جا کے شروع کی لیکن اس عرصے مین وہ نہایت کبرسنی سے قریب
پراگندگی حواس مین آ گئے تھے اور تقریر مین بھی نہایت لکنت اور لغزش ہوتی تھی
پانچ چار سبق اون سے پڑھے طبیعت خوش نہوئی اور چونکہ نری بے شغلی تھی جناب
مولوی حسن بخش صاحب مرحوم سے سدیدی طب کی موجسز کی شرح شروع کی دو تین جز

[illegible]

پڑھے تھے کہ اتفاق سفر کا اکبرآباد کی طرف بھائی صاحب مغفور مولوی رضی الدین خان صاحب
بہادر کے پاس ہوا کئی مہینے وہان ٹھہرنے کا اتفاق ہوا تھا کہ اس عرصے مین جناب والد ماجد مغفور
عدالت دایر وسایر کے دورے کے ذریعہ سے فرخ آباد مین تشریف لائے راقم کو اکبرآباد سے طلب
کیا دو تین مہینے یہان آپ نے تشریف رکھی وہان سے اوسی تقریب مین کانپور مین تشریف لائے
پانچ چھ مہینے یہان قیام ہوا جب آپ وہان سے ضلع مینپوری کے دورے کے واسطے روانہ ہوئے
تب راقم کو اجازت دی کہ لکھنؤ مین اقامت کر کے کتب درسیہ بقیہ سے فراغت کرون غرض راقم نے
جناب چھوٹے چچا صاحب مولوی خلیل الدین خان صاحب بہادر مغفور کے مکان پر لکھنؤ مین اقامت
کی اور جناب مرزا حسن علی صاحب مغفور محدث سے کہ ارشد تلامذہ حضرت شاہ عبدالعزیز دہلوی
سے تھے صدرا قرارت شروع کیا اور بعضے طلبہ مطول پڑھتے تھے اوس کی سماعت کرتا تھا

کئی مہینے اس درس مین اشتغال رہا کہ ایک اور تفرقہ واقع ہوا یعنی جناب چچا صاحب کو عہدہ بادشاہ کی سفارت کا گورنر جنرل کے دربار مین مفوض ہوا وہ کلکتہ کی طرف روانہ ہوئے اور جناب مرزا احسن علی صاحب کو نواب ذو الفقار بہادر نے بارے مین طلب کر کے اون کو اپنے یہان متعلق کر لیا مگر راقم نے وہین لکھنؤ مین اقامت کی اور جناب مولوی ظہور اللہ صاحب مغفور سے کہ فرنگی محل کے علماے نامور مین سے اپنے عہد کے تھے درس شروع کیا توضیح تلویح اور ہدایہ جلدین اخیرین اور شمس بازغہ اور دو تین جز مسلم کے پڑھے اوسی عرصے مین مولوی حفیظ اللہ صاحب مرحوم جو جناب مولوی ظہور اللہ صاحب کے خویش تھے ارادہ ہوا کہ کتاب صدرا کی تکمیل اون سے کیجیے چنانچہ کئی سبق پڑھے تھے۔ ایک مقام پر مولوی صاحب ممدوح نے کتاب کے مطلب سمجھنے مین غلطی کی اور راقم اوسکو سمجھ چکا تھا ایک دلیل ہندسی ابطال جزء لایتجزی کے تھی اور مولوی صاحب ممدوح کو ہیئت و رہندسے سے کچھ مناسبت نہ تھی اونھون نے ایک تقریر نری مہمل کی مین نے روکا اور غلطی پر اون کو متنبہ کیا مگر باوصف اس کے یا وہ سمجھے نہین یا تاویل اپنے کلام کی کرتے رہے اس سبب سے گفتگو بحث آمیز اون کی طرف سے اور میری طرف سے طول ہو گئی مین اون کے پاس سے اوٹھ آیا اور اون سے پڑھنا ترک کیا وہ مقام اور مولوی صاحب کی تقریر اور اصل مطلب کتاب کا سب اب تک مجھے یاد ہے اوس کا لکھنا یہان مجھکو فضول معلوم ہوا الغرض مین نے جا کے جناب مولوی ظہور اللہ صاحب مغفور سے وہ سب تقریر اور گفتگو نقل کی مولوی صاحب نے مشفقانہ فرمایا جیسے بزرگ لوگ اپنے لڑکون کو کہتے ہین۔ وہ کو دن ہے تم نے کیون اپنی اوقات ضایع کی اوس سے پڑھنا شروع کیا۔ اوس کے بعد راقم نے جناب مولوی قدرت علی صاحب مرحوم مولانا عبد العلی بحر العلوم مرحوم کے نواسے سے صدرا شروع کیا وہ بہت بڑے نامی علماؤن مین تھے درسی کتب گویا اونکو سب حفظ تھے۔ مایعم الاجسام تک اون سے پڑھا۔ اسی عرصے مین جناب والدین مغفورین نے تقریب شادی راقم کی بڑے طمطراق سے جیسا اب زمانے مین مروج ہے

بموجب اجازت جناب والد ماجد مغفور کے راقم نے لکھنؤ مین [illegible] اقامت کی اور کسب کمالات علوم ظاہری حضور مین [illegible] کے کیے

ذکر شادی راقم

قرار دی جناب غلام حیدر خان صاحب مغفور کی منجھلی بیٹی کے ساتھ عقد نکاح باندھا گیا اوس کے
پندرہ بیس دن کے بعد جیسا رواج ہے شادی ہوئی۔ ایک بزرگ مولوی محمود علی مرحوم حضرت
شاہ بدر علی صاحب قدس سرہ کاکوروی الاصل کے بھائی کے داماد تھے اونھوں نے مادہ تاریخ
میری شادی کا جو ماہ ربیع الاول ۱۲۵۱ھ میں ہوئی یہ مصرع بے کم و کاست پایا ع ہا دین وصل ماہ
با مشتری باد اور اوسکو ایک قطعہ میں منظوم کیا تھا وہ قطعہ مجھے یاد نہین رہا۔ بعد شادی ہونے کے کئی
مہینے متصل وطن مین قیام رہا اسی عرصے مین جناب مرزا حسن علی صاحب محدث مغفور لکھنؤ
مین تشریف لائے راقم نے پھر اون سے جا کے میرزاہد شرح مواقف شروع کی کئی جز پڑھے
پھر جو وطن مین آنے کا اتفاق ہوا اوس وقت سے کچھ اور درس کی نوبت نہ پہونچی اور نہ کبھی
بالاستقلال تدریس کا اتفاق ہوا ساری بہت تلاش روزگار کی طرف مصروف ہوئی مگر مطالعہ
کتب کا شغل البتہ احیاناً بے تعلقی مین بھی اور تعلق روزگار مین بھی رہا وہ بھی جم کے اور
باستقلال اور بہ ترتیب کہ جو کتاب نظر پڑے اوس کو اول سے آخر تک دیکھ جایئے اس کی
نوبت نہین آئی چند مہینے جناب والد ماجد کے دورے کے ہمراہ سفر مین جب عدالت دائرہ
کی شکست کے بعد آپ کی اقامت کانپور مین ہوئی تب اکثر آپ کے ہمراہ رہا اوسی عرصے
مین شرح چغمینی آپ سے پڑھی۔ اسی عرصے مین جناب بڑے بھائی صاحب نے مجھکو اکبر آباد
مین طلب کیا اوس کا سبب یہ تھا کہ جب وہان ۱۸۴۲ع کا بندوبست ہوا تو حکام نے
باوصف استحقاق کے اون کو صدر الصدور نہ مقرر کیا۔ گورنر جنرل کے حکم کے بموجب
ایک بڑے تعلقہ دار کو اوس عہدے پر مامور کیا اور بھائی مغفور کا عہدہ افتا کا بدستور
رکھ کے منصفی آگرے کے شہر کی اوس کے ساتھ ضم کر دی اور جو درماہہ قدیم تھا وہ
بدستور بحال رکھا۔ اوس پر جب بھائی صاحب نے حکام سے شکایت اپنے استحقاق کے
فوت ہونے کی کی اور اونھوں نے معذرت کی تب بھائی صاحب نے کہا اگر اس مین عذر ہے تو
میرے بھائی کی پرورش کسی عہدے پر ہو۔ اس پر وہان کے کمشنر نے مسٹر ملسون نام جج صاحب انتجابا

[illegible]

تھے اونھون نے ایما میری طلب کی کی۔ اس نظر سے جناب والد ماجد مغفور نے راقم کو مجاز
اکبر آباد کی روانگی کا کیا قریب تین برس کے وہان اقامت ہوئی اور جناب بھائی صاحب
نے بمراتب زیادہ میرے اپنی کوشش سے میرے واسطے تعلق پیدا کرنے کے لیے تدبیرین مصروف
ہوے مگر دس عرصے مین کچھ کشود کار نہ ہوا حالانکہ وہان بہت سے انقلابات واقع ہوئے
لیکن اثر وہین کے قیام کا اور جناب بھائی صاحب کی طلب کا تھا کہ بعد اون کے بہت سی
ترقی نمایان ظہور مین آئی جس کی شرح آینده ہوگی اور وه دو تین برس اکبر آباد مین نہایت
بے شغلی مین اور ملاہی و ملاعب مین بسر ہوے چونکہ اون دنون مین حکام انگریزی تے قوانین جاریہ
مین بہت نسخ اور تبدیل کی تھی اور اہل ہند کے واسطے بہ نسبت سابق کے بہت ترقی کی مگر اسی کے
ساتھ اس بندوبست کی فکر مین تھے کہ بموجب پچھلے بندوبست کے جو عمال مین اخذ و جر بطریق
ارتشا کے بہت شایع تھا اور انگریزی حکومت مثل ہندوستانی حکومت کے بھی جو مدت دراز
سے بعد سلطنت کی تباہی کے چلی آتی تھی اوس کو موقوف کرین اس واسطے جمیع عہدون کے
واسطے چاہتے تھے کہ اشخاص لایق اور باعلم اور شرفا منتخب ہون اس واسطے کہ البتہ بنظر
علی العموم لوگون کے اس جنس کے لوگ محتاط رہتے تھے۔ اور مین جو اپنے تصور باطل مین
جمیع اشخاص سے جو اس شہر مین موجود تھے اپنے تئین لایق اور فایق سمجھتا تھا اور ایک
حاکم اعلی کی بموجب طلب کے وہان گیا تھا مجھکو یقین تھا کہ عنقریب کوئی صورت عمده
ظہور مین آویگی۔ عجب کارخانہ قضا و قدر کا ہے کہ سب مزعومات اپنے باطل ہوگئے وہ اشخاص
جن کا کچھ بھی رتبہ اور لیاقت نہ تھی وه حکام کے نزدیک کارکرده متصور ہوے اون کے واسطے
معقول عہدے تجویز ہوئے اور میری طرف سے حکام کے زعم مین ناکرده کاری ثابت ہوئی
بعینہ عَسٰی اَنْ تَکْرَهُوْا شَیْئًا وَّهُوَ خَیْرٌ لَّکُمْ کا مصداق ہوا مگر جہالت ور ناواقفیت
(قریب ہے کہ تم برا سمجھو ایک امر کو اور وہ تمھارے واسطے بہتر ہو)
اون امور سے جو واقع ہوئے عدم ظہور اپنے مزعومات کا اوس عرصے مین نہایت موجب رنج
والم کا ہوا تھا۔ سبب اس عدم ظہور اپنے مزعومات کا عجیب اور غریب واقع ہوا چونکہ حکام

اوس عرصے مین ایک دوسرے سے ہر شخص کا حال اور بسر پرد پوچھا کرتے تھے۔ ایک صاحب
زمانے کے لوگون مین علے العموم ہمارے دوست مشہور تھے۔ اور غالبًا حکام کے اوپر بھی یہی
حالی تھا۔ اوس عرصے مین ایک عہدہ مشترک سررشتہ داری کلکٹری و فوجداری کی ڈیڑھ سو روپیہ
مشاہرہ کی قرار پائی تھی۔ صاحب کمشنر جس نے مجھے طلب کیا تھا اوس نے کلکٹر سے ایما کیا
کہ راقم کو اوس عہدے پر مقرر کرے۔ کلکٹر نے اون بزرگ سے جو وہ خود پیشتر سررشتہ دار کلکٹری کے
تھے اور نئے بندوبست مین اون کو تحصیلدار کر دیا تھا۔ اس نظر سے اون سے پوچھا کہ فلانا
شخص اس عہدے کا انجام کر سکتا ہے۔ اون کو ایسا حسد نے لیا کہ راقم کی بہت علم اور لیاقت
کی تعریف کی مگر از جنس تاکید الذم بما یشبہ المدح۔ یعنی ظاہرا ایسی تقریر کی وہ ہمارے صاحبزادے
ہین اور بزرگ زادے ہین بڑے عالم فاضل ہین مگر یہ کام بہت مشکل ہے خصوصًا اب فوجداری
کا کام بھی اوس مین ضم ہوا۔ اور مین تو اون کی تعریف ہی کرون گا حضور خود سمجھ لیجیے اونھون نے
اب تک کہین کام نہین کیا ہے۔ غرض کلکٹر نے صاحب کمشنر سے جا کے کہا مین خود نیا کلکٹری
پر مقرر ہوا ہون اگر میرا سررشتہ دار بھی ناکردہ کار ہو تو کام کس طرح سے چلے گا اور اونھین صاحب
کی تقریر دلیل مین نقل کی۔ اگرچہ تفصیل مشرح اس خبر کی نہین معلوم ہوئی کہ اونھون نے کیا
تقریر کی تھی۔ لیکن یہ امر خود صاحب کلکٹر نے بعد اوس کے جب میری کیفیت نالایقی کی اون پر
کھلی اور پھر مدت تک وہین اکبرآباد مین اور بعد اوس کے گورنر جنرل کے ساتھ میرا اور اون کا
سابقہ رہا تو ایک دن اونھون نے ہنس کے ایک حاکم سے میرے سامنے انگریزی مین کہا
کہ عجب اتفاق ہے کہ ان کے ایک خیر طلب دوست کی تقریر سے ہم کو ایسا دھوکا ہو گیا کہ ان کو
مطلق کارکردگی کی لیاقت نہین ہے نرے ملا ہین۔ پھر خود ترجمہ کر کے مجھ سے بیان کیا کہ ہم ان سے
یہ کہتے ہین اور دونون صاحب خوب قہقہے مار کے ہنسا کیے۔ غرض کمشنر نے جب یہ امر سنا تو اوسکی
راے ہوئی کہ اکبرآباد کے مدرسے مین مجھے مدرس مقرر کرے وہان دو مدرس پچاس پچاس
روپیہ درماہہ کے تھے ایک عربیت کی تعلیم کے واسطے اور ایک ریاضی پڑھانے کے لیے اوس

ایک ڈاکٹر مدرسہ کا مہتمم تھا اون کی بد مزاجی کے سبب سے دونون نے استعفا
دیا۔ کمشنر نے جب ڈاکٹر سے میرے مقرر کرنے کے واسطے کہا۔ اس تقریر سے کہ
تمھاری بد مزاجی کے سبب سے ہمین بہت شبہ ہے کہ وہ قبول نہ کرین گے اگر
قبول کرین تو سو روپیہ مشاہرہ اون کا مقرر کرو اور دونون عہدون کا انجام
اونھین کو سپرد کرو۔ ڈاکٹر نے مجھے طلب کرکے کہا مین نے انکار کیا تب اوس نے
بھائی صاحب کو طلب کرکے نہایت اصرار سے اور سماجت سے کہا کہ اپنے بھائی کو سمجھائیے
مدرسی قبول کرین اور بموجب بھائی صاحب کے ہمراہ کر مین اون کے پاس گیا۔ اور مین نے کہا کہ
مجھے ہرگز خوف کسی طرح کا آپ سے نہین ہے صرف اس سبب سے کہ سو روپیہ مین میری بسر نہین ہوگی
اور محنت اور مشقت بہت ہے مین نہین قبول کرتا۔ اگر آپ کی مرضی ہو تو مین دو آدمی اچھے
فاضل آپ کو بلا دون پچھلے دستور کے بموجب ایک کو عربیت کی تعلیم کے واسطے اور ایک کو
ریاضی کی تعلیم کے واسطے مقرر کیجیے اوس نے کہا بہت اچھا جلد ہی بلا دیجیے۔ نام مجھ سے پوچھا
کون سے دو صاحب آپ نے تجویز کیے ہین مین نے ایک مولوی بشیر الدین اپنے خالہ زاد بھائی کا
نام عربیت کے واسطے تبلایا اور ایک میر اولاد حسین نام شکوہ آباد کے رہنے والے جو مدت تک لکھنو
مین ہمارے ہم سبق اور ہمخانہ رہے تھے اون کا نام لکھوایا کہ ہیئت تعلیم کرین وہ نہایت ذکی الطبع
تھے اور بڑی محنت اور مشقت سے بہت اچھی استعداد حاصل کی تھی اگرچہ مذہب اون کا شیعہ
تھا لیکن راقم کو بسبب مدت تک یکجائی کے اون سے بہت محبت ہو گئی تھی۔ اور اوس عرصے
مین وہ ہگلی کے مدرسے مین اسی روپیہ مشاہرہ کے نوکر ہو گئے تھے وہان کے تیسرے یا چوتھے
مدرس بھی تھے اور وہان کے مسجد کے امام بھی مقرر ہوئے تھے اس سبب سے کہ میر سید محمد مجتہد
نے اون کو اجازت امامت یا شاید اجتہاد کی بھی دیدی تھی۔ تو میرا گمان یہ تھا کہ اگرچہ اون کا درماہہ
وہان زیادہ ہے لیکن بسبب قرب وطن کے خصوص میرے لکھنے سے وہ ضرور قبول کر لین گے
بمجرد میرے نام بتانے کے اوسی وقت اپنے منشی کو بلا کے دو پروانے لکھوائے اور مجھے

[illegible]

حوالہ کیجیے کہ جلد دونون صاحبون کو بلوا دیجیے۔ چنانچہ مولوی بشیرالدین تو آئے اور مدرسے
مین اونھون نے پڑھانا شروع کیا اور وہین کی رو داری سے اون کو ترقی ہوئی کہ فتح پور
سیکری کے منصف ہو گئے۔ اور میر اولاد حسین نے پہلے تو قبول کیا اور لکھا مین عنقریب
آتا ہون۔ لیکن کلکتہ کے سارے شیعہ مذہب لوگون نے جو تجار وغیرہ بڑے بڑے دولتمند
ہین نہایت کوشش اور تدبیر کرکے اون کو وہین ہگلی کا مدرس اول یا دوم تین سو روپیہ
مشاہرے کا مقرر کروا دیا۔ الغرض جب اس واقعہ کی خبر جناب والد ماجد مغفور کو ہوئی آپ
بہت ناراض ہوے اور خط بہت عتاب کا مجھکو لکھا کہ ایسا عہدہ عمدہ خاندانی تو نے قبول
نہ کیا نہایت خلاف عقل حرکت کی۔ اصل غرض آپ کی یہ تھی دہان مقرر ہونے سے میرے
علم کی تجدید ہوتی اور شغل مطالعہ کا ہمیشہ رہتا۔ الغرض جب حکام کے ذہن مین میری ناتجربہ کاری
نقش ہو گئی حالانکہ بسبب اکثر ہمراہی جناب والد ماجد مغفور کے اور شوق ملاحظہ مقدمات کے
دیوانی اور فوجداری کا کام تو مین لوگون کو بخوبی سکھا دیتا اور چونکہ ہمیشہ قوانین بھی دیکھا کرتا تھا
کلکٹری کا کام بھی دشوار نہین معلوم ہوتا تھا۔ اس نظر سے جناب بھائی صاحب مغفور نے یہ فکر کی
کہ خود رخصت لی اور صاحب جج سے درخواست کرکے مجھکو قائم مقام مقرر کروایا تاکہ بذریعہ اتفا
کے جب حکام کے سامنے کام کرنے کا اتفاق ہو تو وہ زعم باطل اون کا نکل جاے وہی ہوا
قریب سات آٹھ مہینے کے جناب بھائی صاحب کی غیبت مین جو ہر طرح کا کام پیش آیا حکام
بہت راضی ہوے اور سمجھے کہ وہ زعم اون کا غلط تھا لیکن چونکہ نیا بندوبست سب اوس ضلع
مین ختم ہو گیا تھا کوئی عہدہ خالی نہ تھا کہ مجھے سپرد کرین۔ صاحب کلکٹر مجھ سے مبالغ تھے کہ تم یہان
ٹھہرو جو تحصیلداری خالی ہو گی اوس پر مین تمھین مقرر کرون گا مگر میری طبیعت ایسی منقبض ہوئی
کہ پھر وہان رہنے کا جی نہ چاہا مین وطن مین چلا آیا اور اکبرآباد کے ایام قیام مین دو امر عجیب
اور غریب پیش آئے کہ اون کا ذکر کرنا مصلحت معلوم ہوتا ہے ایک امر یہ ہے کہ ایک مقدمہ
بابت نزاع سرحد اور سوانے کے تین برس سے بھائی صاحب کی کچہری مین دائر تھا جس مین

اظہارات طرفین کے گواہون کے اور اسناد جو پیش تھے۔ غالب ہے کہ وہ مثل پانچ سیر سے وزن مین کم نہ ہوگی۔ اس واسطے کہ پچھلے قوانین کے بموجب جیسی اب تخلیص اور تسہیل روبکاری مین ہے وہ نہ تھی۔ فضولیات بہت کاغذات داخل ہوا کرتے تھے غرض میری حالت قائم مقامی مین صدر عدالت سے حکم اوس کے فوراً انفصال کا آیا اور کیفیت التوا کی طلب ہوئی اوس کے بموجب صاحب جج نے میرے اوپر نہایت تاکید اور تشدد کیا کہ اسی مہینے مین اوسکو فیصلہ کرو مین نے جو اوس مقدمہ کو روبکار کیا

[illegible]

اور متصل قریب ایک ہفتہ کے ہر روز کچہری مین وہ پیش ہوتا تھا اور پھر سب مثل کو مین گھر مین لے آتا تھا آدھی رات تک مین تنہائی مین اوس کو غور کرتا رہا مطلق حقیت کسی جانب کی میرے ذہن مین نہ آئی کچھ اور تحقیقات اوس مین ضرور معلوم ہوئی میرا ارادہ تھا کہ اوس کو پنچایت مین سپرد کرون مگر صاحب جج نے نہ مانا اور نہایت تاکید کی جس طرح سے ہو اسی مہینے مین فیصلہ کرو۔ جہان تک ممکن تھا عقل لڑا کے کچھ استخارے کی تائید سے اوس کو مین نے فیصلہ کیا لیکن خود میری اپنی بھی اوس فیصلے سے تشفی نہ ہوئی بعد فیصلہ کرنے کے دفعۃً میری حالت متغیر ہوئی اور خود بخود گریہ و بکا میرے اوپر طاری ہوا اور یہ تصور ہوا کہ اس قضا کے باب مین اسلاف کا قول مشہور ہے مَنْ قُلِّدَ الْقَضَاءَ فَقَدْ ذُبِحَ بِلَا سِکِّیْنٍ (جو شخص قاضی مقرر ہوا وہ ذبح کیا گیا بغیر چھری کے) مین کہ ایک جاہل بحت ہون بموجب مضمون حدیث کے اَلْقَاضِیْ جَاہِلٌ بَیْنَ الْعَالِمِیْنَ (قاضی جاہل ہے دو عالمون کے بیچ مین) محض دنیا کی طمع سے اپنے تئین اس بلا مین مبتلا کیا ہے اور ایسی جگہ پر جہان فرصت تحقیقات کی اور غور و تامل کی نہین ملتی جس طرح سے ہو سمجھین یا نہ سمجھین منازعات کا فیصلہ کرنا لازم ہے۔ اس کا مآل عقبے مین کیا ہوگا اور کیفیت ایک اضطرار کی لاحق ہوئی کہ جو باعث اوسی گریہ و بکا کی ہوئی۔ اوسی حالت مین راقم دست بدعا ہوا کہ یا الٰہ العالمین مجھے فاقہ قبول ہے مگر تو مجھکو ایسے عہدے اور نوکری سے محفوظ رکھ۔ یہ میری دعا ایسی تیر بہدف ہوئی کہ اوس کے بعد ہر طرح کی ترقی نمایان حاصل ہوئی اور حالانکہ بعضے ایام بے شغلی مین تجسس اور تلاش اس جنس کے عہدے کی بھی کی مگر آج تک

عنایت الٰہی سے میسر نہ ہوا جناب اقدس الٰہی تعالےٰ شانہ نے اوس بلا سے مجھے محفوظ رکھا
دوسرا امر عجیب یہ ہے کہ ایک شب کو مین نے خواب مین دیکھا کہ میری بائین طرف کی
مونچھ خود بخود جاتی رہی صبح کو جو سوکے اوٹھا آپ ہی آپ میرے دل مین یہ تعبیر
آئی کہ لفظ ہندی بال کے فارسی مین بازو کے معنے ہین معلوم ایسا ہوتا ہے کہ
کوئی اخوان مین سے جو قوت بازو ہوتے ہین اس عالم مین نہ رہا۔ اوسکے تین چار روز کے بعد وطن کے
خط سے معلوم ہوا کہ میری چھوٹی بہن صعوبت ولادت جنین توام سے قضا کر گئی۔ اور
چونکہ مونچھ مؤنث ہے تو بائین مونچھ کا جانا میری دونون بہنون مین چھوٹی بہن کے قضا کرنے پر جو تعبیر میرے ذہن مین گذری
تھی بعد وقوع کے مثل آفتاب نیمروز کے ظاہر معلوم ہوئی انھین ایام مین قیام اکبرآباد کے چونکہ
اون دنون مین کچھ شوق علم ہیئت کا بہت ہو گیا تھا چنانچہ شرح چغمینی اوسی قریب زمانہ مین
مطالعہ کی تھی وہان بھی اوس کی سیر رہتی تھی تصور یہ ہوا کہ ہیئت جدید انگریزی کی چونکہ بہت تکمیل
ہوئی ہے اوس کو دیکھا چاہیے اس واسطے انگریزی کے حرف تہجی وغیرہ سیکھنے اور ہاتھ کی لکھی
ہوئی چھپیان ایک انگریزی دان سے پڑھنا شروع کین غرض یہ تھی کہ پہلے انگریزی کے لکھنے پڑھنے
مین طاقت ہو جائے بعد اوس کے ہیئت کی کتابین دیکھے ایک کتاب قصہ کہانی کی بھی
پڑھنے لگا تا کہ چھاپے کی کتابین بھی پڑھنے کی طاقت ہو جائے اکبرآباد سے روانگی سے تین
چار مہینے پیشتر یہ شغل شروع کیا تھا جب وہان سے روانگی ہوئی تو وہ شغل موقوف ہو گیا۔ اس
عرصے مین کچھ مشق نقل نویسی کی ہو گئی اگرچہ خط خام رہا۔ اور سہل قصہ کہانی کی کتابین کتب لغت
کی اعانت سے سمجھ مین بھی آنے لگین مگر وطن مین پہونچ کے شغل تحصیل کا نہ رہا پھر جب الٰہ آباد
مین مجھے تعلق گورنمنٹ کے دفترخانے مین ہوا تب بعضے ارباب دفتر سے پھر چند روز کچھ انگریزی
لغات پڑھ کے یاد کیا کرتا رہا لیکن جیسا چاہیے التزام سے نوبت انگریزی کی تحصیل کی نہ آئی ایسا
کہ جب مین میر منشی گورنر جنرل کے فارسی دفتر کا ہو گیا چونکہ اکثر انگریزی سے فارسی اور فارسی
سے انگریزی کرنے کی وہان نوبت آتی تھی کچھ کچھ مشق ہوا کی جب مین ولایت آمادہ روانگی کا ہوا

ایک خواب مین نے دیکھا اوسکی تعبیر جو میرے دل مین آئی تھی وہی واقع ہوئی کہ میری چھوٹی بہن کا انتقال ہوا

راقم نے انگریزی کا شغل شروع کیا

اون دنون مین انگریزی کے بولنے اور سمجھنے مین بالکل طاقت نہ تھی مگر ہاتھ کا لکھا ہوا خط اور چھاپے
کے اخبار اور کتابین جو بہت سہل سیدھے ہوتے تھے وہ کتب لغت کی اعانت سے
سمجھ لیتا تھا اور نقل انگریزی کی ہاتھ سے بہت اچھی طرح سے کر لیتا تھا مگر مضمون چٹھی کا بنانے کی طاقت
نہ تھی - ولایت مین جا کے جب آٹھ برس قیام ہوا اتنی مدت مین باتین انگریزی سمجھنا اور خود باتین
کرنا تو خوب آگیا اور خط لکھنے پڑھنے مین بھی مشق ہو گئی کتابین ہر قسم کے علوم کی سمجھنے لگا لیکن
چونکہ درس انگریزی کا ترتیب معمولی سے نہین ہوا اور انگریزی زبان بہ نسبت ہم لوگون کے نہایت
عسیر ہے اور زیادہ عمر مین ہر زبان اور ہر علم کا سیکھنا دشوار ہے اوس مین مجھے کمال نہ حاصل ہوا
ناقص اور ناتمام رہا صرف یہ امر ہوا کہ اوس زبان سے جہالت مطلق دفع ہو گئی اور جناب اقدس
الٰہی نے جو میری تقدیر مین مقرر کیا ہے کہ کسی علم مین کمال نہ حاصل ہوا اور کسی علم سے علوم متداولہ
مین سے جہالت مطلق بھی نہ رہے وہ ہو گیا - الغرض راقم نے جب سے مدرسے سے پاؤن نکالا
اور تلاش روزگار کی فکر مین پڑا لکھنؤ اور بریلی اور اکبرآباد اور کانپور سب جگہ مین کچھ نہ کچھ صورت
امیدواری نوکری کے حاصل ہونے کی ہوئی مگر ہر مقام پر کوئی امر بطور غیبت رہا کئے ظہور مین نہ آیا
یعنی یاس بعد امید کے واقع ہوئی - اکبرآباد کی تلاش کے نتائج کا تو مفصل مین نے ذکر کیا ہے
اور سب جگہون کی امیدواری اور تلاش کی کیفیت مفصل مین لکھون تو بہت طول ہو جائے گا
مگر باجمال بعضے کوایف مین لکھتا ہون - اور اصل سب کی یہ ہے کہ جناب والد ماجد مغفور کو تہ دل
سے میرا نوکری کرنا پسند نہ تھا - آپ یہ چاہتے تھے جونکہ تحصیل کتب کی مین نے تازہ تمام کی ہے
صرف درس و تعلیم مین بسر کرون - اگر نوکری کرنے کا اتفاق ہوگا تو درس و تدریس اور مطالعہ کتب
کا شغل چھوٹ جائے گا اس واسطے چٹھی اور سفارش اور تلاش میرے واسطے آپ کے اختیار
مین تھی اوس مین آپ توجہ کلی نہین فرماتے تھے بلکہ اکثر ٹال جاتے تھے - اور جو کوئی صورت مین
خود پیدا کرتا تھا یا جناب بھائی صاحب مغفور پیدا کرتے تھے اوس مین نہایت اکراہ طبیعت سے
بنظر میری شفقت کے تلاش مین مجاز کرتے تھے اور کہین کمال وضعداری اور متانت سے کسی کا

احسان اپنے سر پر لینا باعث عدم توجہ کا ہوتا تھا چنانچہ اوس مین دو تین امر کو مین نقل کرتا
ہون۔ جس عرصے مین غازی الدین حیدر کے آخر زمانے مین نواب معتمد الدولہ بر سرکار تھے اور
جناب چھوٹے چچا صاحب بادشاہ اودھ کے سفیر کلکتہ مین تھے تب نواب معتمد الدولہ
نے جناب ممدوح سے جب لارڈ امہرسٹ گورنر جنرل کے ساتھ لکھنؤ مین آئے
زبانی کہا کہ مین چاہتا ہون کہ میرے اور تمھارے درمیان مین کوئی شخص میرا اور
تمھارا دونون کا معتمد مقرر ہو۔ جناب چچا صاحب نے جناب والد ماجد مغفور کا
ذکر کیا کہ اون سے بہتر کوئی شخص نہین ملیگا نواب معتمد الدولہ راضی ہوئے اور یہ قرار دیا
کہ ایک نیا عہدہ عدالت کا واسطے انفصال معاملات سرحدی بادشاہی اور
انگریزی کے ہزار روپیہ ماہوار کا مقرر کیا جائے وہ جناب ممدوح کے نامزد ہو
اس ذریعہ سے جناب والد مغفور دربار مین حاضر رہین گے اور معاملات مخفیہ کی
تحریرات حضرت کے ہاتھ سے ہوا کریگی۔ جب اس بندوبست کی جناب والد ماجد مغفور کو اطلاع
کی گئی تو آپ نے اس کو قبول اس شرط پر کیا کہ بادشاہ کی طرف سے گورنر جنرل کے نام پر
تحریر آپ کے تقرر اور طلب کی کی جائے اور گورنر جنرل بموجب اس کے آپ کو تحریری
حکم دیوین اس صورت مین وہ عہدہ آپ کو قبول ہوگا۔ چونکہ اون دنون مین معاملات
سرحدی کی بدنظمی کی اکثر گورنر جنرل کی طرف سے شکایت ہوا کرتی تھی نواب معتمد الدولہ
اور چھوٹے چچا صاحب کو یہ موقع ملا کہ نواب نے یہان رزیڈنٹ سے اور چچا صاحب نے
کلکتہ مین دفتر فارسی کے سکرتر سے اوس کو تذکرہ کر کے منظور کروایا۔ رزیڈنٹ راضی ہوئے
کہ بادشاہ کا خط جناب والد ماجد کے طلب اور تقرر کا گورنر جنرل کے پاس بھیج دین گے
اور سفارش اوس کی منظوری کی کرین گے اور سکرتر راضی ہوئے کہ جب ایسی درخواست
بادشاہ کی آویگی تو حکم تحریری جناب والد ماجد کے نام پر جاے گا۔ یہ امر تو بخوبی طے ہو گیا
صرف خط بادشاہ کا گورنر جنرل کے نام پر لکھنا باقی تھا اور اوس کا بھی مسودہ دفتر مین ہوا تھا

[illegible]

مگر اجرا اوس کا غازی الدین حیدر بادشاہ کی بیماری کے سبب سے ملتوی رہا اور بادشاہ اوسی بیماری مین قضا کر گئے۔ جب میر فضل علی نصیر الدین حیدر بادشاہ کے نایب ہوئے اور جناب چچا صاحب کی عہدۂ سفارت سے برخاست ہوئی۔ اون کی جگہ پر جناب عاشق علی خان بہادر جو قرابت مین راقم کے ماموں ہوتے تھے مقرر ہوئے۔ میر فضل علی کو جناب والد ماجد سے فی الجملہ محبت تھی جب اون کے ہنگام قیام مین فرخ آباد مین جناب والد ماجد دورۂ عدالت دایرہ و سایر کے واسطے آتے تھے تو میر فضل علی کی آپ کی فرودگاہ مین کثرت سے آمد و رفت رہتی تھی اور جناب عاشق علی خان صاحب مغفور واسطے رفع شکایت برادرانہ کے کہ جناب چچا صاحب کی موقوفی کے بعد عہدۂ سفارت پر مقرر ہوئے تھے کہ علی العموم موقوف کرانا اونھین کی طرف منسوب تھا دونون صاحبون نے آپس مین مشورہ کرکے یہ تجویز کیا کہ جو بندوبست جناب والد ماجد کے واسطے ہوا تھا اور بنا اوس کی نواب معتمد الدولہ ڈال چکے تھے اوس کی تکمیل کی جائے بموجب اوس کے ایک خط میر فضل علی کا اوسی مضمون کا جناب عاشق علی خان صاحب کے خط مین ملفوف بریلی مین اوس عرصے مین پہونچا کہ جب راقم بھی حضرت کے ہمراہ تھا اور عاشق علی خان صاحب اور سبحان علی خان صاحب کمبوہ جو میر فضل علی کے پیشدست تھے اُن دونون کا خط نہایت اصرار اور مبالغے کا اوس عہدے کے قبول کا آیا اور راقم نے بہت اصرار سے عرض کیا کہ راقم کو یہان اپنا قائم مقام مقرر کرواکے آپ تشریف لیجائین مگر جناب والد ماجد مغفور نے احسان اون صاحبون کا ایسی حالت مین کہ چھوٹے چچا صاحب کی معزولی ہوئی ہرگز گوارا نہ کیا اور اون خطوط کا جواب بھی نہ لکھا۔ اور حکیم مہدی علی خان جب پہلے نصیر الدین حیدر بادشاہ کے عہد مین اور جب دوسری دفعہ محمد علی شاہ بادشاہ کے عہد مین مدار المہام مقرر ہوئے چونکہ وہ جناب جد امجد مغفور کے شاگرد تھے اس نظر سے اون کو اور ہمارے اعمام کی طرف توکچھ توجہ نہ تھا مگر جناب والد ماجد مغفور سے بہت

حکیم مہدی علی خان کی مدار المہامی [illegible]
[illegible]

محبت اور تپاک کرتے تھے چنانچہ جب والد ماجد فرخ آباد مین دورے کے واسطے تشریف
لاتے تھے ایک کوٹھی اپنے مکانات مین سے آپ کی سکونت کے واسطے خالی کردیا کرتے
تھے اور مکرر دعوت بھی کرتے تھے۔ کچھ اس مین شبہ نہ تھا کہ اگر آپ اون کی حالت نیابت
اور مدارالمہامی مین مجھے سپرد کرتے تو خواہ مخواہ کوئی عہدہ معقول مجھے دیتے باوصف میرے
اصرار کے آپ کو اسطرف توجہ نہ ہوئی۔ اور نواب روشن الدولہ کی مدارالمہامی مین
جب سبحان علی خان صاحب کنبوہ کو نہایت مداخلت تھی ایسی کہ گویا وہی
مدارالمہام تھے تو اوس عرصے مین خان صاحب ممدوح لکھنؤ مین ایک دن
آپ کی ملاقات کے واسطے آئے۔ راقم بھی موجود تھا۔ سبحان علی خان نے
ازخود بغیر کچھ ادھر کی تحریک کے جناب والد ماجد مغفور سے کہا کہ ان کو بالفعل
یہان وطن مین چھوڑ جائیے مین ان کے واسطے کچھ تجویز کرواؤن آپ نے
انکار کیا اور فرمایا ان کی مفارقت مجھے منظور نہین ہے۔ اوسی عرصے مین جناب چھوٹے چچا
صاحب نے ایک عہدہ لکھنؤ مین میرے واسطے تجویز کروایا اور وہ عہدہ میری اپنی غلطی سے
نہ ہاتھ آیا۔ یعنی جناب ممدوح نے مجھ سے اوس کے ظہور تک اوس کے اخفا کی تاکید کی
تھی۔ اس خیال سے کہ بعضے اوراعزہ اگر سنین گے تو تمھارے اوپر مجھکو اون کی تقدیم کرنا
پڑیگی۔ اور جب دفعۃً تمھارا تقرر ہوجائے گا تو اون کی گفتگو کا محل نہ رہے گا۔ یہ امر مین نے
آپ کے ایک مشیرکار سے جس کی طرف میرا گمان تھا کہ وہ اوس راز سے واقف ہین اوس کا
ذکر کیا حالانکہ آپ نے اون سے بھی مخفی کیا تھا۔ غرض اونھین کی زبان سے شہرہ ہوگیا
اور وہ امر بھی واقع نہ ہوا۔ غرض ان سب غیبت رہا سے جو مکرر واقع ہوئین مین نہایت
رنجیدہ اور متفکر رہا کرتا تھا مگر جیسا پیشتر ذکر ہوا ہے وہ سب غیبت رہا سو جب بہتری کی
میرے واسطے ہوئین اس واسطے کہ اون سب امیدوارون مین ڈیڑھ دوسو روپیہ مہینے
سے زیادہ کسی مین امید ملنے کی نہ تھی اور اگر کسی ایک عہدے سے اون مین سے مین متوسل

سبحان علی خان کنبوہ جو نواب روشن الدولہ کی مدارالمہامی مین بڑے صاحب اختیار تھے خوشنودی جناب والد ماجد صاحب و ... کسی عہدہ پر مقرر کروانا چاہا آپ نے قبول نہ کیا

ہوجاتا تو ظہور اوس ترقی کا اور فلاح کا جو میرے واسطے ہوئی ہرگز نہ ہوتا۔ الغرض اسی عرصے
مین کہ مین کان پور مین جناب والد ماجد مغفور کے ساتھ تھا آگرے کی گورنری
بنگالے کی گورنری سے یعنی گورنر جنرل سے علیحدہ مقرر ہوئی۔ اور ایک گورنر مع جمیع
دفاتر کے جداگانہ مقرر ہو کے الہ آباد مین آیا اور پہلے مقر اوس کا وہی الہ آباد مقرر ہوا
اون کے ہمراہ مسٹر مکسوین جو آگرے کے کمشنر تھے اور جناب بھائی صاحب مغفور سے
بہت مواعید ترقی کے کر کے گئے تھے اور اونھین کے ایما سے بھائی صاحب نے
مجھکو آگرے مین طلب کیا تھا اور کوئی امر میرے واسطے ظہور مین نہ آیا سکرٹری ہو کے آئے اس واسطے
جناب بھائی صاحب مغفور نے اکبرآباد سے مجھکو لکھا کہ تم اس عرصے مین الہ آباد مین جاؤ اور
مسٹر مکسوین سے ملاقات کر کے میرے واسطے بھی یاددہیا کرو اور اپنے تقرر کے واسطے بھی
عرض کرو۔ چنانچہ مین نے الہ آباد کے سفر کی جناب والد ماجد مغفور سے اجازت طلب کی
آپ نے بنظر تحریر بھائی صاحب کے نہایت بکراہ اجازت دی۔ غرض مین الہ آباد مین پہنچا
اور بعد دو تین ملاقات کے حاکم ممدوح سے اگرچہ اوس عرصے مین صورت ترقی اور فلاح
کی بھائی صاحب کے واسطے نہین ہوئی مگر مسٹر مکسوین نے راقم کے تئین اپنے دفتر کے فارسی
کے کام کے واسطے منشی مقرر کیا۔ تقریب میرے تقرر کی عجیب و غریب ہوئی۔ دو تین ملاقات
کے بعد جب معلوم ہوا کہ کچھ مطلب اون سے نہین نکلتا تو ایک دن مین اون سے رخصت
ہونے کے واسطے گیا باتون باتون مین مین نے اپنے تعلق کا حال قایم مقامی مین عہدۂ
افتا کے اکبرآباد مین مذکور کیا۔ کچھ اسناد انگریزی جو اوس عرصے مین متعلق میری کارگزاری
کے تھے اوس کی نقل مین نے اپنے ہاتھ سے کی تھی فی الجملہ اوس مین خامی تھی وہ نقولات
مین نے اون کے دیکھنے کے واسطے پیش کین۔ اونھون نے وہ دیکھ کے پوچھا یہ کس کے
ہاتھ کی لکھی ہوئی ہین مین نے اپنے ہاتھ سے لکھنا بیان کیا۔ اون کی میز پر ایک
مسودہ دفتر کی ایک چٹھی کا ظاہرا اونھین کا اپنا لکھا ہوا ہوگا رکھا تھا وہ مجھے دیا کہ اس کو

(۱) [illegible]

پڑھو چونکہ ہاتھ کی لکھی ہوئی چٹھیون کے پڑھنے کی کچھ مشق مین نے کی تھی مین اوس کو اول سے
آخر تک پڑھ گیا۔ کچھ الفاظ نہین معلوم ہوئے وہ اونھین نے خود بتا دیے چونکہ اوس
عرصے مین حکام کی نہایت خواہش تھی کہ یہان کے شرفا انگریزی سیکھین۔ اور خصوص
اہل اسلام کے بڑے بڑے خاندانون کے لوگون کی نفرت انگریزی سیکھنے سے سب کے
دلون مین تھی۔ اسی قدر میری مشق اور توجہ انگریزی مین موجب نہایت اون کی مسرت
کا ہوا اوسی وقت مجھے دفتر مین حکم حاضر رہنے کا کیا اور اوس دن کا فارسی کا کام میرے
ہاتھ سے لیا پھر گورنر سے استجازت کر کے مجھکو اپنے دفاتر عدالت اور مال مین میر منشی
مقرر کیا۔ رپورٹ میرے تقرر کے واسطے جو گورنر کو لکھا تھا اوس کا مضمون یہ تھا۔ ہمارے دفتر
مین فارسی کام اتنا کم ہے کہ دس روپیہ مہینے کا ایک متصدی اوس کو انجام کرسکتا ہے
لیکن یہ دفتر بہت عالی ہے۔ کم رتبہ آدمی کا یہان رہنا مصلحت نہین ہے اور فلانا شخص
جس کو تین پشت سے مین جانتا ہون اگرچہ وہ اوس خاندان کا ہے کہ اطلاق لقب منشی کا
اپنے اوپر عار سمجھے گا لیکن اس بڑے دفتر مین خصوص میرے سکریٹری کے سبب سے البتہ
وہ قبول کریگا۔ مین چاہتا ہون کہ سو روپیہ ماہیانہ اوس کے واسطے مین مقرر کر کے ان
دفاتر مین منشی مقرر کرون گورنر نے منظور کیا اور ۱۸۳۳ء مین راقم اوس عہدے پر مامور ہوا
قریب ایک برس کے اوس زمانے سے وہ سب دفاتر مع گورنر وغیرہ الہ آباد مین مقیم رہے
اوس کے بعد گورنری آگرہ کی جو پہلے ولایت سے منظور ہوئی تھی اوس کا تقرر پھر
موقوف ہوگیا اور حکم ہوا وہان صرف لفٹنٹ گورنر ہندوستان کے گورنر جنرل کی تبعیت
مین رہے چنانچہ کچھ ذکر اوس کا تیسرے باب مین ہندوستان کے ذکر مین ہوچکا ہے مگر
اوس کے ساتھ یہ حکم ہوا کہ مقر گورنری کا اکبرآباد مقرر ہو اس سبب سے سارے دفاتر
اکبرآباد مین منتقل ہوئے اور راقم چند سال معیت اپنے بڑے بھائی کے بہت آسایش سے
رہا اگرچہ بسبب اپنی فضولیون کے اکثر زیر بار رہا مگر مشہور ہے خاک برداری از تودہ کلان

بہتر ہے اوس عہدے پر دو تین کام بہت عمدہ میرے ہاتھ سے بن پڑے۔ ایک مرتبہ
کان پور کے حکام نے تحریک کی کہ جناب عم والا مقام مولوی حکیم الدین خان بہادر مغفور
کی تبدیلی اوس ضلع سے کی جاوے صدر کے حکام نے بموجب اون کی تحریک کے تبدیلی
جناب ممدوح کی میرٹھ کے ضلع مین قرار دی اور گورنر کے پاس رپوٹ کی جناب چچا صاحب
وہان کی تبدیلی سے اتنے ناراض تھے کہ مستعد استعفا دینے پر تھے اوس عرصے مین گورنر
مسٹر الگزنڈر اس نام ایک صاحب تھے راقم اون کے پاس گیا اور دو عرضیان ایک چچا
صاحب کی طرف سے اور ایک حضرت والد ماجد کی طرف سے لکھ کے لے گیا چونکہ صاحب
ممدوح بریلی کی عدالت دایرو سایر مین مدت تک رہے تھے اور وہان جناب والد ماجد
مغفور دایرو سایر کے قاضی تھے اس سبب سے اون کو بہت محبت جناب والد ماجد سے
تھی چنانچہ جب راقم کی اطلاع ہوئی مجھے بلا لیا اور پوچھا کہان آئے مین نے عرض کیا کہ
ایک ظلم شدید جناب چچا صاحب اور جناب والد ماجد پر ہوا ہے اوس کی دادرسی کے
واسطے حاضر ہوا ہون۔ جواب مین جناب والد ماجد مغفور کا نام لے کے کہا کہ وہ میرے
بڑے دوست ہین ہرگز مین روا نہ رکھون گا کہ اون کو کچھ رنج پہونچے جب راقم نے سب کیفیت
بیان کی تب اون کی میز پر ایک بکس کاغذات کا بھرا رکھا تھا اوس کو کھولا اور وہ رپوٹ
جو صدر عدالت سے اس باب مین آیا تھا دکھایا اور دیکھ کے کہا مجھکو دونون صاحبون کی
دیانت اور امانت مین کچھ شبہ نہین ہے لیکن اون مقدمات مین جو ایک محکمہ کا فرد
ہو دوسرے محکمہ مین ہو البتہ متخاصمین کو محل گفتگو اور اعتراض کا ہوگا کہ بھائی کی خاطر سے
دوسرے بھائی نے اتفاق اون کی تجویز پر کیا اس سبب سے تبدیلی ایک کسی کی ضرور ہے
بعد اوس کے خود کہا مولوی حکیم الدین خانصاحب کا عذر تبدیلی سے بیان کرو مین نے عرض کیا
بسبب قلت تنخواہ کے اور کثرت مصارف جو اس تبدیلی کے سبب سے پڑین گے اوس کے
وہ متحمل نہین ہو سکتے۔ بیس تیس برس کے قیام مین کان پور مین ایک مکان سکونت کا بنایا تھا

تبدیل جناب عم والا مقام مولوی حکیم الدین خان مغفور کانپور
سے میرٹھ مین ہونی اور راقم کی تدبیر سے ملتوی رہی

وہ ضایع ہوگا اور جہان جائین گے وہان مکان بنانا پڑیگا۔ اور یہان سے بسبب قرب وطن کے بہت مصارف مین تخفیف تھی۔ ان عذرات کو قبول نہ کیا۔ پھر خود کہنے لگے کہ اگر تمھارے چچا کی بدلی ہو تو تمھارے والد کو کیا عذر ہے۔ مین نے عذر کیا کہ حضور کو غالباً معلوم ہے کہ کان پور کے حکام نے پہلے عہدہ صدر الصدوری کا والد کے واسطے تجویز کیا تھا چونکہ اوس مین استحقاق چچا صاحب کا فوت ہوتا تھا اونھون نے قبول نہ کیا اور اون کے تحت چونکہ بڑے بھائی ہین صدر امینی کے قبول کرنے مین انکار نہ ہوا۔ اب اگر چچا صاحب کی بدلی ہوگی تو غیر صدر الصدور کے تحت رہنا ہوگا۔ یہ امر بعد تیس برس سرکار کی نوکری کرنے کے عمدہ عہدون پر منظور نہین ہے مجبوری سے استعفا دین گے فرمایا البتہ یہ عذر تمھارے والد کا قبول کرنے کے قابل ہے لیکن اگر اون کی اپنی تبدیلی بہ ترقی کسی ضلع مین ہو کہ وہ خود کہین کے صدر الصدور مقرر کیے جائین تو کیا عذر ہے۔ مین نے عرض کیا اس صورت مین کیا عذر کی جگہ ہے یہ تو عین آرزو ہے فرمایا خاطر جمع رکھو اسی طرح سے تبدیلی ہوگی اور اوسی وقت اوس رپوٹ پر حکم لکھا کہ بسبب معذرت قابل قبول مولوی علیم الدین خان کے بالفعل تبدیلی مولوی حکیم الدین خان کی مناسب نہین ہے جب کسی ضلع مین صدر الصدوری کا عہدہ خالی ہو تو وہ اوس عہدے پر مقرر کیے جاوین اس جواب کے جانے سے صدر کے حکام خصوص کان پور کے سب حکام بہت متعجب ہوے جب حقیقت حال منکشف ہوئی تو اوس عرصے مین مسٹر کالڈکٹ نام ایک صاحب کان پور کے کلکٹر اور مجسٹریٹ تھے اور ظاہرا وہی بہت محرک چچا صاحب کی تبدیلی کے تھے ایک دن چچا صاحب سے کہنے لگے کہ ایک بیٹے قاضی علیم الدین خان صاحب کے بہت معتبر عہدے پر جو آپ لوگون کے بڑے فائدے کا ہے نوکر ہین۔ اس عرصے سے قریب دو برس کے بعد اٹاوہ مین نیا ضلع قرار پایا کہ وہان جج اور صدر الصدور وغیرہ نئے بھرتی کرنے کا حکم ہوا۔ صدر کے حکام نے مولوی ولایت علی خان نام جو فرخ آباد کے رہنے والے اور وہین کے صدر امین تھے

تقرر جناب والد ماجد مغفور اٹاوہ کی صدر الصدوری پر راقم کی تدبیر سے

اون کے واسطے رپوٹ کیا کہ وہ اٹاوہ کے صدر الصدور مقرر ہون۔ جب یہ رپوٹ آیا تو
راقم نے ایک عرضی جناب والد ماجد مغفور کی طرف سے لکھ کے اور الگزنڈر راس صاحب
کا پچھلا حکم جو چچا صاحب کی بدلی کی رپوٹ پر ہوا تھا دفتر سے نکلوا کے ولایت علی خان کے
نام کی رپوٹ کے ساتھ شامل کروا کے لفٹنٹ گورنر کے بکس مین رکھدی۔ اس عرصے مین مسٹر
تھکاف آگرہ کی گورنری کی موقوفی کے بعد بلقب لفٹنٹ گورنر معین ہوے تھے اونھون نے
سب کاغذات دیکھ کے حکام صدر سے ایک رپوٹ طلب کی اس مضمون کی کہ باوصف الگزنڈر
راس کے حکم کے درباب تقرر مولوی علیم الدین خان جو صدر سے تقدیم مولوی ولایت علی خان
کی ہوئی تو کیا اون کا استحقاق اور لیاقت اور دیانت مولوی علیم الدین خان سے زیادہ ہے
اس استفسار کی کیفیت جو جناب والد ماجد مغفور نے سنی بہت آزردگی کا خط مجھکو لکھا کہ
تم نے عبث یہ تحریک کی اگر حکام صدر نے اپنی پچھلی راے کے بموجب تقدیم مولوی
ولایت علی خان کی کی تو نہایت موجب سبکی کا میرے واسطے ہے لیکن چونکہ اوس وقت
مین صدر کے حکام بہت پرانے اور فہمیدہ اور منصف تھے اونھون نے جواب مین لکھا کہ
کسی طرح سے مولوی علیم الدین خان پر ولایت علی خان کو ترجیح نہین ہو سکتی اور چونکہ اٹاوہ
کے ضلع کی تجویز کے وقت مولوی علیم الدین خان کا نام زیر نظر نہ تھا اور فرخ آباد مین قلت
مقدمات صدر امینی کی زیر نظر تھی اس واسطے وہ تجویز کی گئی تھی حقیقت مین تقرر مولوی
علیم الدین خان کا اٹاوہ کی صدر الصدوری پر چاہیے چنانچہ جناب ممدوح وہان مامور ہوئے
اور تیسرا امر راقم کی کوشش کا تقرر جناب مولوی شہاب الدین خان مغفور کا جو چچا زاد بھائی حضرت
والد ماجد کے تھے سہارنپور کی صدر الصدوری پر ہوا۔ اوس کی حقیقت یہ ہے کہ جناب
ممدوح اوس ضلع مین مفتی اور صدر امین پچھلے بندوبست کے تھے جب نیا بندوبست پیش
ہوا وہان کے جج کی تحریک سے حکام صدر نے تجویز کیا کہ اوس ضلع مین بسبب قلت مقدمات
کے نہ حاجت صدر الصدوری کی ہے نہ صدر امینی کی مفتی عدالت عہدہ افتا اور مفتی شہر

مولوی شہاب الدین خان مغفور والد ماجد کے چچا زاد بھائی کا تقرر سہارنپور کی صدر الصدوری پر راقم کی تدبیر سے

پر مقرر ہون اور اون کا درماہہ بدستور باقی رہے۔ جناب ممدوح نے ایک عرضی اپنے فوت استحقاق کی گورنر جنرل کے نام پر میرے پاس بھیجی۔ اوس عرصے مین مسٹر طامسن سکرٹری آگرے کی لفٹنٹی کے تھے جس کا کام بھی لارڈ آکلنڈ گورنر جنرل شملے کے مقام مین کرتے تھے مین نے وہ عرضی طامسن صاحب کے پاس پیش کی۔ اونھون نے کہا بڑا افسوس ہے کہ اوس ضلع مین بسبب قلت مقدمات کے صدر الصدوری اور صدر امینی تجویز نہین ہے۔ مین نے عرض کیا کہ صدر الصدوری تجویز نہ ہونے سے صرف تین سو روپیہ مہینے کی تخفیف ہوئی اگر وہان قلت مقدمات ہے صرف وہان ایک صدر الصدور رہے اور ضلع میرٹھ سے متعلق ہو جائے تو کئی ہزار روپے مہینے کی تخفیف ہوتی ہے۔ چونکہ طامسن صاحب کے مزاج مین بڑی گنگایش تھی یہ امر اون کے دل مین جم گیا اوس رپوٹ کے جواب مین حکام صدر کو لکھا گیا بالفعل وہان صدر الصدور مقرر کیا جاوے اور اوس ضلع کے توڑنے کی فکر اور دیوانی کا کام میرٹھ وغیرہ سے متعلق کرنے کا بندوبست آئندہ ہوگا۔ چنانچہ جب راقم عہدۂ میر منشی پر فارسی دفتر گورنر جنرل کے مقرر ہوا اور کلکتے کے جانے کے وقت رخصت ہونے کے واسطے اٹاوے مین جناب والد ماجد مغفور کے پاس گیا آپ نے ارشاد کیا کہ جناب اقدس الٰہی کو اصل تیرا تقرر اسی عہدے پر منظور تھا اور پہلے اوس سے جو اکبر اباد کی گورنری کے دفتر پر تیری ماموری ہوئی تھی صرف ان تینون امور عمدہ کے اہتمام کے لیے ہوئی تھی۔ الغرض ۱۸۳۷ء مین جب لارڈ آکلنڈ گورنر جنرل نے کلکتے سے ممالک مغربیہ ہندوستان کا سفر کیا اور دستور کے موافق لفٹنٹ گورنر آگرے کے برخاست ہوے تو وہ کام بھی گورنر جنرل کے ذمے پر ہوا اور چونکہ وہ جا کے شملے پر ٹھہرے تو وہان آگرے کی گورنری کے دفتر بھی طلب کیے راقم بھی بموجب طلب کے شاہجہان آباد مین لشکر کے شامل ہوا۔ چونکہ سفر مین دستور ہے مشاہرۂ معینہ ہر شخص کا جو حضر مین ہوتا ہے گورنری کے دفاتر مین بڑھ جایا کرتا ہے اس سبب سے اور بسبب سیر و سیاحت کے ایک گونہ تنعم حاصل ہوا مگر کوہستان پر بسبب تنہائی بحث کے کچھ اوراد اور وظایف بڑھ گئے اور اوس کی برکت سے

...... یعنی [illegible] آگرے کی گورنری کے دفتر مین

زند مشربی اور آزادی جو طبیعت مین باقتضاے سن شباب تھی وہ جاتی رہی کچھ تقوے
زیادہ ہوگیا۔ اور چونکہ جب سے شادی ہوئی تھی دو لڑکے پیدا ہوے تھے اور وہ کمسنی مین
گذر گئے اوس کے بعد میرے گھر کے لوگون کو ایک ایسا عارضہ پیدا ہوا کہ مکرر سقوط حمل ہوا
اور اولاد کی طرف سے ایک صورت یاس کی سی ہوگئی تھی وہین کوہستان مین خبر ولادت
ایک لڑکی کی آئی کہ غرہ جمادی الاول ۱۲۵۴ھ مین وطن مین پیدا ہوئی۔ یہ خبر سن کے راقم
نے نہایت گریہ و زاری سے جناب اقدس الٰہی کے حضور مین دعا اوس کی حیات کی کی جس سے
مین گویا مایوس ہوگیا تھا۔ کہ اللہ تعالےٰ نے اوس کی زندگی مین بھی برکت دی اور اوس کی
ولادت اتنی مبارک میرے واسطے ہوئی کہ اوس کے روز ولادت کے چوتھے یا پانچوین دن
گورنر جنرل کی طرف سے مجھے خطاب خانی اور بہادری کا عطا ہوا اور پھر روز بروز ترقی ہوتی
گئی۔ تھوڑے دنون کے بعد خلعت کارچوبی اور سرپیچ مرصع عطا ہوا۔ اور اوس کی ولادت
سے آٹھ مہینے کے بعد عہدہ میر منشی فارسی دفتر گورنر جنرل کا عطا ہوا اور برکت اوراد اور ادعیۂ
ماثورہ سے اوس عرصے مین طبیعت مین نہایت فرحت اور بشاشت رہتی تھی اور مدت
سے جو ایک انقباض اور دلبستگی بسبب زیرباری کے تھی اگرچہ وہ زیرباری کچھ عرصے کے
بعد رفع ہوئی مگر قبض اور دلبستگی اوسی عرصے سے رفع ہوئی اور نہایت بسط طبیعت
حاصل ہونا شروع ہوا جولا محالہ میرے عقیدے مین برکت سے اوراد اور وظایف کے اور
تقوے کے حاصل ہوا۔ غرض حکم میرے خطاب کے چھاپنے کا کلکتے کے گورنمنٹ گیازٹ مین
اور دہلی گیازٹ مین اور آگرہ کے ایک انگریزی اخبار مین جو اوس عرصے مین بنام آگرہ اخبار
مشہور تھا اس مضمون سے گیا کہ فلانے شخص کو خطاب خانی اور بہادری کا بنظر حسن کارگزاری
اور دیانت اور امانت ذاتی اور حسن خدمت اور قدامت اون کے جد اقضی القضات
قاضی نجم الدین علیخان بہادر اور اون کے والد مولوی علیم الدین خان بہادر اٹاوے کے
صدر الصدور کے گورنر جنرل بہادر نے عطا کیا تاکہ ہر شخص اون کو اس خطاب کے ساتھ یاد

خطاب خانی اور بہادری کا اول گورنر جنرل نے عطا کیا اور اوس کی تقریب
مین خلعت بھی دیا اور وہ خطاب سلطان دہلی ... [illegible]

کرے۔ چنانچہ دہلی گیازٹ کے آٹھوین اگست ۱۸۳۵ع کے پرچے مین اور آگرہ اخبار کے
گیارھوین اوسی مہینے کے پرچے مین اور گورمنٹ گیازٹ کلکتہ کے اٹھارھوین اوسی مہینے
کے پرچے مین یہ حکم مشتہر کیا گیا۔ ہر شخص کو اس امر سے بہت تعجب تھا کہ اوس زمانے تک
روزگار پیشہ لوگون کو کبھی اس نہج سے خطاب نہین ہوا تھا۔ مجھ سے پیشتر روزگار پیشہ لوگون
مین صرف دو آدمیون کو یہ خطاب ملا تھا۔ ایک مولوی صاحب علی خان مرحوم کو جو مجھ سے
پیشتر میر منشی تھے۔ اور ایک التفات حسین خان لکھنؤ کی رزیڈنٹی کے میر منشی کو مگر اون دونون کو
صرف سند ملی تھی گیازٹ وغیرہ مین وہ حکم نہین چھاپا گیا تھا۔ سند جو راقم کو ملی اوس مین آدھے
صفحہ مین انگریزی اور آدھے مین فارسی عبارت ہے اور فارسی عبارت کے اوپر گورنر جنرل
کی بڑی مہر ہے جو خطوط کے لفافون پر ہوتی ہے اور انگریزی عبارت کے نیچے گورنر جنرل کے
اپنے ہاتھ کے دستخط ہین۔ اس مقام پر صرف فارسی عبارت کی نقل مناسب معلوم ہوئی

سند نواب مستطاب معلی القاب گورنر جنرل بہادر دام اقبالہ بنام
مولوی مسیح الدین خان بہادر منشی دفاتر عدالت و مال علاقۂ ملک مغرب

چون حسن خدمات و قدامت و نیکنامی بزرگان ایشان و نیز امانت و دیانت خود شان
بانجام امور متعلقۂ عہدۂ ایشان پسندیدہ خاطر دریا مقاطر آمدہ بنابران درین زمان از راہ
مزید عنایت و الطاف خطاب خانی و بہادری مرحمت گردیدہ سند ہذا سمت امضا پذیرفت
لازم کہ بیش از بیش بدیانت و امانت مستعد انجام و انصرام امور متعلقۂ خود باشند و این سند را
ذریعۂ فخر و اعزاز بین الامثال خود شناسند تحریر فی التاریخ دوم ماہ اگست ۱۸۳۵ع مطابق
یازدہم شہر جمادی الاولی ۱۲۵۱ھ مقام شملہ۔ اب اس مقام پر نقل ایک حکایت عجیب کی ضرور
ہوئی جو حقیقت مین وہی واقعہ موجب عطاے خطاب کا مجھکو اور فی الجملہ موجب ترقی کا عہدۂ
میر منشی پر ہوا اور بعد اوس کے وہی واقعہ بانضمام بعضے اور وقایع کے موجب برخاست کا

میر منشی کے عہدے سے ہوا۔ چونکہ اس عرصے مین ہنری طارنس نام ایک ارباب قلم مین سے
نائب سکریٹری گورنر جنرل کے تھے اور اہتمام فارسی دفتر کا اونھین سے متعلق تھا اور لارڈ
آکلنڈ کو ایک شفقت خاص اون پر تھی اور اون کو بہت معتمد رکھتے تھے شملہ مین اونھون نے
الف لیلہ و لیلہ عربی کی مجھ سے پڑھ کے اوس کا انگریزی مین ترجمہ کیا تھا اس سبب سے
اون کو ایک توجہ باطنی میری طرف تھی میرے بہت خیر طلب تھے اور چاہتے تھے کہ کسی
عہدے پر میری ترقی ہو۔ اس عرصے مین لکھنؤ کے اخبار سے معلوم ہوا کہ التفات حسین خان
میر منشی لکھنؤ کی رزیڈنٹی کے قضا کر گئے۔ ہنری طارنس نے مجھ سے مطلق کچھ نہین کہا اور ایک
اپنی خانگی چٹھی مین کرنیل لو کو جو اوس عرصے مین لکھنؤ کے رزیڈنٹ تھے میری سفارش کی
لکھ بھیجی اس مضمون سے کہ مین ایک شخص بڑے عالی خاندان اور فاضل مستعد اور با لیاقت
کی تمکو نشان دیتا ہون جو بالفعل گورنر جنرل کے دفاتر مین متعلق ہے اگر تم اپنا میر منشی اونکو
کرو تو وضع تمے کی اپنے محل پر ہوگی اور مین بھی تمھاری مہربانی کا ممنون ہونگا۔ مین نے
التفات حسین خان کے مرنے کی خبر بھی نہین سنی تھی۔ مولوی صاحب علی خان مرحوم جو اوس
عرصے مین میر منشی تھے اونھون نے آکے مجھے اس کی اطلاع کی اور چونکہ اوس عرصے مین
ہنری طارنس قائم مقام سکرٹری تھے اس سبب سے کہ ولیم جی مکناٹن سکریٹری مستقل چند
عرصے کے واسطے ایک اور کام پر گئے تھے اس سبب سے مولوی ممدوح کو یقین کلی میرے
تقرر کا اوس عہدے پر تھا اس واسطے اونھون نے آکے مجھے مبارکباد دی۔ مین نے جا کے
ہنری طارنس کے پاس نہایت اپنا امتنان ایسے حفظ الغیب کا بیان کیا اور چونکہ اوس
عرصے مین وہ منصب بہت با اعتبار اور اعزاز خصوص لکھنؤ کے ارباب اقتدار کے قلوب مین
تھا۔ اور کرنیل لو نے ظاہر اکسی سے کچھ میرے کوائف بھی پوچھے ہون گے اور شاید وہ کیفیت
سفارش ہنری طارنس کی بھی نقل کی ہوگی کہ بعضے وہان کے معتمد لوگون کے خطوط بطور
اُستلاف کے اس واقعے کی اطلاع کے واسطے اور حقیقت حال دریافت کرنے کے واسطے

...... رزیڈنٹی کے میر منشی کا انتقال ہونا ...... کے واسطے کرنیل لو سے سعی کرنا
[illegible]

میرے نام پر آئے۔ اور وہان کی کیفیت یہ تھی کہ کرنل لو نے بمجرد التفات حسین خان کے انتقال کے مولوی اعزالدین مرحوم سندیلہ کے رہنے والے کو جو گورمین رزیڈنٹی کے میر منشی تھے اور وہان سے استعفا دیکے اور پنشن لے کے چلے آئے تھے اوس عہدے پر مقرر کر دیا تھا۔ کرنل لو نے ہنری طارنس کے خط کا جواب نہ لکھا اور راقم نے خبر تقرر مولوی اعزالدین مرحوم کی سن کے اون سے جا کے عرض کیا کہ آپ نے غائبانہ میرے حال پر شفقت کی مگر اپنی شومی بخت کا کیا علاج ہے اوس عہدے پر دوسرا شخص مقرر ہو گیا چونکہ سررشتہ کے موافق منظوری اوس عہدے کے تقرر کی گورنر جنرل کی طرف سے ہوتی تھی اور ہنری طارنس نوجوان آدمی بہت زود رنج تھے اونھون نے فرمایا اب تک تقرر نہین ہوا یہان منظوری کے واسطے رپوٹ نہین آیا ہے اور کرنل لو بہت عاقل ہے ایسے آدمی کو جسکو کبرسنی سے اور ہاتھ مین رعشہ ہو جانے سے جب طاقت لکھنے کی باقی نہین رہی اوس وقت پنشن ملی ہے ہرگز ایسے عہدے پر مقرر نہین کریگا مطلب و نکا یہ تھا کہ اگر یہان رپورٹ بھیجین گے تو وہ نامنظور ہوگی چنانچہ اس امر کو نہایت غصہ مین آ کے پھر صاف کہا کہ اوسکی وجہ نامنظوری کی تو کھلی ہوئی ہے کسی کے واسطے رپورٹ وہ کرینگے ہرگز منظور نہین ہوگی مجھے کرنل لو چھوکرا سمجھے ہین ہمارے خط کی کچھ وقعت نہ کی جواب بھی نہین بھیجا۔ اور فوراً گورنر جنرل کے یہان سے مجھے مخاطب خانی اور بہادری کے خطاب کا کروا دیا تا کہ کرنل لو کے دل مین میری بہت وقعت ہو جاوے اور ظاہرا ہنری طارنس نے یہ تقریر کرنیل لو کی شکایت کی جو مجھ سے کی تھی کسی اپنے دوست کو لکھنؤ مین بھی لکھ بھیجی تھی یا کوئی افسر لکھنؤ کا پہاڑ ون پر آیا تھا اوس سے زبانی کہا ہو کہ یہ خبر کرنل لو کو ہو گئی اون کو خوف اپنی رپوٹ کی نامنظوری کا ہوا اس واسطے مکناٹن صاحب کی معاودت تک اپنے عہدے پر اونھون نے رپوٹ نہ بھیجی جب وہ پھر اپنے عہدے پر آئے تب رپوٹ بھیجی اور اوس کے ساتھ ہنری طارنس کے خط کا بھی جواب بھیجا اوس مین نہایت معذرت لکھی کہ چونکہ قبل آپ کے خط پہونچنے کے ہم نے فلانے شخص کو مقرر کیا اگر اوس کو برخاست کر کے ہم فلانے شخص کو مقرر کرتے تو علے العموم اہل ہند کے دل مین

آتا کہ گورنر جنرل نے ہماری تجویز کو نامنظور کرکے اپنے دفتر سے ایک شخص کو مقرر کرکے بھیجا
اوس مین قطع نظر میری سبکی کے ہندوستانی ریاست مین ایسے امور کے تصور سے احتمال
مفاسد کا بھی تھا۔ اس واسطے آپ کی مہربانی سے امید ہے کہ ہماری رپوٹ کو منظور
کروانیے اور میرے اوپر احسان کیجیے۔ اور رپوٹ مین لکھا کہ مولوی اعزالدین کو مین نے اس
نظر سے مقرر کیا کہ میرا بہت اعتماد اون پر تھا۔ اور چونکہ گوالیار مین مخالفت آب وہوا سے
وہ مریض ہوگئے تھے اپنے وطن جب آئے تو اون کو صحت ہوگئی۔ اور اون کے تقرر سے سرکار
کا نفع ہے کہ اون کی پنشن تخفیف کی مد مین آجائیگی۔ الغرض جب یہ رپوٹ اور ہنری طارنس
کے خط کا جواب آیا تو پھر وہ مجھ سے کہنے لگے کہ اب رپوٹ نامنظور کرانا بڑی نامردی ہے
خیر آپ کے واسطے انشاءاللہ تعالی کوئی اور فکر لطیف کی جائیگی۔ اور ظاہرا اوسی وقت
سے اپنے دل مین تصمیم عزیمت کرلی کہ دفتر فارسی کا میر منشی راقم کو مقرر کرے اس واسطے
کہ مکناٹن صاحب کی روانگی کابل کی طرف زیر تجویز تھی اور وہ مولوی صاحب علی خان
مرحوم کو ساتھ لیجانے کے واسطے باہم قرار دے چکے تھے لیکن چونکہ اوس وقت تک یہ
امر کھلا نہ تھا شرح اوس کی نہین کی۔ اس عرصے مین کرنیل لو رخصت لیکے ولایت کو چلے
گئے اور اون کی جگہ پر کرنیل کالفیلڈ نام ایک صاحب مقرر ہوئے اور اتفاقات سے مولوی
اعزالدین بھی قضا کر گئے راقم نے جاکے ہنری طارنس سے بیان کیا اور درخواست کی
کہ اب پھر موقع آیا ہے آپ میرے لیے اوس عہدے کے واسطے کوشش فرمائین میرے
نام پر مقرر ہو جائے گا۔ چونکہ صاحب ممدوح اپنے دل مین عزم مصمم میرے تقرر کا دفتر فارسی
مین کر چکے تھے اس امر کی طرف مین نے اون کو کچھ ملتفت نہ پایا مگر مین نے نہایت اصرار
کیا اس سبب سے کہ اپنے وطن مین ایسے معزز عہدے کے حاصل ہونے کو مین ایک
فوز عظیم جانتا تھا۔ اوس وقت اونھون نے فرمایا کہ ہمارا سفارش کرنے کا جی نہین چاہتا
اس واسطے کہ جو ہماری سفارش نہین مانتا ہے تو اوس سے ہم کو عداوت ہو جاتی ہے

مولوی اعزالدین کا انتقال کرنا اور کرنیل کالفیلڈ

لیکن خیر اگر تمھاری مرضی یہی ہے تو گورنر جنرل کے نام پر درخواست لکھو ہم کوشش کرینگے
کہ تم کو یہین سے مقرر کرکے بھیج دیوین۔ بموجب اون کے ایما کے مین نے گورنر جنرل کو
درخواست دی۔ اب میرے اوپر یہ امر منکشف ہوا کہ ہنری طارنس جو عزم مصمم میرے
تقرر کا میر منشی کے عہدے پر کر چکے تھے اس سبب سے اونھون نے اوس سعی مین جس کا
وعدہ کیا تھا قصور کیا یا گورنر جنرل نے خود مقرر کرکے بھیجنے مین مصلحت نہ سمجھی۔ میری
درخواست پر حکم لکھا جو اونھین ہنری طارنس کے خط کے ذریعے سے مجھے ملا کہ گورنر جنرل
کو میری دیانت اور امانت اور لیاقت اور علو خاندان پر یقین حاصل ہے لیکن چونکہ
اس منصب مین جس کے تقرر کی درخواست مین کرتا ہون اول سفارش رزیڈنٹ کی ضرور
ہے اس واسطے مجھے چاہیے کہ مین رزیڈنٹ سے درخواست کرون یقین ہے کہ وہ بنظر
میرے علم اور فضل اور علو خاندان کے ضرور میرے واسطے رپوٹ کرین گے اوس وقت
یہان سے منظوری ہوگی یہ حکم لاہور مین اواسط نومبر ۱۸۵۳ع مین صادر ہوا۔ لیکن چونکہ راقم نے
ہنری طارنس کو اس امر مین خوب مستعد نہ پایا بلکہ بعضے قراین سے یہ میری درخواست اون کے
خلاف مزاج معلوم ہوئی مین نے صاحب رزیڈنٹ کے پاس تین مہینے تک درخواست
نہ بھیجی۔ جب اواسط فبرواری مین راقم لشکر کے ساتھ شاہجہان آباد مین پہونچا جناب
بھائی صاحب مغفور جو وہان کے صدر امین مقرر ہوئے تھے وہ میرے اس تامل سے
اس درخواست کے بھیجنے مین رزیڈنٹ کے پاس میری راے کا تخطیہ کیا اور تاکید کی کہ
اب تک چونکہ رپوٹ نہین آیا ہے مضایقہ نہین ہے اب بھی درخواست بھیج دو جب
یہ میری درخواست لکھنؤ مین پہونچی اوس وقت وہ رپوٹ روانہ کر چکے تھے۔ مجھے ایک
انگریزی خط لکھا کہ اون کو بڑا افسوس ہے میری درخواست کے پہونچنے سے پیشتر وہ رپوٹ روانہ
کر چکے اور رپوٹ بھی حقیقت مین بھیج چکے تھے لیکن اوسمین لکھا تھا کہ ہمارے پاس اس عہدے کے واسطے بہت سی
درخواستین گذری ہین اون مین سے چھ آدمیون کا نام ہم نے منتخب کیا ہے جن کی درخواستین اس

رپوٹ کے ساتھ ملفوف ہین - ان چھ درخواستون مین ایک درخواست قاضی محفوظ علیخان مرحوم راقم کے عمہ زاد بھائی کی تھی - اور ایک درخواست مولوی مجید الدین خان مرحوم راقم کے والد ماجد کے بنی عم بھائی کے بیٹے کی تھی اور چار درخواستین اور تھین - غالب ایسا ہے کہ اگر قبل رپوٹ روانہ ہونے کے میری درخواست پہونچتی تو میری درخواست بھی وہ بھیج دیتے اور ظن غالب قریب بہ یقین ہے کہ گورنر جنرل میری درخواست کو منظور فرماتے - اس واسطے کہ اُن چھ درخواستون مین جس کی درخواست کو کرنل کالفیلڈ نے ترجیح دی تھی وہ گورنر جنرل نے نامنظور کی - اوس کی نامنظوری کا عجب قصہ ہے جس کو مین بیان کرتا ہون - الغرض جب کرنل کالفیلڈ کی چھٹی میرے نام پر جس کا مین نے اوپر ذکر کیا آئی مین اوس چھٹی کو لیکے مسٹر ہنری طارنس کے پاس گیا اونھون نے وہ چھٹی دیکھ کے فرمایا کہ ہان رپوٹ آئی مگر جس کے واسطے اونھون نے رپوٹ کی اوس کا تقرر نامنظور ہوا اب یقین ہے کہ وہ تمھارے واسطے رپوٹ کرین گے - مین نے کہا اگر ارشاد کیجیے تو مین پھر ایک درخواست اون کے پاس بھیج دون اونھون نے نہایت تاکید سے منع کیا کہ تم ہرگز اب درخواست نہ بھیجو رزیڈنٹ اہل فوج سے ہے جو نہایت غصہ ور اور تنک مزاج لوگ ہوتے ہین اوس کی سمجھ مین آوے گا کہ نامنظوری اوس کی رپوٹ کی تمھارے ہی تقرر کے واسطے تھی تو وہ اپنی رزیڈنٹی چھوڑ دیگا مگر تمھین ہرگز نہ مقرر کرے گا - میری سمجھ مین اس مسٹر ہنری طارنس کی ممانعت کا کچھ اثر نہ ہوا بلکہ بہ نظر اوس جواب کے جو اوس رپوٹ کا گیا تھا میری عقل مین یہ آیا کہ اگر مین دوسری درخواست نہ بھیجون گا تو کرنل کالفیلڈ سمجھین گے کہ مین مطمئن ہون کہ گورنر جنرل مجھے مقرر کردین گے اور اگر مین دوسری درخواست بھیجون گا تو اون کے ذہن مین یہ آویگا کہ مجھے یقین ہے کہ بغیر اون کے رپوٹ کرنے کے مین نہین مقرر ہو سکتا - الغرض مین نے دوسری درخواست کرنل کالفیلڈ کے نام پر اس مضمون کی لکھ بھیجی کہ آپ کا عنایت نامہ متضمن اس امر کے کہ آپ کو

نہایت افسوس ہے کہ قبل میری درخواست کے پہونچنے کے آپ رپوٹ روانہ کر چکے موصول
ہوا اور نظر شفقت کی اوس کے مضمون سے کمترین پر معلوم ہوئی۔ اسی نظر سے چونکہ اب
مین نے سنا کہ جس کو آپ نے مقرر کیا تھا اوس کو پھر کسی وجہ سے معزول کر دیا اس واسطے
مین امیدوار ہون کہ اب کمترین کو اپنے متوسل کر لینے سے سرفراز کیجیے۔ اس درخواست کے
پہونچنے سے حقیقت مین جیسا مسٹر ہنری طارنس نے تصور کیا تھا وہ نہایت برہم ہوئے اور
فوراً ایک انگریزی چھٹی میری درخواست کے جواب مین بھیجی۔ اوس مین لکھا کہ مجھے ہرگز تمھارا
مقرر کرنا نہین منظور ہے اور اون کی رپوٹ کی نامنظوری کی وجہ یہ ہوئی کہ اون چھ درخواستون
مین جو اونھون نے بھیجی تھین اوس مین ایک درخواست محمد حسین نام ایک شخص کی تھی جو
سانڈی پالی کے رہنے والے تھے۔ اون کو کرنل کالفیلڈ نے لکھا تھا کہ مولوی اعز الدین کے
مرنے کے بعد چونکہ محمد حسین پر مجھکو بہت اعتماد ہے اوس کو قائم مقام میر منشی مقرر کر کے
مین نے کام لینا شروع کر دیا ہے اس واسطے مین امیدوار ہون کہ اونھین کے نام پر وہ عہدہ
منظور ہو۔ اور عجیب اتفاق ہوا کہ یہ شخص جن کا نام اصل حسین علی تھا وہ کرنیل کالفیلڈ کے
ساتھ جب وہ کوٹے کے پولٹیکل اجنٹ تھے میر منشی تھے جب کرنیل کالفیلڈ کی کوٹے سے
بدلی ہوئی تو جو صاحب اون کے قائم مقام وہان مقرر ہوئے اونھون نے ان حسین علی کو
رشوت ستانی کی علت مین مقدمے کو بہت طول کر کے معزول کر دیا تھا اور اون کی معزولی
کے حکم کی اپیل گورنر جنرل تک بھی نامنظور ہو چکی تھی۔ اس واسطے کرنیل کالفیلڈ نے عمداً
اون کا نام چھپا کے حسین علی کی جگہ پر محمد حسین لکھا تھا۔ یا خود حسین علی نے اپنا نام بدل دیا تھا
اور کرنیل کالفیلڈ کو ادھر توجہ نہین ہوئی تھی۔ اور طرفہ ماجرا یہ ہوا کہ وہ حاکم جس نے حسین علی
کو معزول کیا تھا اوس نے اون کے تقرر کی خبر لکھنؤ کی رزیڈنٹی کے میر منشی کے عہدے پر
سن کے بتخصیص شملہ مین آیا یا اتفاق وارد ہوا تھا۔ اوس نے وہ سب معاملہ گورنر جنرل کے
سب سکرٹرون سے بیان کیا اور خبر گورنر جنرل کو بھی پہونچی۔ چونکہ لارڈ آکلینڈ کے مزاج مین

اخلاق اور مروت بہت تھی اس سبب سے اونھون نے کرنیل کالفیلڈ پر کچھ زیادہ تشدد
نہین کیا۔ اگر لارڈ ڈبنطنک یا لارڈ النبرا ہوتے تو خواہ مخواہ اون سے بہت باز پرس کرتے
اس کا بھی تعجب نہین ہے کہ کرنیل کالفیلڈ کو معزول کردیتے اس واسطے کہ نام کا بدل دینا
ایک قسم کی جعل سازی تھی۔ اور اگر یہ حرکت کسی اہل ہند سے ہوتی تو چھوٹے حکام اوسکے خراب کرنے
مین [له] ... بہرصورت اون کی رپوٹ کے جواب مین لکھا گیا کہ گورنر جنرل کو ایک اشتباہ
پیدا ہوا ہے کہ یہ محمد حسین جس کے تقرر کی تم درخواست کرتے ہو وہی حسین علی ہے جو کوٹے مین
تمھارے ساتھ میر منشی تھا اور بعد تمھارے رشوت ستانی کی علت مین معزول ہوا۔ اگر وہ
نہین ہے تو تمھاری رپوٹ اوس کے نام کی قابل منظوری کے ہے۔ اور اگر وہی ہے تو ایسے
شخص کا تقرر ایسے معزز عہدے پر بہت نامناسب ہے فورًا اوس کو برخاست کرو۔ دوسرا فقرہ
یہ لکھا گیا کہ گورنر جنرل کی خواہش ہے کہ اس عہدے پر جو شخص مقرر ہو بہت عالی خاندان۔ اور
نہایت عالم فاضل اور بڑا نامور آدمی مقرر ہو اور غالب ہے کہ اس ضلع کے کسی آدمی نے
تمھارے پاس درخواست بھی دی ہوگی۔ ایسے آدمی کا منتخب کرکے رپوٹ کرو۔ فقط بہ نظر
اسی جواب کے ہنری طامسن نے مجھ سے کہا تھا کہ تم کوئی درخواست نہ بھیجو۔ کرنیل کالفیلڈ
کو سوا تمھارے کون شخص اوس صفات کا ملے گا جس کے علم اور فضل اور لیاقت اور دیانت اور
امانت اور علو خاندان کی خود گورنر جنرل گواہی دیوین جس کو وہ مقرر کرین۔ یہ اشارہ اوسی حکم کی طرف
کیا جو لاہور مین نومبر سنہ ۱۸۳۸ء کے مہینے مین میری درخواست پر ہوا تھا اور اوس کا ذکر اوپر ہو چکا
ہے۔ الغرض جب کرنیل کالفیلڈ کی چٹھی میرے نام پر آئی تو باقتضاے بشریت کے مجھے
بہت رنج ہوا اس مقام پر ایک واقعہ عجیب لکھنا مجھے مناسب معلوم ہوا۔ وہ یہ ہے
کہ مین کلام اللہ کی تلاوت کرتا تھا اوس وقت ڈاک کے ہرکارے نے آکے وہ چٹھی کرنیل
کالفیلڈ کی مجھے دی جس مین لکھا تھا ہم کو تمھارا مقرر کرنا اس عہدے پر منظور نہین ہے تلاوت
سے فراغت کرکے مین نے اوس چٹھی کو پڑھا باقتضاے بشریت کے مجھے ملال ہوا لیکن

له یہان ورق پھٹ جانے کی وجہ سے عبارت چھوٹ گئی۔ ۱۲

اب تک مین مایوس اوس عہدے کے تقرر سے نہین تھا۔ گمان یہ تھا کہ ہنری طارنس مجھکو
ضرور اوس عہدے پر مقرر کروائین گے۔ کلام اللہ مین راقم نے فال دیکھی شروع صفحہ سے یہ
شروع ہوا تھا بالحق لتدخلن المسجد الحرام ان شاء اللہ امنین محلقین
رؤسکم و مقصرین لا تخافون فعلم ما لم تعلموا فجعل من دون ذلک
فتحا قریبا اوس دن سے غالبا ایک ہفتہ نہین گذرا ہوگا کہ میر منشی فارسی دفترخانے
گورنر جنرل کا مین مقرر ہو گیا۔ الغرض لکھنؤ کی رزیڈنٹی کے میر منشی کا قصہ تمام کرکے مین کیفیت
اپنی ترقی کی نقل کرون گا تاکہ تہذیب واقعہ نویسی کی ہاتھ سے نہ جائے۔ جب رزیڈنٹ
کے پاس جواب اون کی رپوٹ کا پہونچا تو اونھون نے پھر اور ایک رپوٹ کی اوس مین لکھا
کہ واقعی محمد حسین وہی شخص ہے جو کوٹے مین میرے ساتھ میر منشی تھا۔ اور اوس کا نام حسین علی
ہے غلطی سے محمد حسین لکھا گیا تھا اس واسطے اوس کو برخاست کر دیا لیکن یہان کے میر منشی
کے عہدے کا عجب حال ہے کہ سیکڑون درخواستین اس عہدے کے خواستگارون کی میرے
پاس گذری ہین مگر اکثر درخواست دینے والے وہ ہین یا اپنی ذات سے بڑے دولتمند اور
متمول ہین یا وہ ایک جگہ پر اس عہدے سے زیادہ درماہہ پر نوکر ہین اور اس کم درماہہ کے
عہدے کی درخواست کرتے ہین اور اس کثرت سے لوگون کی خواہشمندی سے میرے دل
مین بہت شبہ پیدا ہوتا ہے کہ یہان لوگ بہت ناجائز آمدنی کے متوقع ہین۔ اس واسطے جب
تک ایسا کوئی شخص کہ جس پر بذات خود مجھے نہایت اطمینان اور اعتماد ہو نہ ملے مین نہین چاہتا
ہون کہ اس عہدے پر مقرر کرون۔ اور اب میر الکمال اعتماد ایک شخص پر ہے جس کا نام میر سید
مشہور ہے اور وہ بالفعل نواب ناظم مرشدآباد کے اتالیقون مین نوکر ہے مین امیدوار ہون
کہ اوس کے نام پر یہ عہدہ منظور کیا جاوے۔ اس رپوٹ کا جواب گورنر جنرل کی طرف سے یہ
گیا کہ گورنر جنرل کی رائے مین مستحق اور پسندیدہ معلوم ہوا کہ چونکہ تم کو بالیاقت اور باعلم لوگون کی
طرف سے بسبب اون کے تمول کے یا بسبب اس کے کہ وہ ایک جگہ نوکر ہین اور پھر اس

نوکری کی درخواست کرتے ہین شبہ واقع ہوا اگرچہ وہ تھوڑے درماہے پر تھے اور بہ نظر اپنی
ترقی کے اس عہدے کی درخواست کی اس واسطے تم نے اون کے تقرر کی درخواست نہین
کی لیکن گورنر جنرل کو نہایت تعجب ہوا کہ نواب ناظم مرشداباد کے اتالیق کو پانسو روپیہ مہینا ملتا
ہے اون کو دوسو روپے مہینے کے عہدے پر نوکر رکھتے ہوا وس نے اگر نصف سے بھی زیادہ
اپنے درماہے کی کمی قبول کی وہ کیون نہین تمھارے دل مین محل اشتباہ ہوا۔ اور اب ارشاد
گورنر جنرل کا یہ ہے کہ اگر یہ عہدہ تمھاری کچہری کے میر منشی کا ایسا محل اشتباہ ہے ایسے عہدے کا
باقی رکھنا کیا ضرور ہے۔ میر منشی سے دو کام متعلق ہین ایک دربار داری بادشاہ کی اور دوسرے
تحریر دفتر کے کام کی۔ اوس عہدے کو برخاست کرو۔ دربار داری بادشاہ کی اپنے اسسٹنٹ
سے متعلق کرو اور دفتر کی تحریر وغیرہ کا کام اور اہالیان دفتر سے لیا کرو۔ پھر رزیڈنٹ نے اس
حکم کے خلاف پر اصرار نہ کیا اور بہ نظر اپنی پچھلی اطلاع کے تائید کے لکھا برخاست کرنا عہدۂ
میر منشی رزیڈنٹی کا نہایت مصلحت ہے اور درماہہ میر منشی کا اہالیان دفتر پر تھوڑا تھوڑا سا
تقسیم کر کے اوس کی اطلاع کی۔ یہ امر بھی نامنظور رہوا اور حکم ہوا کہ گورنر جنرل کی اصل غرض
میر منشی کے عہدے کے برخاست سے یہ تھی کہ تخفیف ہو۔ جب تخفیف نہ ہوئی اور درماہہ بدستور
قائم رہا پھر کیا فائدہ برخاست کا ہے۔ غرض وہ مثل مشہور ہندی کی صادق آئی۔ گھوڑے
گھوڑے لڑین موچی کا زین ٹوٹے۔ اہل ہند کا ایک معزز عہدہ ناحق برخاست ہو گیا۔
اب انتظام واقعہ نگاری کے لیے کوایف مفصل اپنی ترقی کے اور اوس کے نتایج وغیرہ
لکھنا ضرور ہوا جب مولوی صاحب علی خان مرحوم کی روانگی مسٹر ولیم جے مکناٹن کے ساتھ
جو شجاع الملک کے ساتھ کابل کے ایلچی اور وزیر دولت انگلشیہ کے مقرر کر کے بھیجے گئے جس کا
ذکر مفصل جو تھے باب مین ہندوستان کے ذکر مین ہو چکا ہے اوس وقت مسٹر ہنری طارنس نے مجھ سے
کہا جو مین نے عزم تمھاری ترقی کا کیا ہے وہ اب مین تم سے مفصل کہتا ہون۔ بالفعل
جب تک ایام سفر مین ہین ایک اور شخص میر سید علی نام لکھنؤ کے رہنے والے ہین اون کو قائم مقام

میر منشی مقرر کرتا ہون صرف اس نظر سے کہ اوس کو خطاب خانی اور بہادری کا اور خلعت
یہان سے عطا ہو جاوے جب سفر تمام ہوگا یا روانگی کلکتے کی ہوگی اوس وقت اون کی برخاست
کر کے تم کو مامور کر وا دونگا۔ مگر غالب ہے کہ تم کو معلوم ہوگا کہ مشار الیہ زرے بے علم ہین وہ صرف
دربار کا کام کرین گے لکھنے پڑھنے مین تم اون کی اعانت کیا کرو۔ یہ شخص چھوٹے میر سید علی
مشہور تھے جناب والد ماجد مغفور کا اپنے تئین نہایت نیاز مند کہتے تھے جاہل بحت تھے
فی الجملہ حرف آشنا تھے وہ مامور ہوئے اور ایک صاحب مولوی سید محمد بنگالی مدت دراز
سے فارسی دفتر مین نائب میر منشی تھے۔ جب آگرے کی گورنری جدا ہوئی تب وہ یہان کے
فارسی دفتر کے میر منشی ہو کے آئے تھے۔ اڑھائی سو روپیہ اون کا مہینا تھا وہ اپنے تئین
نہایت مستحق ترقی کا سمجھتے تھے اور حقیقت یہ ہے کہ اون کا استحقاق بہ نظر قدامت کے
مولوی صاحب علی خان مرحوم سے بھی زیادہ تھا۔ مین تو اون سے نیچے نیا نوکر ہوا تھا اور
میر سید علی کو کچھ بھی استحقاق نہ تھا مگر مسٹر ولیم جی مگناٹن اور مسٹر ہنری طارنس دونون اون سے
نہایت ناراض تھے میری دانست مین تو ناراضامندی اون کی بیجا تھی۔ میرے وہ بہت
دوست تھے اور والا اون کے بہت بڑے علما سے نامی مین بنگالے کے تھے۔ اسی
سبب سے جب کبھی ہنری طارنس اون کی شکایت کسی امر مین بیان کرتے تھے تو مین
جہان تک ممکن تھا اون کی رفع شکایت کرتا تھا۔ غرض جب لارڈ آکلانڈ نے آگرے کا دفتر
ضروری طلب کیا تو وہ بھی لشکر مین آکے شامل ہوئے۔ اور اصل ناراضامندی دونون
حاکمون کی اون سے بسبب مولوی صاحب علی خان مرحوم کے تھی کہ وہ اون سے صاف
نہ تھے۔ اس واسطے جب وہ لشکر مین آکے شامل ہوئے تو اون کو حکم ہوگیا کہ اکبرآباد مین جا کے
سب دفاتر کے ساتھ ٹھہرین لشکر مین اون کے ساتھ رہنے کی حاجت نہین ہے۔ فارسی دفتر
مین گورنر جنرل کے اس دفتر کا بھی کام ہوا کیا کریگا مگر اب جب میر سید علی فارسی دفتر کے میر منشی
ہوئے تو وہان قطع نظر فارسی تحریرات کے کبھی کبھی عربی تحریر بھی ہوتی تھی خلیج فارس

لے کے مسقط تک بہت سے شیوخ اور رؤسا ہین کہ اون کے ساتھ عہدنامے اور مکاتبات
عربی مین ہوا کرتے تھے اسی طرح سے مصر کے پاشا کے ساتھ اور بعضے جزایر بحر عرب اور
بحر روم کے ہین کہ وہان کے رؤسا بھی سلاطین کہلاتے ہین اون سب کے ساتھ مکاتبات
عربی مین ہوتے تھے اگرچہ مولوی سید محمد مرحوم بھی عربی تحریرات سے جیسا چاہیے عاری تھے
مگر مولوی کہلاتے تھے اور بمدت دراز سے دفترخانے مین تھے کسی طرح سے کام انجام کر لیتے
بیچارے میر سید علی فارسی تحریر سے بھی عاری تھے عربی کا کیا ذکر ہے اسی واسطے راقم کو مسٹر
ہنری لارنس نے اون کی اعانت کے واسطے کہا تھا لیکن چونکہ مجھکو فارسی دفتر سے کچھ علاقہ
نہ تھا تو اعانت میری بطور خانگی کے تھی۔ یہ سمجھ کے مسٹر ہنری لارنس نے مولوی سید محمد کو
اکبرآباد سے طلب کیا اور فارسی دفتر کی تحریر کا کام بالکل اون کو سپرد کیا اور چونکہ وہ میرے
دوست تھے اور اوس وقت تک مجھکو بنگالے سے اور کلکتے سے نہایت نفرت تھی اور
بسبب بدآب و ہوا ہونے کے ہرگز یہ قصد دل مین نہ تھا کہ عہدہ میرمنشی کا قبول کیجیے اور کلکتے
جائیے اور ذہن مین یہ بات جمی تھی کہ جب حسب وعدہ مسٹر ہنری لارنس مجھکو میرمنشی کے
عہدے پر مقرر کرین گے تو مین اون سے اصرار کر کے مولوی سید محمد کو گورنر جنرل کے فارسی
دفتر مین میرمنشی کے عہدے پر مقرر کراؤن گا اور مین لفٹنٹ گورنر آگرہ کے فارسی دفتر کی
میرمنشی قبول کرون گا اسی نظر سے مین مولوی سید محمد کی طرف سے مسٹر ہنری لارنس کے
مزاج کو حتے المقدور صاف کیا کرتا تھا اور جب مولوی سید محمد مرحوم اکبرآباد سے لشکر مین
آ کے شامل ہوے تب کیفیت ہنری لارنس کے وعدے کی جو مجھ سے اونھون نے کیا یہ تو
مین نے اون سے مفصل نہین بیان کی مگر یہ کہا کہ میر سید علی سے کام دفتر کا چل نہین سکے گا یقین
ہے کہ آپ عنقریب میرمنشی مقرر ہون گے اوس وقت مجھے امید ہے کہ آپ کا عہدہ مجھے ملے
اونھون نے کہا کہ ہمارے دشمنون نے حاکم کا مزاج ہماری طرف سے برہم کر دیا ہے ہمین ہرگز
امید نہین ہے کہ وہ عہدہ ہمین دیوین اور مسٹر ہنری لارنس آپ کے شاگرد ہین یقین ہے کہ

آپ کو میر منشی مقرر کروائین گے۔ اوس وقت مین نے اپنی نیت اور عزیمت اون سے
بیان کی اور وعدہ مستحکم کیا کہ اگر ایسا واقع ہوا تو حتے المقدور مین کوشش کرون گا کہ
آپ کے عہدے سے میرے عہدے کی تبدیلی ہو اور باتون باتون مین اس امر کو مین
نے مسٹر ہنری طارنس سے اون کی تقریر کا اور اپنے وعدے کا ذکر کیا اگرچہ اونھون نے
انکار کیا کہ اون کو ہرگز مین میر منشی مقرر نہ کرون گا اون کو ہرگز لیاقت نہین ہے آدمی
عرصے مین ایک عربی خط ہنزوان ایک جزیرہ ہے وہان کے رئیس کو لکھا گیا تھا
حقیقت مین اونھون نے برا لکھا تھا۔ اوس کی شکایت کرنے لگے کہ ایسا برا لکھا تھا مجبوری
سے ہم نے جاری نہین کیا اور بمبئی کی گورنمنٹ مین بھیجا کہ وہان سے جاری ہو یا این ہمہ
رفتہ رفتہ مین نے اون کا مزاج بہت مولوی صاحب کی طرف سے صاف کیا اور
مجھے امید تھی کہ جیسا مین مولوی صاحب ممدوح سے وعدہ کر چکا تھا اوس کا ایفا بخوبی
ہو جاوے گا۔ اس عرصے مین دو امر پیش آئے ایک امر تو موجب کوتاہی کا میری طرف
سے ایفاے وعدہ مین ہوا۔ اور دوسرا امر یہ تھا کہ خود مولوی سید محمد سے ایک حرکت
بے جا واقع ہوئی کہ مسٹر ہنری طارنس کا مزاج اون کی طرف سے نہایت برہم ہو گیا
اول امر یہ تھا کہ مین نے ساری کیفیت مفصل مسٹر ہنری طارنس کے وعدے کی میری ترقی
کے واسطے اور اپنا عزم مصمم کلکتے نہ جانے کا اور مولوی سید محمد مرحوم سے وعدہ کرنے کا
جناب والد ماجد مغفور کو لکھ بھیجا۔ آپ نے اوس کے جواب مین مجھے بتاکید ممانعت اس
عزیمت سے لکھی اور ارقام فرمایا کہ حدیث شریف مین واقع ہوا ہے کہ جو کوئی چیز کسی شخص
کو بے طلب ملتی ہو اور وہ اوس کے قبول سے انکار کرے تو پھر وہ چیز اوس کو
کبھی نہین ملتی باوصف ذلت سوال کے اس نظر سے تم ہرگز اپنی طرف سے کوئی امر
ایسا نہ کیجیو جس مین عدم قبول اور انکار عطا سے ثابت ہو اور جب لشکر گو سے گھوسے
شاہجہان آباد مین پہونچا۔ یہان جناب بھائی صاحب مغفور صدر امین مقرر ہو کے پیشتر

آچکے تھے اونھون نے بھی باصرار اس عزیمت سے مجھکو باز رکھا اس نظر سے البتہ وہ عزیمت جو میرے دل مین بالجزم تھی وہ باقی نہ رہی مگر مین متردد اور متفکر تھا کہ مولوی سید محمد سے مین عذر ایفاے وعدہ مین کیا کرون اس واسطے کہ محبت اور میل جول اون سے بدستور تھا کوئی بات خلاف کی باہم واقع نہین ہوئی تھی۔ اور دوسرا امر جو خود اون کی طرف سے موجب برہمی مزاج مسٹر ہنری طارنس کا ہوا وہ یہ تھا کہ جب سے وہ اکبرآباد سے طلب ہوے فارسی دفتر کی تحریر کا کام وہی انجام دیتے تھے۔ اور روزمرہ حاکم کے سامنے رہنے سے مسٹر ہنری طارنس اون کی طرف سے بہت صاف ہو گئے تھے وہ نفرت جو بیشتر اون کے قلب مین تھی وہ باقی نہین رہی تھی۔ شاہجہان آباد سے جب کوچ ہوا تب سر ہربرٹ ماڈکینٹ سکرٹری مستقل مقرر ہوے اگرچہ فارسی دفتر بدستور مسٹر ہنری طارنس کے اہتمام مین رہا مگر بعضا اہم کام فارسی کا سکرٹیری مستقل میر منشی کو اپنے سامنے بلا کے لیتے تھے اور فارسی کی تحریر بالکل مولوی سید محمد سے متعلق ہو گئی تھی وہ جا کے انجام کیا کرتے تھے۔ مولوی سید محمد نے اپنے دل مین یہ فطرت سوچی کہ میر سید علی کی عدم لیاقت کارگزاری کی سر ہربرٹ ماڈک پر ثابت کرنا چاہیے اوس کی تدبیر اونھون نے یہ کی کہ ایک مہینے کی رخصت طلب کی اگر ہنری طارنس چاہتے تو اون کی رخصت نامنظور کرتے لیکن جب مولوی سید محمد نے درخواست اون کے پاس پیش کی اونھون نے حکم دیا کہ صاحب سکرٹیری کے پاس پیش کرو۔ ظاہرا وہ ایسا سمجھتے تھے کہ فارسی دفتر چونکہ اون سے متعلق ہے صاحب سکرٹیری وہ درخواست اون کے پاس بھیجدین گے اوس وقت نامنظور کردین گے۔ اور اس مین فائدہ وہ یہ سمجھے تھے تاکہ مولوی سید محمد حکم نامنظوری کا صاحب سکرٹیری کی طرف سے سمجھین۔ جب مولوی سید محمد درخواست سر ہربرٹ کے پاس لے گئے اونھون نے حکم منظوری رخصت کا لکھ دیا۔ اب مسٹر ہنری طارنس کے دل مین ملال پیدا ہوا اور وہ یہ سمجھے کہ مولوی سید محمد نے فطرت کی ہے اوس وقت وہ

ساکت ہو رہے اور مولوی سید محمد آگرے کی طرف روانہ ہوے اور مسٹر ہنری طارنس کو ظاہرا
یہ بھی گمان نہ تھا کہ میر سید علی سے مہینا بین دن بھی کام نہ چل سکے گا۔ چونکہ لکھنؤ کے لوگ تقریر
مین طرار فرار بہت ہوتے ہین راقم کو بہت سے قراین سے یقین ہے کہ اونھون نے مسٹر ہنری
کے دل مین لمبی چوڑی یہ بات جما دی تھی کیا مشکل کام ہے کسی کی اعانت کی حاجت
نہین ہے مین خود سب کام انجام کرون گا۔ الغرض مولوی سید محمد کی روانگی سے ایک ہفتہ
نہین گذرا تھا کہ ایک عہدنامے کے مسودہ کے واسطے سر ہربرٹ ماڈک نے میر سید علی کو طلب
کیا غالبًا میر محراب خان بلوچ کلات کے رئیس کے بیٹے کے ساتھ وہ عہدنامہ تھا
انگریزی مسودہ گورنر جنرل کا لکھا ہوا سر ہربرٹ نے اپنے ہاتھ مین لیا اور ہندی مین اوس کا
مطلب اون کو سمجھانا شروع کیا اس کو لکھو وہ بتلاوین کچھ یہ لکھین کچھ ایک فقرہ بھی پورا نہ لکھ
سکے سر ہربرٹ نے نہایت تنگ ہو کے مسودہ پھینک دیا اور مسٹر ہنری طارنس کو طلب
کیا اور اون سے کہا پہلے ہندی مین یہ کس گدھے کو تم نے میر منشی مقرر کیا ہے اتنی بات
سن کے مسٹر طارنس نے میر سید علی سے آنکھ سے اشارہ کیا کہ تم باہر جاؤ اوسکے بعد اوسکے
تقرر کی کسی نہج پر بناوٹ کر کے سمجھا دیا کہ میر منشی تو حقیقت مین گورنر جنرل فلان شخص کو یعنی
راقم کو مقرر کر چکے ہین وہ حاضر ہین اون سے کام لیجیے اوس وقت وہ آمادہ پہاڑ پر چڑھنے
کے تھے اور اتفاقًا مین بیشتر روانہ ہو چکا تھا اور شملے مین پہونچ گیا تھا اوس کے تیسرے یا چوتھے
روز سر ہربرٹ داخل ہوے اور ایک روز بیشتر مسٹر ہنری طارنس پہونچ گئے۔ مجھکو طلب کیا
اور میر سید علی کے سامنے مجھ سے کہا ماڈک صاحب سخت بدمزاج ہین اور مجھکو معلوم
نہ تھا ان مین بڑا عیب یہ ہے کہ بھلے آدمی کو بد کلمہ کہہ بیٹھتے ہین میر صاحب کو ایسا
ایک کلام سخت کہا کہ اونھون نے استعفا دیا۔ مین نے اون کو اب خوب سمجھایا ہے
اب یقین ہے کہ آیندہ ایسا لغو امر کسی کو نہ کہین گے کل سے آپ کام دفتر کا شروع کیجیے
اور میر صاحب سے سب دفتر سمجھ لیجیے۔ الغرض راقم پہلی اپریل ۱۸۳۸ء کو میر منشی

مقرر ہو گیا۔ اس عرصے مین جب مولوی سید محمد مرحوم رخصت تمام ہونے سے پھر کے آئے
مجھے البتہ ایک گونہ ندامت تھی کہ مین ایفاے وعدہ نہین کر سکتا با این ہمہ چونکہ میرے
دل مین مطلق نفاق نہ تھا جو امر واقعی تھا وہ مین نے اون سے کہدیا اگر اوس امر کو مین
چھپاتا اور ظاہر مین ایفاے وعدہ پر آمادہ رہتا تو بہتر تھا اس واسطے کہ یہ مجھے یقین ہو چکا
تھا کہ ہنری طامنس اون سے اتنے برہم ہو گئے ہین کہ وہ ہرگز اون کا تقرر قبول نہ کرین گے
چنانچہ پہلے یہی خیال کر کے بمجرد اپنے تقرر کے مین نے اون کو خط اکبر آباد مین لکھ کے بھیج دیا
کہ جیسا آپ نے تصور کیا تھا وہی ہوا حکام نے مجھکو میر منشی مقرر کر دیا لیکن مین ایفاے وعدہ
پر جو آپ سے کیا ہے اب تک موجود ہون اپنی طرف سے کوشش کرون گا آیندہ
میرے اور آپ کے آب و دانہ کا اختیار ہے مگر بعد اس خط کے لکھنے کے میری نیت
بدل گئی۔ ایک یہ تصور ہوا کہ اپنی طرف سے درخواست گو یہ نفاق ہو خلاف حدیث کے
حکم کے اور جناب والد ماجد مغفور کی ایما کے ہے اور ناحق مرتکب نفاق کا ہونا اور ایک
دوست کے ساتھ خلوص کو ترک کرنا کیا ضرور ہے جو امر واقعی ہے وہ اون سے کہہ دینا
چاہئیے اور ایک نہج پر قصد ایفاے وعدہ کا بخلوص بھی ذہن مین رہا یعنی جب وہ پھر
پلٹ کے لشکر مین آئے تب مین نے اون سے کہا کہ میرا وعدہ آپ سے ہے کہ اپنے حتی المقدور
مین ایسی فکر کرون گا کہ آپ کا عہدہ مجھکو ہو اور آپ میر منشی ہون یہ وعدہ مین نے نہین
کیا ہے کہ مین میر منشی کا عہدہ قبول کرنے سے انکار کرون گا آپ کو حکام میر منشی مقرر
کرین یا نہ کرین تو آپ پہلے کوشش اس مین کیجئے کہ حکام آپ کا عہدہ مجھکو تفویض کرین اگر
حکام کیطرف سے انکار ہو گا کہ فلانے کو ترقی دے چکے ہین اب بے سبب ہم اوس
کو تنزل کے عہدے پر نہین لائین گے اوس وقت مین عرض کرون گا کہ مجھے یہ تنزل
بخوشی اور رضامندی قبول ہے اور ابتداً اپنی طرف سے مین درخواست تنزل کی نہین کرون گا
اور سبب اوس کا جو واقعی تھا یہی مضمون حدیث کا اور ایما جناب والد ماجد مغفور کی وہ

بھی اون سے بیان کردی۔ اونھون نے اپنی طرف سے درخواست لکھی اور اوس مین اپنا
دعوے اور استحقاق لکھ کے یہ بھی لکھدیا کہ فلانا شخص اس سے راضی ہے کہ میرے عہدے
پر مقرر کیا جاوئے۔ اور مجھ سے کہا کہ تم بھی میرے ساتھ چلو کہ تمھارے سامنے مین درخواست
پیش کرون۔ غرض مین بھی گیا اور اونھون نے درخواست دی مگر حکام نے کچھ توجہ نہ کی
باقتضاے بشریت کے اون کو بہت مجھ سے حسد اور رنج رہا مگر مین نے اپنی طرف سے جو نہج
ملاقات کا اون سے تھا اوس مین فرق نہین کیا۔ اور اون کو خطاب اور خلعت کوشش کرکے
اپنے مساوی دلوایا مگر وہ مجھ سے صاف نہوئے تا اینکہ اون کی تقدیر نے اتنی یاوری کی
کہ میرے برخاست کے بعد وہی میر منشی مقرر ہوے۔ بالجملہ راقم قریب چھ برس کے اوس عہدے
پر رہا اور اگرچہ وہ منصب نہایت موجب میری ناموری کا ہوا مگر کرنیل کالفیلڈ لکھنؤ کے
رزیڈنٹ اور سارے اون کے تابع مثل کپتان شکسپیر کے جو اون کے نائب تھے اور وہ
بعد کرنیل کالفیلڈ کی برخاست کے بھی مدت تک لکھنؤ مین رہے ایک بار دو دفعہ قائم مقام
رزیڈنٹ بھی ہو گئے تھے وہ سب میرے دشمن ہو گئے اور اکثر مجھکو زحمت اور تکلیف اون کے
سبب سے رہی کہ ہمیشہ جھوٹی جھوٹی خبرین میرے تلونات کی لکھ لکھ بھیجا کیے اور آخر ش
وہین کے سب لوگ باعث میری برخاست کے ہوئے جس کی شرح بتفصیل مین آئندہ
لکھتا ہون اور ابتدا ہی مین میرے تقرر کے اس عہدے پر ایک واقعہ پیش آیا کہ وہ زیادہ موجب
معاندت سارے لکھنؤ کے رزیڈنٹی کے اہلکارون کا میری طرف سے ہوا وہ واقعہ یہ تھا کہ جناب
سر ہربرٹ مادکینٹ پچھلے دنون مین لکھنؤ کے رزیڈنٹ بھی رہتے تھے۔ اس سبب سے نسبت
اور ریاستون کے وہان کے کوائف اور سوانح مفصل دریافت کرنے کی اون کو بہت خواہش
رہتی تھی اور جس عرصے مین فارسی دفتر خانہ گورنر جنرل کا مستقل دفتر تھا دوسرے دفتر کے تحت نہ تھا
اوس عرصے مین ساری ہندوستان کی ریاستون کی خبرین وہان کے اخبار نویس بھیجا کرتے
تھے جب سے وہ دفتر پولیٹکل دفتر کے تحت ہوا جس کو اب فارن دفتر کہتے ہین اوس وقت سے

ہر ریاست کے رزیڈینٹ اور اجنٹ گورنر جنرل انگریزی مین خلاصہ ہر جگہ کے اخبار کا بطور
روزنامچہ کے لکھوا بھیجا کرتے تھے صرف لکھنؤ اور حیدرآباد اور گوالیر سے فارسی پرچے اخبار
کے بھی آیا کرتے تھے اور خاص لکھنؤ مین ایک اخبار نویس رزیڈنٹی مین رہا کرتا تھا ایک
لکھنؤ کی کوتوالی مین اور ایک فیض آباد مین نواب بہو بیگم نواب آصف الدولہ کی مان کے
عہد سے مامور تھا ان تینون اخبار نویسون کو ستر روپیہ درماہہ ملتا تھا۔ اول کو جو رزیڈنٹی مین تھا
اوس کو تیس روپیہ مہینا ملتا تھا اور دو باقی کو بیس بیس روپیہ مہینہ ملتا تھا۔ چنانچہ ایک دن
ناڈک صاحب نے مجھ سے کہا کہ یہ ستر روپیہ درماہہ محض لغو صرف ہوتا ہے اور وہان کا
صحیح اخبار نہین پہونچتا۔ اگر تو چاہے تو وہان کا اخبار بہت صحیح پہونچ سکتا ہے۔ چونکہ اوس
عرصے مین جناب چھوٹے چچا صاحب مرحوم بادشاہ کی طرف سے اخبار کے داروغہ تھے۔ کہ
سارے ملک مین اون کی طرف سے اخبار نویس مامور رہتے تھے وہ خلاصہ اخبار کا
منتخب کر کے بادشاہ کے پاس پیش کرتے تھے۔ سر ہربرٹ نے کہا یہ ستر روپیہ تو لے اور اپنی
طرف سے کسی کو مامور کر وہ بہ اعانت بادشاہی اخبار کے داروغہ کے صحیح خبر سارے ملک
کی یہان پہونچا دے۔ مین نے عرض کیا بہت خوب مین ہی بندوبست کرون گا چنانچہ
مین نے یہ امر جناب چچا صاحب مغفور کو لکھا اور سر ہربرٹ نے خود صاحب رزیڈنٹ کو
اطلاع کی کہ ہم نے اس طرح کا بندوبست کیا ہے۔ عجیب اتفاق ہوا کہ جناب چچا صاحب
نے تین مہینے تک کچھ جواب میرے خط کا نہ لکھا۔ اور رزیڈنٹ نے اپنے یہان کے
اخبار نویس کو جس کا نام لال جی تھا جناب چچا صاحب کے پاس بھیجا اور کچھ تحریری یا
زبانی پیغام دیا ہوگا کہ اون سے وہ خلاصہ اخبار کا جو بادشاہ کے پاس گذرتا ہے لے کے
بھیجا کرے اور بعد اطمینان کے اوس طرف سے رزیڈنٹ نے لکھا کہ اخبار نویس ہمارے قدیم
نوکر ہین اون کی موقوفی مصلحت نہین ہے اور رزیڈنٹی کا جو اخبار نویس ہے اوس نے بادشاہی
اخبار کے داروغہ کے ساتھ بندوبست کر لیا ہے اب اخبار صحیح پہونچا کرے گا۔ الغرض جب

جناب چچا صاحب کی طرف سے میرے خط کا جواب نہ آیا ظاہرا اونھون نے بادشاہ
کے خوف سے اور وضعداری سے جواب لکھنے مین شش و پنج کیا اور اس قدر رجوع کرنا
رزیڈنٹ کا لال جی اخبار نویس کی معرفت غنیمت سمجھے۔حالانکہ یہ بہت بڑی خطا رائے
کی تھی اگر وہ بندوبست جاری ہو جاتا تو سلطنت کے واسطے بہت مفید تھا کہ اخبار کا پہونچانا
گورنر جنرل کے پاس سہل ہو جاتا جس قسم کی منظور ہوتی بے تکلف پہونچ جاتی۔اور اگر اوس
وقت مین ذمہ کر لیتا کہ اخبار صحیح مین پہونچا دون گا اور بدون توسط جناب چچا صاحب کے
اس کا بندوبست مین اپنے طور پر کر لیتا تو کچھ مشکل نہ تھا تو اوس صورت مین وہ تحریر صاحب
رزیڈنٹ کی قبول نہ ہوتی اس واسطے کہ گورنر جنرل کو اور صاحب سکریٹر کو میرے اوپر بھروسہ
اور اعتماد تھا کہ میری عرض خواہ مخواہ قبول ہو جاتی مگر کچھ ناتجربہ کاری سے اور کچھ بے پروائی
سے مجھے بھی اوس کی طرف چندان اعتنا نہ ہوئی مگر چند عرصے کے بعد جب راہ تسہیل اوس
بندوبست کی بدون توسط جناب چچا صاحب کے معلوم ہو گئی تو البتہ بہت حسرت
ہوئی اور ایسے امر کی تحریک سے اب رزیڈنٹی کے اخبار نویس کو میری طرف سے بڑا
دغدغہ پیدا ہوا رزیڈنٹ وغیرہ تو سب میرے معاند تھے ہی وہ اخبار نویس بے طرح پیچھے
پڑا ہمیشہ جھوٹی جھوٹی خبرین میری طرف سے لکھ لکھ کے رزیڈنٹ کے پاس پیش کرتا تھا اور اخبار اور روزنامچے
مین لکھی ہوئی یہان آیا کرتی تھین چنانچہ ایک بار عجیب اتفاق ہوا کہ ایک خط رسمی
بادشاہ کے نام پر ظاہرا کچھ تنخواہ وثیقہ مین مقرر کرنے کے واسطے ملکۂ جہان کے لیے جو
محمد علی شاہ کا ایک محل ہے لکھا گیا اوس خط مین میرے نایب کے سہو سے خطاب ملکۂ جہان
کا لکھا گیا۔صرف اون کا نام یا شاید حرم محترم کی لفظ اون کے نام کے بعد لکھی گئی
اس خط کو بادشاہ نے پھیر دیا اور کچھ شکایت لکھی۔اگر وہ خط سہل مین پھر آتا تو راقم اپنے سہو
کی اقرار کر کے اوس کو بدل دیتا لیکن کرنیل کالفیلڈ نے اوس کو بہت طول دیا یعنی دفتر
میری شکایت کے کھول دیے جناب سر ہربرٹ نے مجھ سے فرمایا اور ظاہرا وہی تقریر یہ

گورنر جنرل کے سامنے کی ہوگی کہ کرنیل کالفیلڈ کو بسبب شدت عداوت کے مجھ سے اپنے ناقص تحریرات کا بھی خیال نہین رہتا۔ ہمیشہ شکایت سازوآمیز کی بادشاہ سے لکھتے تھے اب کی دفعہ بادشاہ کی نارضامندی مجھ سے لکھتے ہین۔ خیر اس مین پورا خطاب ملکہ جہان کا لکھ کے خط کو بدل دو۔ کچھ الفاظ بدل دیے مگر اصل جو اون کی غرض تھی ملکہ جہان کا لقب بنظر ملکہ معظمہ دام اقبالہا کے لحاظ سے نہین لکھا گیا۔ ایک مرتبہ کرنیل کالفیلڈ کو بادشاہ کے ایک خط مین شجاعت وتہور دستگاہ لکھا گیا تھا اور ہمیشہ سے عادت تھی کہ رزیڈنٹ کو شہامت وعوالی مرتبت ابہت ومعالی منزلت لکھا جاتا تھا حالانکہ بہ نظر اس کے کہ وہ ارباب فوج سے تھے کچھ قباحت نہ تھی مگر اس امر مین شرف الدولہ محمد ابراہیم خان جو اوس عرصے مین بادشاہ کے مدار المہام تھے اونھون نے کرنیل کالفیلڈ کو برانگیختہ کیا اور اون سے ظاہر کہا کہ اس خط کے آنے سے آپ کی وقعت بادشاہ کے دل مین گھٹ گئی۔ اوس کا سبب یہ تھا کہ شرف الدولہ کو جناب چھوٹے چچا صاحب سے ایک محاسدہ تھا اس نظر سے اور ایک امر اور بھی ایسا واقع ہوا تھا کہ جس سے وہ میری طرف سے بد تھے۔ شرح اوس کی بہت طوالت چاہتی ہے مختصر یہ ہے کہ ایک جوڑا اونھون نے باندھا اور صاحب رزیڈنٹ سے ایک تحریر گورنر جنرل کے نام پر کروائی تھی اوس مضمون کا ایک خط چاہتے تھے کہ گورنر جنرل کی طرف سے بادشاہ کے نام پر لکھا جائے جو موجب اون کی ترقی کا ہوتا وہ خط باوصف کرنیل کالفیلڈ کی مکرر تحریک کے نہ لکھا گیا اس وجہ سے اونھون نے مزاج کرنیل کا میری طرف سے اور برہم کر دیا کہ اونھون نے بے انتہا میری شکایت لکھی اس شکایت پر سر ہربرٹ مجھ سے ناراض ہوے اور فرمانے لگے اس مین کچھ شبہ نہین کہ کرنیل کالفیلڈ تمھارے دشمن ہین لیکن اس خط مین تم نے عمداً اون کا لقب کم کیا اور اون کی عداوت کا اپنے ساتھ بدلا لیا ہم کب تک دفترخانے مین رہین گے کہ تم کو بچایا کرین۔ تم انگلشیون سے بگڑتے ہو یہ آیندہ تمھارے واسطے بہت مضر ہوگا۔ مین نے اون کا اطمینان کیا

کہ ہرگز مین نے عمداً نہین لکھا چونکہ کرنیل کالفیلڈ کے واسطے پچھلے عہد مین یہی لکھا گیا تھا اوسی نظر سے لکھا اور بہ نظر اہل فوج ہونے کے وہ الفاظ کچھ بد نہین ہین اور اب تک وہ مستقل نہین ہوئے ہین تو کچھ قباحت نہ تھی۔ اب اگر وہ بادشاہ کے پاس سے خط پھیر کے واپس کرین تو بدل دیا جائے گا۔ سرہربرٹ نے بھی اون کو لکھ بھیجا اور لکھا عنقریب تمھارے استقلال کی اطلاع کا خط جو بادشاہ کو لکھا جائے گا اوس خط مین القاب معمولی لکھا جائیگا اور ایک دفعہ عجیب ایک شکایت لکھی کہ یہان بادشاہ کی مصاحبت مین ایک شخص ہے مولوی خلیل الدین خان نام وہ ہمیشہ بادشاہ کو فریب دیا کرتا ہے کہ میرا بھتیجا میر منشی ہے فارسی دفتر کا۔ کوئی امر رزیڈنٹ کا خلاف یہان کے چلنے نہین پاویگا۔ اس سبب سے اکثر میرے مشورے بادشاہ قبول نہین کرتے ہین۔ اس پر سرہربرٹ نے وہ خط رزیڈنٹ کا میرے آگے ڈال دیا اور کہا اس کا جواب تم سے طلب ہے۔ جب مین اوس کے مضمون پر مطلع ہوا تو مین نے عرض کیا کہ جواب آپ طلب کرتے ہین یا گورنر جنرل۔ کہا جواب مین کیا فرق ہے۔ مین نے عرض کیا مین دونون جواب بیان کرتا ہون حضور فرق سمجھ لیوین۔ گورنر جنرل کا جواب یہ ہے مولوی خلیل الدین خان فریب دیتے ہین اور جواب مجھ سے طلب ہوتا ہے اس کے کیا معنے ہین۔ اس پر سرہربرٹ بہت ہنسے اور فرمایا مین نے یہی تیری طرف سے جواب دیا ہے۔ پھر مین نے عرض کیا کہ حضور مولوی خلیل الدین خان کی وضعداری اور متانت سے خوب واقف ہین کہ وہ اس کوچے کے آدمی نہین ہین جو جوڑ بندیان کرین اور فریب دیوین علاوہ اس کے اپنی نہایت وضعداری سے خلاف اوس سلطنت کے دستورات کے تین سلطنت سے برابر وہ وہان معزز اور محترم ہین اور ایسا فریب دینا اوس شخص کا کام ہے کہ جس کا عروج وہان میرے سبب سے ہوا ہو اون کو حاجت میرے ذریعہ کی کیا ہے جو اس نہج کے فریب ڈھونڈھین۔ غرض اس تحریر پر کرنیل کالفیلڈ کی کچھ اعتنا نہ ہوئی اور جواب مسکت لکھا گیا۔ چند مرتبہ اور اسی طرح کے مزخرفات وہان کے روزنامچے مین درج

ہوکے آئے کسی طرح کا مجھکو ضرر نہ پہونچا یہان تک کہ کرنیل کالفیلڈ وہان سے الگ ہوے
اور جنرل فاٹ بلقب اٰنواسے اڈمنسٹر وہان مقرر ہوے۔ رزیڈنٹ کا لقب موقوف ہوا
اون کے حضور مین اگرچہ مجھے کسی نہج کا تعارف نہ تھا مگر وہ ظاہرا بہت پختہ مزاج اور
فہمیدہ تھے۔ اس مین کچھ شبہ نہین ہے کہ اخبار نویس رزیڈنٹی کا اوسی طرح کی بدخبرین
میری نسبت پیش کرتا ہوگا مگر وہ جب تک رہے نہ کبھی میری شکایت کسی خط مین اونھون
نے لکھی نہ کبھی کسی روزنامچہ مین کچھ لکھا ہوا آیا۔ جب وہ ولایت کی طرف روانہ ہوے اور جنرل
پالک اوسی عہدے پر مامور ہوے پھر وہی کیفیت شروع ہوئی ایک مدت تک اوس پہ
اعتنا نہ ہوئی۔ اب سر ہربرٹ کونسل مین بھرتی ہوے اور مسٹر جیمس طامسن سکریٹری مقرر
ہوئے۔ یہ صاحب ظاہر کے تو بہت بڑے خلیق اور بے تکلف تھے مگر دل اون کا اہل ہند
خصوص اہل اسلام کی طرف سے بہت بد تھا۔ اگرچہ مجھکو سابقہ اون سے بہت مدت سے
تھا جب سے وہ آگرہ کی نظنٹی مین سکریٹری تھے اور حقیقت تو یہ ہے کہ بجز رونیو یعنی مال کے
دفتر کے پولیٹکل وغیرہ کا کام بسبب اس کے کہ اون کو توجہ نہ تھی کچھ نہین جانتے تھے اور
آرل آف النبرا پر اون کی ناکردہ کاری اوس دفتر مین بہت ثابت ہوگئی بعضے امور ایسے
واقع ہوے کہ اون کو یقین ہوگیا کہ راقم کے سبب سے آرل آف النبرا کے دل مین ناکردہ کاری
اون کی ثابت ہوئی ہے۔ اس جنس کے دو تین امر پیش آئے تھے کہ شرح اور تفصیل اون کی
بہت طوالت چاہتی ہے اس نظر سے وہ میری طرف سے دل مین کچھ غبار رکھتے تھے جب
وہ آگرے کے لفٹنٹ گورنر مقرر ہوکے دفتر خانے سے الگ ہوے کچھ کوائف دفتر کے
سر فردرک کری سے جو اون کی جگہ پہ سکریٹری مقرر ہوئے تھے بیان کیے اوس کے ضمن مین
میری نسبت یہ رائے ظاہر کی کہ ہم کو ان کی طرف سے دل مین شک ہے۔ خدا جانے
اس پر اونھون نے کیا قرینے ٹھرائے تھے۔ اب ایک انقلاب ہوا کہ آرل آف النبرا گورنر جنرل
اوس عہدے سے معزول ہوے سر ہنری ہارڈنگ نئے گورنر جنرل مقرر ہوکے آئے

جنرل پالک لکھنؤ کی رزیڈنسی سے گورنر جنرل کی کونسل مین بھرتی ہو گئے اور وہان کپتان شکسپیر
قائم مقام رزیڈنٹ مقرر ہوے۔ ایسے وقت مین سر ہربرٹ ماڈک کچھ عارضہ جسمانی کے سبب سے رخصت
لیکے چلے گئے کوئی شخص میرا مربی نہ کونسل مین رہا نہ دفتر مین بلکہ دفتر مین مسٹر اڈورڈ نام ایک صاحب
نائب سکرتر تھے اونکو بھی بعضے ایسے امور سے جن کا ذکر مصلحت نہین ہے میری طرف سے دل مین کینہ
تھا ایسی حالت مین جو کچھ مجھکو ضرر نہ پہونچتا وہی تعجب تھا مگر محض عنایت الٰہی سے راقم اوضرات محتملہ سے محفوظ
رہا صرف اتنا ضرر پہونچا کہ عہدہ سے علیحدگی ہوئی اور حقیقت یہ ہے کہ بقا اور قیام اوس عہدہ کا اون
اختیارات کے ساتھ جو راقم کو حاصل تھے بدون با اقتدار مربیون کے محالات سے تھا جہان بڑے
بڑے رزیڈنٹ اور گورنر جنرل کے ایجنٹ اور گورنر جنرل کی کونسل کا ایک آدہ ممبر کسی شخص ہندوستانی
کے حاسد ہون اوس کی عزت اور آبرو کا باقی رہنا بھی موجب تعجب ہے نوکری کی کیا حقیقت ہے اون
سب محاسدات کا نتیجہ ہوا کہ بمجرد راقم کی برخاست کے میر منشی کے عہدہ کو بالکل خراب کر دیا درماہہ
بھی گھٹ گیا اور مطلق اختیارات اوس عہدہ کے جو قدیم سے تھے وہ باقی نہ رکھے اور اصل یہ ہے کہ
اہل قلم کے عہدون پر دیانت اور امانت اور لیاقت اور متانت اور وضعداری کو کسی سلطنت مین
کوئی نہین پوچھتا تعلق اور ترقی اہل قلم کی ہر جگہ رسائی پر اور توجہ خاص ارباب اقتدار پر جن سے وہ متعلق
ہین موقوف اور منحصر ہے قدیم سے یہی دستور چلا آیا ہے کچھ نئی بات نہین ہے یہ سلطنت حکیمانہ برطانیہ
اعظم کے جہان سیکڑون قاعدے امتحان لیاقت کے جاری ہین اور جاری ہوتے جاتے ہین اور خاص
اپنی قوم مین استحقاق کی بھی رعایت مختص ہندوستان مین ہوا کرتی ہے اسی کے ساتھ سیکڑون مثالین راقم
کو یاد ہین کہ انگلستان مین بہ کثرت اور ہندوستان مین اوس کی نسبت سے بقلت صرف رسائی سے اور
توجہ خاص ارباب اقتدار سے محض نالایق اور خاین بددیانت نہایت لایق اور دیانتدار مشہور
ہوتے ہین اور روز بروز اون کی ترقی ہوتی ہے اور رسائی اور توجہ نہ ہونے سے بڑے عالی خاندان
اور بالیاقت اور دیانت دارون کو کوئی نہین پوچھتا یا وہ محض بددیانت اور نالایق ٹھہر جاتے ہین راقم کے
گمان مین یہ امور محض تقدیری ہین کسی کو کسی سے شکایت نہین چاہیے مگر اسی کے ساتھ جبلت سے

محسن اور مسیئی کا شکر اور شکایت انسان کی عادت مین ہے الغرض راقم جب تلک اوس منصب
پر رہا نہایت آسایش اور ناموری سے بسر ہوئی لیکن جس طرح سے پچھلے میر منشیون کو تمول حاصل ہوا
اور اتنا اندوختہ اونھون نے جمع کیا کہ پھر مدت العمر اون کو نوکری کی حاجت نہ ہوئی راقم اس نعمت سے
محروم رہا اور اس قدر بے بضاعتی کی نوبت پہونچی کہ برس چھ مہینے بھی خانہ نشینی دشوار تھی جس طرح
سے ہوا اثاث البیت کو بیچ پانچ کے تین چار برس بسر ہوئے عمدہ سبب اوس کا یہ تھا کہ بڑا بیٹا میر مولوی
فرید الدین خان سلمہ اللہ تعالی کم سنی سے بسبب استحقاق آبائی کے بادشاہ کی سرکار مین متعلق تھا
اوس کے سبب سے ایک گونہ گھر کے مصارف کی فکر سے مین فارغ تھا اور اون دنون مین یہ تصور
ہوا کہ نوکری کرنا غلامی سے بدتر ہے معیشت اپنی تجارت وغیرہ کے ذریعہ سے حاصل کرنا چاہیے چنانچہ
اس فکر مین تین چار ہزار روپیہ چھاپہ خانہ مین اور کاغذ کی کل بنوانے مین لگائے لیکن اوس مین کچھ انتفاع
نہ ہوا وہ ساری رقم ضائع ہوئی اور چونکہ اوس وقت تک تدابیر تجارت کے خوب ذہن مین نہ تھے اور سررشت بسر
دشوار ہوئی مجبوری سے پھر تلاش روزگار کی عزیمت ہوئی تین جگہ پر درخواست کی۔ ایک جنرل فریزر
حیدر آباد دکن کے رزیڈنٹ کی معرفت اوس ریاست مین درخواست بھیجی۔ ایک اپنے قدیم مربی مسٹر
ہنری طارنس جو گورنر جنرل کے ایجنٹ مرشد آباد مین تھے اون سے درخواست کی کہ نظامت مین کوئی شغل
میرے واسطے پیدا کرین اور جنرل فریزر سے اور مجھ سے ملاقات نہ تھی اون کے پاس بھی درخواست
اونھین مسٹر ہنری طارنس کے ذریعہ سے بھیجی تھی اور چونکہ اوس عرصہ مین سر ہربرٹ ماڈک بنگالہ کے
ڈپٹی گورنر تھے اون سے بھی مستدعی ہوا کہ کوئی عہدہ عدالت یا مال کا مجھے عنایت فرمائیے چونکہ اللہ تعالی
کی عنایت اور شفقت ہمیشہ سے اس سیہ کار کے آڑے آیا کی ہے ایک مہینا بھی ان امیدواریون مین نہین
گذرا تھا کہ پہلے جنرل فریزر حیدر آباد دکن کے رزیڈنٹ کا خط مسٹر ہنری طارنس کے نام پر آیا اس مضمون
کا کہ اونھون نے میری درخواست نواب سراج الملک مرحوم کو دی نواب صاحب ممدوح نے نہایت
خوشی خاطر سے قبول فرمایا کہ اگر مین وہان جاؤن تو کوئی عہدہ معززہ موافق میری رتبہ اور لیاقت کے
عطا فرمائین گے اور قبل اون کے خط کے پہونچنے کے مسٹر ہنری طارنس اور سر ہربرٹ ماڈک نے باہم بندوبست

کیاتھا کہ نواب ناظم مرشدآباد کی طرف سے ایک خط بدرخواست میرے تقرر کے نواب امیرالنسا بیگم عرف
دولھن بیگم کی ڈیوڑھی کی دیوانی پر منگوا کے بنگالے کی گورنمنٹ مین بھجوایا اور وہان سے منظوری منگوا
کے مجھے مقرر کیا اور قبل ظہور اس بندوبست کے مسٹر ہنری طارنس نے مجھ سے کہا یہ منصب بھی موجود ہے
اور حیدرآباد دکن سے بھی تمھاری طلبی ہے جو امر مرجح سمجھو اوس کو اختیار کرو اوس وقت بنظر قرب اپنے
مربی قدیم کے اور حیدراباد دکن کا سفر دور و دراز سمجھ کے اور وہان کے کوالیف مفصلہ نہ معلوم ہونے سے
مرشدآباد کے تعلق کی راقم نے تقدیم کی اور اوس کو قبول کیا اور نواب ناظم نے خلعت فاخرہ عطا
فرما کے مجھکو اوس ڈیوڑھی پر مامور کیا یہ نواب امیرالنسا بیگم نواب عالی جاہ نواب مبارک الدولہ
کے بیٹے کی بی بی تھین جو اپنے وقت مین نواب ناظم تھے اور بعد اوس کے وہ گدی نشین نواب منی بیگم
کی مقرر ہوئین جو کمپنی انگریزی کی مان کہلاتی تھین اون کی کہانی ارباب تواریخ کو معلوم ہوگی بیان ذکر
اوس کا فضول ہے اس سبب سے یہ عہدہ نہایت معزز تھا اوس کا اعزاز و امتیاز گورنر جنرل کے دفتر کے
میرمنشی سے بمراتب زائد تھا ایک لاکھ روپیہ سال اوس ڈیوڑہی کے واسطے نظامت فنڈ سے نقد مقرر تھا
اور بہت سی ریاست زمینداری وغیرہ کی تھی لیکن اون کی ڈیوڑھی مین چند بدمعاش ایسے گھسے تھے
کہ وہان سخت ابتری اور بدنظمی تھی بے انتہا قرضداری تھی برسون کی تنخواہ نوکرون کی چڑھی ہوئی
تھی۔ اوسی کے ساتھ جعل و تلبیس اور بعضے اور حرکات ناگفتہ بہ کی نسبت اوس ڈیوڑھی مین ہوتی تھی
اجنٹ گورنر جنرل نے باتفاق نواب ناظم کے کچھ بدمعاشون کو نکالا تھا اور مجھے حکم اوس ڈیوڑھی کے
انتظام کا اس طرح سے ہوا تھا کہ مطلق بیگم صاحبہ کی راے مصارف کے باب مین نہ سنون اور اوس پر
عمل نہ کرون اور جیسا مناسب سمجھون اپنی راے اور تجویز سے انتظام کرون اور وہ راہ نکالون کہ یہ خبرین
جو اوس ڈیوڑھی کی مشہور ہوتی ہین وہ نہ ہونے پاوین اور اگرچہ وقوع بعضے مفاسد مین وہان کچھ شبہ
نہ تھا لیکن ایک اور امر بھی باعث زیادہ تر رسوائی اور بدنامی اوس ڈیوڑھی کا تھا وہ یہ تھا چونکہ نواب امیرالنسا بیگم
نواب منی بیگم کی گدی نشین تھین اس سبب سے نواب ناظم کو حکم اون کی تبعیت کا تھا اور یہ حکم تھا کہ
تقریبات عیدین وغیرہ مین وہ بیگم صاحبہ کو نذر دیا کرین اس سبب سے تین پشت سے برابر نواب ناظم کو

بیگم صاحبہ پر بہت حسد رہا کرتا تھا اور چونکہ نواب ولا جاہ اور نواب ہمایون جاہ بعضے مظالم بیگم صاحبہ پر
اور اون کی ڈیوڑھی پر کیا کرتے تھے اس سبب سے اجنٹ گورنر جنرل بیگم صاحبہ کے معین رہتے تھے
اور اون کے مظالم سے بچایا کرتے تھے اور بہت سے امور مین اوس ڈیوڑھی کو ایک ریاست مستقلہ نظامت
سے جداگانہ بہ لحاظ عظمت شان نواب منی بیگم کے کردی تھی۔ انھین وجوہ سے نواب ناظم کو اور ساری
نظامت کے اہلکارون کو شدت سے اوس ڈیوڑھی کے اہلکارون سے بغض اور حسد رہا کرتا تھا ساری
نظامت کے لوگ اون کے عیب جو تھے۔ اور ڈیوڑھی مین معاملہ عورات کا اور مداخلت جہال خواجہ سراؤن
کی اونھون نے جو شہ پائی یعنی گورنر جنرل کے اجنٹ اور اون کے ذریعہ سے ارباب گورنمنٹ اوس ڈیوڑھی
کے معین اور حافظ ہو گئے وہ اور کھل کھیلے۔ اس عرصہ مین جب نواب ہمایون جاہ قضا کر گئے اور نواب
فریدون جاہ کمسنی مین مسند نشین نظامت کے ہوے اور بندوبست نظامت کا گورنر جنرل کے اجنٹ
کے ہاتھ مین آیا بہ تدریج اوس ڈیوڑھی کی بہت سی سبکیان ہوئین نواب ناظم نے نذر دینا موقوف کر دیا
خواجہ سرا اپنی طرف سے مقرر کیے اونھون نے گویا بیگم صاحبہ کو بطور مقید کے کیا۔ اس حالت مین وہان کا
انتظام راقم کو سپرد ہوا جہان تک کوشش ممکن تھی راقم نے درستی کی تنخواہین برسون کی لوگونکی پچھلی چڑھی
ہوئی بیباق کی آیندہ مہینے مہینے تقسیم ہونے لگی قرض ادا ہو گیا اجنٹ گورنر جنرل کی طرف سے تاکید کر کے نواب
ناظم کو لیجا کے بیگم صاحبہ کو نذر دلوائی بیگم صاحبہ کو بھی اپنی طرف سے راضی رکھا غرض ڈیوڑھی سے باہر
دیوانخانہ سے جو متعلق تھا اوس کا انتظام بخوبی ہو گیا محل کے انتظام کے واسطے بھی خود منتخب کر کے
ایک حبشی خواجہ سرا کو نواب ناظر مقرر کروایا۔ ان سب امور سے نظامت کے اہلکارون نے نواب ناظم کو
میری طرف سے برہم کر دیا مگر مشہور ہے لَا یُصْلِحُ الْعَطَّارُ مَا اَفْسَدَہُ الدَّھْرُ۔ غلام کی ذات بے وفا
خوشبو ساز درست نہین کرسکتا جس چیز کو زمانہ نے بگاڑ ڈالا
ہوتی ہے جس خواجہ سرا کو مین نے مقرر کروایا تو وہ میرے قدمون پر سر رکھا کرتا تھا اور کہتا تھا کہ مین حقیقت
مین آپ کا نوکر ہون نہ مین نواب ناظم کو جانتا ہون نہ بیگم صاحبہ کو۔ دو ایک مہینے کے بعد ڈیوڑھی
مین پہونچ کے وہ آسمان پر چڑھ گیا اور جو انتظام محل کا مین سوچا تھا وہ اوس نے نہ ہونے دیا ہر امر
مین میری مخالفت کرتا رہا اور نظامت کے لوگ میرے حسد سے اوس کے معین ہو گئے اسی کے ساتھ

جس طرح سے ہو سکا چار برس تک برابر مین سب کو دبائے رہا صرف اتنا فتور رہا کہ محل کے اندر
کا انتظام جیسا مین چاہتا تھا سب بدمعاشون نے نہ ہونے دیا الغرض سیکڑون میری شکایتین
روز نظامت کی طرف سے اجنٹ گورنر جنرل کے پاس پہونچا کین مگر جب تک مسٹر ہنری طارنس
وہان رہے کچھ اونھون نے نہ سنا اس عرصہ مین اونھون نے چھ مہینے کی رخصت لیکے سفر دریا کے
شور کا اختیار کیا مصر کے ممالک تک گئے اور جو صاحب اون کے قائم مقام اجنٹ گورنر جنرل
مقرر ہوے اون سے خاص میرے باب مین بہت سمجھا گئے کہ ساری نظامت کے لوگ ان کے
دشمن ہین جب تلک مین پھر کے آؤن ان کی حفاظت بخوبی کرنا اس نظر سے اون کی غیبت مین
بہت سے فتورات مجھپر اوٹھے مگر قایم مقام اجنٹ گورنر جنرل برابر میرا معین رہا شرح اور تفصیل
اوس کی محض بے سود ہے جب نظامت کے حمقا نے جو نواب ناظم کے پاس بیٹھے تھے اون مین
سرنکالے ہوے دو حبشی خواجہ سرا تھے یہ دیکھا کہ اون کی کوئی تدبیر میرے گرانے کی پیش رفت
نہ ہوئی اب قائم مقام اجنٹ گورنر جنرل سے مسٹر ہنری طارنس کی شکایت شروع کی یعنی ظاہر کیا
کہ بہت سا روپیہ نظامت کا اونھون نے ضایع کر دیا اور کئی لاکھ روپیہ پر وہ خود متصرف ہو گئے
قائم مقام اجنٹ نے اوس کی اطلاع گورنمنٹ مین بھی ظاہر کی اور جب مسٹر ہنری طارنس پھر کے
اپنے عہدہ پر آئے اون سے یہ تفصیل وہ داستان نقل کر دی مسٹر ہنری طارنس اون دونون
خواجہ سراؤن کے دشمن ہو گئے اور تدبیر اون کے قلع اور قمع کی شروع کی وہ دونون خواجہ سرا
جس مین ایک کا نام امان علی اور ایک کا نام نذیر علی تھا یہی دونون بڑے کار پرداز نظامت
کے تھے اون دونون کو کار پردازی سے موقوف کروا کے اون کی ساری جایداد لاکھون روپیہ
کی قرق اور ضبط کی اور نظامت کے انتظام کے واسطے ایک مجلس بطور پنچایت کے پانچ آدمیون
کی مقرر کروائی اون پانچون مین ایک راقم کو بھی داخل کیا اور اوس مجلس انتظام کی تجویز سے راقم کو
عہدہ عرض بیگی یعنی داروغہ دیوان خانہ نواب ناظم کا بھی مقرر کروایا جو حقیقت مین مدار المہامی
نظامت کی تھی اور پچھلا عہدہ بھی میرا بدستور قایم رکھوایا اب چونکہ مجھکو حضوری والی نواب ناظم کی

ہوگئی وہ نہایت میرے حال پر شفیق ہوگئے اور جو لوگون نے اون کو میری طرف سے متنفر
کر دیا تھا وہ تنفر اونکا بالکل جاتا رہا۔ اب ایک معاملہ عجیب پیش آیا کہ بموجب نظامت کے قوانین
اور دستورات کے نواب ناظم کو قلعہ کے اندر اختیار دار و گیر کا جو چاہین حاصل تھا قلعہ سے باھر
انگریزی عدالت کے تحت ہے۔ اور اون دونون خواجہ سراؤن مین جن کا اسباب قرق اور ضبط
ہوا ایک خواجہ سرا نذیر علی جس کا نام تھا وہ قلعہ سے باہر رہتا تھا اوس کو واقعہ طلب لوگون نے
بہکا کے عدالت فوجداری مین قرقی بیجا کی درخواست دلوائی اور مسٹر ہنری طارنس کو اور راقم کو
اور جو لوگ قرقی اور ضبطی مین دخیل تھے سب کو مدعا علیہ مقرر کیا مختارون کے ذریعہ سے
جوابدہی ہونے لگی۔ مسٹر ہنری طارنس چونکہ اہل یورپ سے تھے بموجب قانون کے مجسٹریٹ
اون کو تو ماخوذ نہ کر سکا مگر ہم لوگون پر فی الجملہ تشدد کیا اور مقدمہ طول ہوا مگر بعد اپیل کے صاحب
مجسٹریٹ کے حکم سے مواخذہ جو راقم سے اور نظامت کے لوگون سے اوس نے قرقی بیجا کا تجویز
کیا تھا وہ منسوخ ہو گیا مگر قرقی سب واگذاشت ہوگئی۔ اور اس حکم سے مسٹر ہنری طارنس کی اور
نظامت کی بہت سبکی ہوئی غرض جو امور شفقت اور عنایت نواب ناظم کے اوس تھوڑے سے
عرصہ مین میری نسبت پیش آئے اور بعد اوس کے دفعتہً معاملہ پلٹ گیا ساری شرح اوس کی بہت
طولانی ہے اور ایسے امور خلاف طبیعت کے پیش آئے کہ اب بھی اوس کے یاد کرنے سے ملال خاطر ہوتا
ہے حالانکہ اب کسی نہج کا نہ وہان سے تعلق ہے اور نہ آیندہ امید تعلق کی ہے اس نظر سے جی نہین
چاہتا کہ اون وقایع کی مفصل شرح کیجیے اسی کے ساتھ بنظر انتظام وقائع نگاری کے جہان تک
ممکن ہے باجمال ساری کہانی وہان کی لکھی جاتی ہے۔ غرض عجیب اتفاق ہوا کہ دفعتہً نواب ناظم کا
مزاج میری طرف سے برہم ہو گیا اور فی الجملہ مسٹر ہنری طارنس میرے مربی قدیم بھی مجھ سے ناراض
ہوگئے۔ اگرچہ یہ دونون امر سحر سے میرے عقیدہ مین واقع ہوے جس کی شرح مین آیندہ کرونگا مگر
مگر اس عالم اسباب مین کیونکر اثر سحر کا ہوا پہلے اوس کا نقل کرنا ضرور ہے بعد اوس کے کوایف مفصل
اوس سحر کے ہم لکھین گے۔ مسٹر ہنری طارنس نے یہ تجویز کی کہ نظامت کا ایک دیوان مقرر کرانا چاہیے

اس امر کو نواب ناظم سے بیان کیا اور اوسپر اصرار کیا نواب ناظم نے تقرر دیوان کا قبول نہ کیا اسمین کچھ شبہہ نہین ہے کہ اونھون نے جو نہ قبول کیا تو ساری پنچایت کی صلاح سے نہ قبول کیا جسمین راقم بھی داخل تھا لیکن راقم نے نواب ناظم سے یہ عرض کیا تھا کہ میری دانست مین آپ ہرگز صاحب اجنٹ کی صلاح سے انکار نہ کرین جیسا وہ کہتے ہین دیوان کو مقرر کر دیجیے اس واسطے کہ آپ متحمل مخالفت کے اون کی صلاح سے نہین ہو سکتے آخرش حضور کو ماننا پڑیگا پھر کیا ضرور ہے اب انکار کرنا پہلے ہی سے قبول کر لیجیے اسپر نواب ناظم نے مجھ سے پوچھا کہ اگر مین نہ قبول کرون تو خلاف میری راے کے سرشتہ کے بموجب صاحب اجنٹ میرے اوپر جبر کر سکتے ہین اس امر مین یا نہین اوسکے جواب مین راقم نے عرض کیا کہ سرشتہ کے بموجب تو وہ جبر نہین کر سکتے لیکن نظامت مین کون سے پچھلے سرشتہ کی رعایت ہوتی ہے آخرش آپ کو قبول ہی کرنا پڑیگا جس شخص کو صاحب اجنٹ دیوان مقرر کرایا چاہتے تھے اوس نے اور جو لوگ اوس کے معین اور مددگار تھے سبھون نے مسٹر ہنری طارنس پر یہ امر ثابت کیا کہ نواب ناظم نے صرف راقم کی صلاح سے اوس امر کو نہ قبول کیا اور قرینہ قوی اس امر پر یہ تھا کہ عرض بیگی کا کچھ اختیار مدار المہامی مین نظامت کے دیوان کے مقرر ہونے سے گھٹ جاتا اس نظر سے مسٹر ہنری طارنس میری طرف سے کچھ برہم ہو رہے اور جس شخص کو عہدہ دیوانی کے واسطے مسٹر ہنری طارنس نے طلب کیا تھا اوس نے معزول خواجہ سرا اون سے سازو آمیز کر کے یہ وعدہ کیا کہ اگر نواب اوس کو دیوان مقرر کر دین تو اون کو وہ بحال کر دیگا۔
نواب ناظم نے شیر کے شکار کے واسطے سفر کیا تھا راقم بھی اون کے ہمراہ تھا دفعتًہ اون کے انقلاب مزاج سے چند اسباب لغو سے جن کا ذکر فضول اور طول ہے راقم بیماری کا عذر کر کے مرشد اباد مین چلا آیا یہان مسٹر ہنری طارنس نے اپنی بدمزگی طبیعت کا عذر کر کے مجھ سے ملاقات نہ کی اور نواب ناظم نے اون کو ایک خط لکھ بھیجا کہ عرض بیگی بدون ہماری اجازت کے یہان سے اوٹھ گیا اس واسطے مین نے اوس کو معزول کر کے دوسرے شخص کو اوس کی جگہہ پر مقرر کیا مسٹر ہنری طارنس نے اس خط کا جواب لا و نعم کا کچھ نہ لکھا بعضے کہتے ہین کہ عرض بیگی کے عہدہ سے صاحب اجنٹ کی

ایا کے بموجب نواب ناظم نے مجھکو معزول کیا مگر بہر صورت وہ ہرگز راضی نہ تھے کہ مین اپنے
قدیم عہدہ سے معزول ہون - اگرچہ اب اس واقعہ سے مین خود وہان نہ رہتا لیکن اس مین بھی کچھ
شبہہ نہین ہے کہ مسٹر ہنری طارنس نے جب مجھ سے ملاقات ہوتی تو مین اپنی طرف سے اونکا مزاج بہت صاف
کر دیتا اور وہ ہرگز مجھکو مرشد آباد سے اوٹھنے نہ دیتے لیکن بہ نظر اون بدخبرون کے جن سے میرے
مخالف لوگون نے اون کے کان بھر رکھے تھے وہ چاہتے تھے کہ چند روز اظہار اون کی بدمزگی
مزاج کا میری طرف سے رہے چنانچہ اپنی کچہری کے سرشتہ دار سے جب اوس نے میری معزولی کے
خطوط جو نواب ناظم نے پہلے عرض بیگی کے عہدہ سے اور بعد اوس کے ڈیوڑھی کی دیوانی سے بھیجے
تھے پیش کیے اور جواب پوچھا کہ کیا لکھا جاے اونھون نے کہا اگرچہ فلانے شخص سے خلاف توقع کے
نواب ناظم کو مشورہ دینا میرے مشورہ کے خلاف ظہور مین آیا لیکن مین ہرگز راضی اونکی معزولی
سے خصوص اون کے قدیم عہدہ سے نہین ہون - خیر ان خطون کو رکھو سمجھ کے جواب لکھا جاے گا -

کوائف سحر کے جو مرشد آباد مین ہوے اور مسٹر ہنری طارنس کا بیان

اب کوائف سحر کے جو میرے اوپر اور مسٹر ہنری طارنس پر ہوے مین نقل کرتا ہون حقیقت یہ ہے کہ قبل
مرشد آباد مین جانے کے سحر کی طرف سے میرے دل مین یہ عقیدہ تھا کہ اس زمانہ مین چونکہ جمیع علوم ظاہری
اور باطنی مین کمی ہے کہ مین اس کا وجود نہین ہے جو کچھ اس زمانہ مین لوگ کہتے ہین اور کرتے ہین نرا ڈھکوسلا
ہے اور شعبدہ ہے مین کچھ اثر اوس مین نہین ہے - یہ امر مرشد آباد مین میرے دل سے نکل گیا
اور اب مجھے یقین کلی ہے کہ سحر مین اب بھی اوسی طرح کا اثر ہے جیسا پچھلے زمانہ مین سنتے تھے - کوائف
توجہ اور عنایت اور شفقت مسٹر ہنری طارنس کے میرے اوپر جو تھے پچھلے حکایات جو مین ذکر کر چکا ہون
اوس سے ہر ایک کو معلوم ہوگا کہ کس قدر شفقت اور عنایت تھی اور تھوڑی ہی سی صحبت مین جو
نواب ناظم کو عنایت و شفقت شروع ہوئی اوس کی شرح کرنا فضول ہے - مجھے خوب عقیدہ
واثق ہے کہ دونون کی طبیعت دفعتہً میری طرف سے صرف جادو کے زور سے پھر گئی - پہلے
مدت تک مجھکو اس کا تصور نہ تھا حالانکہ یہ چار برس برابر ایام قیام مرشد آباد مین انواع اقسام طرح
سے میرے اوپر جادو ہوئے کہ کر میرے پلنگ کے نیچے کبھی تکیون مین کبھی مسند کے نیچے کبھی

آمد و رفت کے راستہ مین عجیب عجیب چیزین پائی گئین - لونگین اور سیندور اور الائچی اور سوئیان اور کالی مرچین اور نئی نئی چیزین بنی ہوئین لوہے وغیرہ کی نکلین اور پھینک دی گئین - ایک دفعہ پاخانہ مین جس زینہ پر مین اکثر بیٹھتا تھا دیکھا کہ ایک مٹی کا برتن ہے اوسپر دوسرا مٹی کا برتن بند ہے یہ دیکھ کے مین نے رفع حاجت نہ کی اوٹھ کھڑا ہوا اوس کو اوٹھوا کے جو دیکھا تو اوس مین ایک چراغ کسی چیز کے برادہ کا بنایا ہے اور اوس مین کسی جانور کی چربی بھر کے چراغ جلایا ہے اوس کے گرد سیندور اور کچھ اور چیزین ہین اور جس مٹی کے برتن مین وہ رکھا تھا اوس مین اور جو برتن بند تھا دونون مین کسی قسم کے حروف غیر متعارف لکھے ہوے تھے اوس کو اٹھا کے پھنکوا دیا چونکہ بہت سے لوگ شاگرد پیشہ کے قریب تیس چالیس آدمی بلکہ کچھ زائد نظامت کی طرف سے میری ڈیوڑھی پر متعین رہتے تھے اور پچھلے عہدہ مین بھی چوبدار اور ہرکارے اور پہرہ تلنگون کا متعین تھا اور صبح اور شام ہرکارخانہ سے وردی پہونچانے کو بہت سے لوگ آیا کرتے تھے - سیکڑون آدمی سلام کرنے کو اور ملاقات کے واسطے آتے تھے کچھ اس کا بندوبست نہ ہوسکا اور یہ بھی نہ کھلا کہ کون شخص ایسی حرکت کیا کرتا تھا اور مجھے یقین تھا کہ اسما اور اوراد اور تلاوت کلام اللہ کی اور حزب البحر وغیرہ جو مین پڑھتا تھا اوس سے میری حفاظت تھی کسی طرح کا ضرر نہ پہونچ سکا چنانچہ ایک شخص نے میرے ہواخواہون مین مجھکو یہ بھی خبر پہونچائی کہ ایک بہت بڑا جادوگر مشہور یہ کہتا تھا کہ اگر کوئی [1] .... تھا خدا جانے کیا سبب ہے کہ جو جادو اوپر ہوتا ہے وہ [2] اور جب دفعتہً جناب عالی نواب ناظم اور صاحب اجنٹ کے مزاج میری جانب سے بدل گئے خوب یقین ہوا کہ سحر نے اثر کیا اس کے ساتھ یہ بھی خوب یقین تھا کہ صاحب اجنٹ ہرگز میری برخاست جائز نہین رکھین گے - اب ایک طرفہ معاملہ پیش آیا جس سے اثر سحر کا آفتاب نیمروز کی طرح سے ظاہر ہوگیا - مسٹر ہنری ٹارنس ہفتہ عشرہ کے واسطے کلکتہ کے عازم ہوے ایک دھنوے کا جہاز نظامت کا تھا وہ آمادہ اون کے لیجانے کے واسطے ہوا جس دن صبح کو وہ سوار ہونگے اُس کے قبل شام کو ایک شخص نے مجھکو آکے خبر دی کہ آپ اسی وقت جا کے صاحب اجنٹ کو

[1] یہان کاغذ پھٹا ہے اس لیے کچھ عبارت رہ گئی - [2] ایضاً -

منع کیجیے کہ اس جہاز پر نہ سوار ہون دو آدمی ساحر اوس جہاز پر بٹھلائے گئے ہین اور اونھون
نے وعدہ مصمم کیا ہے کہ صاحب اجنٹ کلکتہ مین پہونچ نہین سکین گے راستہ مین ہم اون کو تمام
کر دینگے اگرچہ اب سحر کی تاثیر کا یعنی زمانہ مین اون کے عامل موجود ہونے کا مجھکو یقین ہوگیا
تھا لیکن اسکے ساتھ اتنی تاثیر سریع کا مجھے مبالغہ معلوم ہوا اور اوس وقت کبھی عادت صاحب
جنٹ کے پاس جانے کی نہ تھی اور وہ میری ملاقات سے انکار بھی کر چکے تھے کچھ وہان جانا
اور اون سے اسکی اطلاع کرنا بیہودہ معلوم ہوئی مین نہ گیا صبح کو وہ سوار ہوے جہاز اوسی دن
شام کو یا دوسرے دن کلکتہ مین پہونچا جو نہین مسٹر طارنس نے ارادہ جہاز پر سے اوترنے کا کیا
دفعتہً مصروع ہوکے گر پڑے اور مجنون ہوگئے دو تین دن کے عرصہ مین قضا کر گئے کسی دوسرے
شخص کو یقین ہو یا نہ ہو مجھکو اوس وقت سے عقیدہ واثق ہوگیا کہ زمانہ مین ساحر کامل
اب تک موجود ہین۔ اسی مقام کے مناسب ذکر تاثیر اعمال علوی کا ہے چونکہ راقم کو
مرشدآباد مین ایسے امور پیش آنے سے نہایت رنج تھا اوسی حالت مین مین نے ایک
عمل نہایت تضرع اور زاری کے ساتھ پڑھا اور یہ دعا کی کہ اللہ تعالی سب میرے دشمنون کو
جو باعث میرے ایذا کے ہوے ہین ہلاک اور خراب کرے عجیب اتفاق ہوا کہ جناب عالی
نواب ناظم ہنوز سفر مین تھے کہ وہان ایک شخص متہم چوری کا کیا گیا یا حقیقت مین کسی خواجہ سرا
کی کوئی چیز اوس نے چرائی تھی اوس شخص پر اتنا ظلم اور ستم ہوا کہ وہ شخص مرگیا۔ ہر روز ظاہرا ہاتھی
کے پاون مین باندھ کے سفر مین اوس کو لیجاتے تھے جب لشکر فرودگاہ پر پہونچتا تھا تو اوس پر
ضرب اور شلاق ہوتی تھی آخرش وہ شخص متحمل نہ ہوا مرگیا۔ صاحب مجسٹریٹ نے مرشدآباد کے
سارے رفقا اور مصاحبین نواب ناظم کی دار و گیر کی۔ خود نواب ناظم چونکہ محکوم عدالت نہین
ہین محفوظ رہے اور سب خواجہ سرا اور رفقا ماخوذ ہوے سب پر جرم اوس شخص کے ہلاک کا
ثابت ہوا خصوص وہ ذات شریف جو میری جگہ پر عرض بیگی مقرر ہوے تھے سشن کی عدالت
سے سب کے واسطے چودہ چودہ برس کی قید ہوئی عرض بیگی جو ظاہرا مرد شریف تھا کہ اپنے تئین

ذکر تاثیر علوی عمل کا جو راقم نے پڑھا

سید کہتا تھا وہ کسی قسم کا زہر اپنے پاس رکھتا تھا۔ جب حکم اوس کے محبس مین لیجانے کا ہوا وہ تو
زہر کھا کے مرگیا اور سب دس بارہ آدمی خواجہ سرا وغیرہ پابجولانہ اور مشقت کے ساتھ مقید ہوے
بعد مرافعہ کے صدر عدالت مین صرف دو خواجہ سراؤن کی رہائی ہوئی سکتے ہین کہ گواہون کی
بہمرسانی مین اور تدابیر مین قریب ایک لاکھ روپیہ کے اونھون نے خرچ کیا اس سبب سے اون کی
رہائی ہوئی مگر جب تک صدر عدالت سے حکم اون کی رہائی کا ہو وہ دونون بھی پابجولانہ اور
بامشقت مقید رہے اور جب اون کی رہائی ہوئی تب گورنر جنرل کے حکم سے اون کا جناب عالی
کی رفاقت سے بلکہ مرشداباد سے اخراج ہوا اور خود جناب عالی اس امر مین نہایت بدنام
ہوے چنانچہ اب پندرہ برس کے بعد جب جناب عالی کچھ اپنے طلب مقاصد کے واسطے ولایت
مین گئے ہین وزیر ہندوستان نے بعضے اون کے مطالب کی نامنظوری کے واسطے وہی بدنامی
جناب عالی کی پیش کی غرض مجھکو خوب عقیدہ واثق ہے کہ وہ سب کچھ جو واقع ہوا صرف میرے
عمل کی تاثیر سے ہوا اس واسطے کہ اوس عمل کی تاثیر مین لکھتے ہین کہ وہ کبریت احمر ہے نالائقون
کو اوسے مت سکھاؤ۔ اب یہان ایک اور عنایت اور شفقت ایزدی کو جو ہمیشہ اس نالائق پر
مصروف رہی ہے بیان کرنا ضرور ہوا یعنی وہ میری علیحدگی جناب عالی کے پاس سے
پھر باقتضائے عَسٰی اَنْ تَکْرَھُوْا شَیْئًا وَّھُوَ خَیْرٌ لَّکُمْ ہوئی اگرچہ مجھکو یقین ہے
کہ اگر مین بدستور اپنے عہدے پر جناب عالی کے ہمراہ ہوتا تو ایسی سخافت واقع نہ ہونے
پاتی بااینہمہ اگر سب حمقا اور نالائق لوگ میری ممانعت نہ مانتے اوس صورت مین
خدانخواستہ راقم بھی اوس بلا مین مبتلا ہو جاتا۔ اس واسطے جناب اقدس الٰہی نے مجھکو
اوس سے نجات دی الغرض بعد ان حوادثات و سوانح کے خصوص مسٹر ہنری طارنس کی وفات کے بعد
اگر مین ہنوز اپنے عہدون پر بحال ہوتا تب بھی بالضرور استعفا دیتا۔ لیکن مجھے ایک بڑا کھٹکا تھا
کہ چار برس تک مین نواب امیر النسا بیگم کی ڈیوڑھی پر رہا لاکھون روپیہ میرے ہاتھ سے خرچ ہوا اور
عرض بیگی کے اور مدار المہامی نظامت کے عہدے پر اگرچہ تھوڑے دن قیام ہوا وہان بھی بہت

برخلاف رضا کے [illegible] اگرچہ ناگوار ہوا لیکن [illegible]

روپیہ میرے ہاتھ سے اوٹھا ہے واصلات کے بکھیڑے مین سب حمقا مدت تک مجھے جھولاوینگے
اگرچہ مین اس قدر بےلوث تھا کہ اگر عاقلانہ مجھ سے حساب سمجھتے تو دس بیس دن مین فراغت
ہوجاتی لیکن اس کا ہرگز گمان نہ تھا خصوص بعد مسٹر ہنری طامسن کے قضا کرنے کے ایک
صاحب مرشدآباد کے جج تھے وہ قائم مقام اجنٹ گورنر جنرل ہوگئے اور بعضے وجوہ سے جس کی
شرح بیان عبث اور طول ہے وہ مجھ سے کچھ ناراض تھے اونھون نے بجرد اجلاس کے جو خطوط
میری معزولی کے باب مین دونون عہدون سے نظامت سے آئے تھے اور مسٹر ہنری طارسن نے جواب
اوس کا نہین لکھا تھا منظوری کا جواب لکھ کے بھیجدیا اس سبب سے مجھکو نہایت دغدغہ پیدا
ہوا کہ واصلات کے بکھیڑے مین مجھکو لوگ بہت زحمت دینگے اس عرصہ مین کپتان مگریگر نام
ایک صاحب مستقل گورنر جنرل کے اجنٹ مقرر ہوے یہ صاحب پچھلے دنون مین لارڈ اکلنڈ کے
مصاحب تھے جب راقم فارسی دفتر کا میرمنشی تھا مجھکو خوب جانتے تھے راقم چھ مہینے سے زیادہ
واصلات سمجھانے کے انتظار مین وہان مقیم رہا اور باوصف دن کی تاکید کے کسی نے واصلات
نہ سمجھی اور اونھون نے اہالی دفتر سے بالا بالا تحقیقات کرکے میری بےلوثی پر یقین کیا اور مجھے اجازت
دی کہ تم جہان جی چاہے چلے جاؤ ساری کیفیت اس کی بھی بہت طول ہے کچھ اوس کے ذکر کرنے
سے فائدہ نہین ہے۔ اسی عرصہ مین لکھنؤ سے میری بتاکید طلب ہوئی اور درصورت
تاخیر کے احتمال ضرر کا تھا چنانچہ بنظر نہایت تاکید کے ایک ہزار روپیہ میرے مصارف
راہ کے واسطے گیا مگر اوسی واصلات سمجھانے مین مجھکو اس قدر تاخیر ہوئی کہ موجب
ناراضمندی وہان کے ارباب اقتدار کا ہوا اور وہ ہزار روپیہ پھیر دینا پڑا اور اگر مین
فوراً طلب کے وقت یہان پہونچ جاتا تو ظن غالب بہت ترقی کا تھا بسبب تاخیر
کے کچھ ظہور مین نہ آیا۔ قریب دو برس کے مین خانہ نشین رہا کہ اتنے مین اودھ کی
سلطنت سرکار انگریزیہ نے ضبط کرلی جس دن ضبطی کا حکم بادشاہ کو سنایا گیا راقم اپنے گھر مین تھا
.... بتاکید میری طلب ہوئی اور بادشاہ نے اپنے پاس مجھے بلاکے نہایت تاکید سے دوسرے یا تیسرے دن

ضبطی کے مجھے کلکتہ کی روانگی کا حکم دیا یہانتک تاکید تھی کہ ادہی طرف سے مین روانہ ہوجاؤن اور پھر گھر مین نہ جاؤن
ایسے اضطراب مین مجھکو روانہ کیا کہ طبیعت نہایت منتشر ہوئی مین مخفی ایک شب کے واسطے اپنے عزیزون سے رخصت
ہونے کے لیے گھر مین آیا اوس کی صبح کو کلکتہ کی طرف روانہ ہوا اور بادشاہ کو اون کے خیر طلبون
نے صلاح دی تھی کہ بذات خود انگلستان کی طرف روانہ ہون اور مرافعہ اپنی مظلومی کا ملکہ معظمہ
کے حضور مین اور پارلیمنٹ مین بذات خود اصالتاً پیش کرین حقیقت مین یہ راے بادشاہ کے
واسطے بہت بہتر تھی اگر ایسا کرتے دو برس جو اونھون نے قلعہ مین رہنے سے مصیبت جھیلی اوس سے
محفوظ رہتے اور غالب گمان قریب بہ یقین کے ہے کہ جو مآل اب بادشاہ کے واسطے ہوا اوس سے
براتب بہتر ہوتا۔ الغرض پہلے تو بادشاہ نے اسی عزیمت پر کلکتہ کی روانگی کا قصد کیا
چنانچہ اسی کے بند وبست کے واسطے پہلے راقم کو روانہ کیا اور تھوڑے دنون کے بعد
خود بھی روانہ ہوے مگر چونکہ جبلت سے ضعیف القلب ہین اور دریا کے سفر سے اون کو
نہایت خوف وخطر تھا کلکتہ مین پہونچ کے راے بدل گئی اپنی عزیمت موقوف کی
ملکہ کشور اپنی والدہ ماجدہ کو اور مرزا حامد علی بہادر ولیعہد کو اور مرزا جواد علی سکندر حشمت
اپنے بھائی کو جو اپنے باپ کے وقت مین جنرل کہلاتے تھے ولایت کی روانگی کے واسطے تجویز
کیا اور راقم کو سفیر مقرر کیا اور حضرت ملکۂ معظمہ دام اقبالہا کے نام پر جو عریضہ لکھا تھا اوس مین یہ لکھا
کہ مین نے اپنی والدہ اور اپنے بیٹے اور اپنے بھائی کو صرف حضور کی دربارداری
کے واسطے روانہ کیا ہے اور مولوی محمد مسیح الدین خان بہادر کو جو اس سیہ کار کا
نام ہے اپنا مختار اور وکیل استغاثہ پیش کرنے کے واسطے مقرر کیا ہے اون تینون
آدمیون کو مطلق کچھ میرے مقدمہ سے اور دعوے سے علاقہ نہین ہے اوس کا
انجام اور انفصال صرف میرا وکیل بذات خود کریگا فقط۔ اور قبل روانگی کے راقم نے
بادشاہ کے حضور مین عرض کیا کہ جس امر کے واسطے قبلۂ عالم فدوی کو اور اپنے
عزیزون اس سفر دور دراز مین بھیجتے ہین بہت صعب امر ہے اور انجام اوس کا

سلطنت اور دہلی ضبطی کے بعد راقم کو بادشاہ نے خدمات سپرد کر کے پہلے کلکتہ کی طرف روانہ کیا

ملکہ اور ولیعہد اور جنرل سکندر حشمت ولایت جانے کے واسطے تجویز ہوئے اور راقم کو سفیر مقرر کیا اور ملکہ معظمہ کے حضور مین بادشاہ نے لکھا کہ ان تینون کو مقدمہ سے کچھ علاقہ نہین ہے صرف میرا وکیل انجام دیگا

موقوف نہایت صبر اور تحمل اور محنت اور مشقت اور مصارف کثیرہ پر ہے اگر پیچھے سے گھبرا کے
نقدی قبول کرلینا منظور ہے تو ناحق اس امر کو آپ اختیار فرماتے ہین مجھے حکم ہو راقم یہین بہت
اچھا بندوبست سلطان عالم کے واسطے کرا دیوے۔ اسپر ارشاد ہوا کہ مین بھیک مانگون گا اور
دریوزہ گری کرون گا مگر زنہار ایک حبہ نقدی مین نہین قبول کرون گا۔ زنہار تم اس طرح کی گفتگو
کبھی نہ کیجیو۔ غرض راقم معہ سارے قافلے کے اٹھارویں جون سنہ ۱۸۵۶ع کو بنگال نام جہاز پر سوار ہوا اور
جہاز نے کلکتہ سے لنگر اوٹھایا۔ اب چونکہ وہی سب نالایق لوگ جو سلطنت کی ضبطی کے باعث
ہوئے تھے سب بادشاہ کے ہمراہ تھے اور وہی درانداز یان اور سازشین اور جوڑ بندیان بدستور
تھین ملکہ کشور کے ساتھ بعضے مفسد جن کی کرنیل سلیمن نے شکایتین لکھی تھین اور وہ چھپ کے
بلوبک مین ارباب پارلیمنٹ کے پاس پیش تھین کہ وجوہ ضبطی سلطنت مین ایک وجہ مفسد پردازی
اون لوگون کی لکھی گئی تھی اون ایک سو چالیس آدمی کے زمرہ مین جو ہمارے ساتھ روانہ ہوے
شریک ہو گئے۔ بعضے لوگ جو لکھنؤ مین قدیم سے جعل ساز مشہور تھے اون کو اون مفسدون نے
پیچھے بلا لیا کہ دوسرے جہاز پر سوار ہو کے اسکندریہ مین شامل ہو گئے اور بعضے خواجہ سرا جہلا اور
بعضے دو دو پیسے کے آدمی تینون صاحبون کے ہمراہ گئے کہ وہی سب اون تینون سرکارون مین
پیش پیش اور با اقتدار تھے چنانچہ بعد لندن مین پہونچنے کے کرنیل سیکس جو اوس عرصہ مین
ایسٹ انڈیا کمپنی کے چیرمین تھے ایک دن وہ راقم سے کہنے لگے کہ مولوی صاحب ہم آپ کے بڑے
شکر گزار ہین کہ آپ ہمارے دعوون کے سب گواہ ہمراہ لیکے آئے ہین پہلا فساد جو مرزا ولیعہد بہادر کے ہمراہیون
سے ہوا وہ یہ تھا کہ بعضے رقوم جواہرات گران بہا کہ جو بادشاہ نے حضور ملکہ معظمہ کی نذر کے واسطے
ہمراہ کیے تھے وہ مرزا ولیعہد بہادر کے مفوض ہوئے تھے اور ایک خواجہ سرا حبشی اون کی
طرف سے خزینہ دار تھا جب بندر سویس مین جہاز کا لنگر ہوا چونکہ وہ بڑا بھاری جہاز
گھاٹ تک نہین جا سکتا تھا اس واسطے ایک اور چھوٹے جہاز پر سب مال و اسباب اوتار کے
گھاٹ پر لیجاتے تھے رستہ مین اون خواجہ سرا صاحب نے جو خزینہ دار تھے ظاہر کیا کہ وہ

[illegible]

رقوم جواہرات گران بہا جس کی قیمت واقعی مجھے نہین معلوم تھی مگر میری تخمین مین دو تین لاکھ روپیہ سے زیادہ کے نہ تھے کم کا احتمال ہے اونہون نے بڑے جہاز سے چھوٹے جہاز پر آنے کے وقت اون کو ایک خاصدان مین رکھ کے اپنے ایک خدمتگار کی تحویل مین سپرد کیا تھا جو ڈیڑھ دم روپیہ مہینے کا اون کے پاس نوکر تھا اوس کے ہاتھ سے وہ خاصدان بحر زخار مین گر پڑا۔ اب اس قضیہ مین خوض کرنا چاہیے اول تو وہ رقوم گران بہا صندوق سے نکال کے خاصدان مین بدون کسی کے صلاح مشورہ پوچھنے کے رکھ لینا۔ بعد اوس کے خزانہ دار صاحب خود اس چھوٹے سے خاصدان کے بوجھ کے کاہے کو متحمل ہوتے اپنے دو پیسے کے خدمتگار کو سپرد کر دیا اور اوس کو بھی اپنی آنکھ کے سامنے نہ رکھا اجازت دی جہاز پر جہان چاہے بیٹھے۔ غرض واقعی حقیقت اس معاملہ کی خدا کو معلوم ہے بعضے کہتے ہین کہ وہ امرا بتدا سے بادشاہ کے ایک محل کے بندوبست کے بموجب ظہور مین آیا اور وہ خاصدان بجنس اوس محل کے پاس داخل ہو گیا۔ یا کلکتہ سے وہ مال گیا ہی نہ تھا۔ الغیب عند اللہ

لندن مین آٹھوین دن ملکۂ کشور کا دربار ہوتا تھا سیکڑون بیبیان ہر پنجشنبہ کو ملاقات کے واسطے آتی تھین

غرض لندن مین پہونچ کے بادشاہ کے مقدمہ کا بہت عمدہ بندوبست ہوا۔ اول ملکۂ کشور کا آٹھوین دن دربار مقرر کیا کہ ہر پنجشنبہ کو سیکڑون بی بیان تشریف لاتی تھین اور شرف اون کی ملاقات سے ہوتی تھین متوسطین سے لیکے اونچے طبقہ تک کثر انگلستان وغیرہ کی عورتون مین کوئی باقی ہو گی جو اون کی ملاقات کے واسطے نہین آئی۔ ملکۂ معظمہ کی مصاحبین بھی تشریف لائین یہان تک خود ملکۂ معظمہ دام اقبالہا و دولتہا کی خواہش ملاقات کی ہوئی اور ایک خوبصورتی سے ملکۂ معظمہ سے ملاقات ہوئی کہ جب سے انگلستان کی سلطنت قائم ہوئی ہے کبھی وہان ایسا امر ظہور مین نہین آیا تھا یعنی زنانہ دربار ہوا کہ کوئی مرد وہان نہ تھا اور دربار خاص مین صرف ملکۂ کشور اور دونون شہزادے اور راقم گئے ملکۂ کشور سے تو ملکۂ معظمہ نے ہاتھ ملایا اور خود بیٹھین اور محاذات مین ایک اوسی نہج کی کرسی پر ملکۂ کشور بیٹھین اور مرزا ولیعہد بہادر ایک پہلو مین ملکۂ کشور کے اور ایک پہلو مین مرزا اسکندر حشمت کھڑے ہوئے اور پشت پر ملکۂ کشور کے راقم کھڑا ہوا اوس وقت ملکۂ کشور نے اپنے چہرہ سے

برقع اوٹھایا اور میری پشت پر سر جارج کلارک کھڑے ہوے اس واسطے کہ اوس وقت تک مین بخوبی انگریزی مین گفتگو نہین کر سکتا تھا تاکہ میرے ذریعہ سے ترجمہ ملکۂ کشور کی اور ملکۂ معظمہ کی گفتگو کا کرین اور جب گاڑی سواری ملکۂ کشور کی قصر سلطانی کے برامدے مین پہونچی مجھے حکم ہوا کہ تم اپنے طور پر بند و بست زنانہ کا کرکے ملکۂ کشور کو اوتار کے لیجاؤ اس مین ملکۂ معظمہ نے تین چار بڑی بڑی لیڈیون کو بھیجا وہ ملکۂ کشور کو اوتار کے لے گئین اور جب دونون ملکہ آمنے سامنے بیٹھین اوس وقت راقم نے خریطہ بادشاہ کا گذرانا۔ اوس کو ملکۂ معظمہ نے اپنے ہاتھ مین لے لیا اور جب تک بیٹھی رہین وہ ہاتھ مین رہا۔ قریب پچیس تیس بڑی بڑی لیڈیان اور سب شاہزادیان اور چھوٹے چھوٹے شاہزادے ملکۂ معظمہ کے بائین پہلو پر کھڑے رہے۔ اس مین ملکۂ معظمہ نے بعد گفتگوے ذوق شوق ارشاد کیا کہ میرا بڑا بیٹا یعنی پرنس آف ویلس جو ولیعہد سلطنت برطانیہ اعظم ہین چونکہ پندرہ سولہ برس عمر کے ہین اس واسطے اون کو اجازت یہان آنے کی نہین ہوئی اگر آپ اجازت دیوین تو وہ بھی آوین۔ ملکۂ کشور نے فرمایا آپ کا بیٹا میرا بیٹا ہے آپ بے تکلف اون کو بلا دین بعد اوس کے ملکۂ معظمہ نے دونون شاہزادون کو اور راقم کو حکم دیا کہ اوس کے تیسرے دن ہم تینون آدمی کھانے کی میز پر حاضر ہون اور یہ ایما کی گئی کہ ہر تقریب مین جو ملکۂ معظمہ کے یہان ہوگی ہم تینون شخصون کی طلب ہوا کریگی لیکن تقدیر نے مجاز نہ کیا یعنی دوسرے دن کلکتہ سے تار برقی پر خبر آئی کہ بادشاہ کو قلعہ مین مقید کیا ہے وہ سارا بند و بست جو وہان ہوا تھا سب ملتوی ہوگیا اور قبل حضوری کے ملکۂ معظمہ کے دربار مین ایک اور فتور پیدا ہوا کہ کلکتہ مین مفسدون نے بادشاہ کو ورغلانا کہ راقم کو عہدۂ سفارت سے معزول کرین اور کپتان اوزلی نام ایک شخص جو کسی سخت قصور کے سبب سے ہندوستان مین معزول ہوگیا تھا اوس کو سفیر مقرر کرین بادشاہ نے میری معزولی تو قبول نہ کی مگر کپتان اوزلی کو لقب ایجنٹ ان چیف اور خطاب کرنیل کا عطا کرکے

روانہ کیا اور مجھے لکھا کہ اوس کی نیابت مین کام انجام کرون یہ شخص کپتان اوزلی بعد
معزولی کے ہندوستان مین مجنون بھی ہو گیا تھا اور مشہور ہے من جن ساعة فقد جن ابدا
(جو شخص گھڑی بھر سودائی ہوا وہ ہمیشہ سودائی رہتا ہے)
حرکات اور سکنات اوس کے بالکل جنون کے تھے۔ لندن مین پہونچتے ہوئے
وزراے سلطنت کے پاس جاکے اوس نے درخواست کی کہ راقم کو بادشاہ نے عہدۂ
سفارت سے معزول کیا ہے اور اوس کو سفیر مقرر کیا ہے چونکہ دو تین دن اوس تاریخ مین
باقی تھے جو ملکۂ معظمہ دام اقبالہا کے دربار خاص کے واسطے مقرر ہوئی تھی غرض اوس کی
یہ تھی کہ ملکۂ کشور اور شاہزادون کے ساتھ وہی مجاز حضوری کا ہو اور راقم ممنوع حضوری سے ہو
لیکن اوس کی درخواست پر کچھ اعتنا نہ ہوئی اور جو بندوبست دربار کا قرار پا چکا تھا کہ سوا
ملکۂ کشور کے اور دونون شاہزادون کے اور راقم کے کوئی پانچوان آدمی مجاز حضوری کا نہین
ہوگا وہ بدستور قائم رہا اسی عرصہ مین وہ ذات شریف یعنی کپتان اوزلی مجنون سرشار ہو گئے اور ہسپتال
مین مقید ہوے۔ الغرض جب بادشاہ کے مقید ہونے کی خبر وہان پہونچی اور معلوم ہوا
کہ ہندوستان مین نہایت زور اور شور سے غدر شروع ہو گیا ہے۔ جو تدبیرین مقدمہ
کی درستی کی ہم نے کی تھین وہ سب برہم ہو گئین اور پارلیمنٹ مین جو درخواستین گذری
تھین اپنے مشاورین کی صلاح سے اون کو ملتوی کروا دیا یعنی پیروی اوسکی موقوف
کی حقیقت مین مقدمہ بادشاہ کا بہت ابھرا تھا بہت قراین سے ہم کو نہایت امید ظفر کی تھی
مگر ہندوستان کے غدر نے اوس کو بگاڑ دیا پارلیمنٹ کے دونون ہوس کے بہت بڑے بڑے عمدہ
ممبر ہمارے معین اور مددگار تھے اگر کچھ نہ ہوتا تو اس مین شک نہ تھی کہ دو تین لاکھ روپیہ بادشاہ کا
درماہہ ہو جاتا اور شہر لکھنؤ اور حوالی اوس کے بادشاہ کے قبضہ مین رہتے چنانچہ ابتدا مین جب
ہم ولایت گئے تھے ایک صاحب بہت جلیل القدر جو بورڈ آف کنٹرول مین تھے کہ کمپنی کے
اوپر وہ محکمہ حاکم تھا اونھون نے بطریق پرایویٹ یعنی خانگی طور پر مجھ سے کہا کہ تم نے ناحق اتنا
سفر دور دراز اختیار کیا اب جو یہان آئے ہو تو کمپنی کے ساتھ بندوبست کر لو کمپنی بہت دولتمند ہے

[illegible]

بیان مقید ہونے بادشاہ کے سبب سے اور ہندوستان کے غدر کے سبب سے سب تدبیرین مقدمہ کی برہم ہوگئین اور پارلیمنٹ

دو تین لاکھ روپیہ بادشاہ کا درماہہ کردیگی تم کو بھی تیس چالیس ہزار روپیہ کی جاگیر
دے سکتی ہے یہ خیال خام ہے کہ پارلیمنٹ سے ظفر حاصل ہو۔ اور چونکہ اول
سلطنت کی ضبطی کے وقت ایک عہدنامہ گورنر جنرل نے بھیجا تھا اوس مین لکھا
تھا کہ بارہ لاکھ روپیہ نقد بادشاہ کو دین گے اور تین لاکھ روپیہ کچھ سوار اور پیادہ کی
فوج جلوسی کے واسطے اور کئی لاکھ روپیہ اقربا اور ملازمین کی پنشن کے لیے مقرر ہوگا
اور عزت اور وقعت بادشاہ کی بدستور رہیگی۔ اس کے ساتھ زبانی یہ بھی پیغام تھا کہ اگر بادشاہ ان
راضی نہ ہون تو اضافہ ہو جاے۔ اور جب ہم لوگ لندن مین پہونچے تو کمپنی کی طرف سے یہ بھی
تحریر گئی تھی کہ اگر بادشاہ چاہین تو چھ لاکھ روپیہ کا ملک واگذاشت کر دو کہ اون کے قبضہ مین رہے۔
غرض یہ تھی کہ لکھنؤ اور حوالی اوس کے بادشاہ کے قبضہ مین رہین مگر پہلے تو ہندوستان کے غدر نے
معاملہ خراب کیا۔ پھر بادشاہ کی بے صبری نے بالکل سب ابتر کر دیا کہ وہ عہدنامہ جو پہلے آیا تھا
اوس کو قبول نہ کیا اور بغیر کسی عہدنامہ کے بارہ لاکھ روپیہ قبول کر لیے جو غالباً اونھین کی ذات
تک باقی رہین گے۔ اب کیفیت وہان کے معاملات وقوعی کی بین نقل کرتا ہون۔ جن
تدابیر سے کہ وہان مروج ہین ایسا سامان ہوا کہ سیکڑون عرایض تمام ممالک سلطنت برطانیہ
اعظم سے پارلیمنٹ مین اور ملکہ معظمہ کے حضور مین گذرنا شروع ہوے جس مین بعضی عرضیون پر پانچ ہزار
اور دس ہزار آدمی کے دستخط تھے۔ کسی عرضی مین یہ درخواست تھی کہ بادشاہ اودھ پر بڑا
ظلم ہوا ہے اون کا ملک چھوڑ دینا چاہیے اکثر یہ درخواست تھی کہ بادشاہ اودھ کے مقدمہ کی تحقیقات
عدالت اور انصاف سے کرنی لازم ہے جب لکھنؤ مین غدر بہت طول ہوا اور سیکڑون بڑے بڑے
افسر یہان مارے گئے اب آرا علی العموم لوگون کے بدل گئے اور وہی بڑے بڑے ممبر دونون
ہوس کے پارلیمنٹ مین جو ہمارے معین تھے یہ تقریر کرنے لگے کہ اگر لکھنؤ فتح نہ کیا جاے تو ہماری قوم
کی ناک کٹ گئی اور جب علی العموم ہندوستان کی خبرین متضمن قتل اور خون بڑے بڑے افسرون
کے خصوص جو یہان کے حمقا اور جہلا نے عورتون پر اور لڑکون پر ظلم اور ستم کیے تھے پہونچنی شروع ہوئین

سب نیابت عدل اور انصاف کے جو لوگون کے تھے منقلب ہو گئے - اب تقدیر نے اس
حالت مین ہمارے اس مجمع سفارت مین فتور برپا کر دیا - وہ دربار ملکۂ کشور کا جو بڑی دھوم
دھام سے ہر جمعرات کو ہوتا تھا اوس مین کمی شروع ہوئی اور ملکۂ کشور کا جو عارضہ دائمی
استحاضہ کا تھا اوس مین کچھ زیادتی ہوئی وہ نہایت گھبرائین اور اونھون نے قصد مراجعت
کا کیا لندن سے روانہ ہوئین پارس فرانس کے دارالسلطنت مین پہونچی تھین کہ وہ وہان
قضا کر گئین - تار کے ذریعہ سے جب لندن مین خبر آئی یہان سے راقم اور دونون شاہزادے وہان
پہونچے اور اون کو دفن کیا پارس مین وہان کے شہنشاہ نے ایک قطعہ زمین کا اون قطعات سے جو
مقابر کے واسطے وہان موضوع ہین محاط کر کے اور اوس کے وسط مین ایک کرہ بنام نہاد مسجد
بنا دیا ہے اور وہ قطعہ محاط سلطان روم کے سفیر کے اختیار مین چھوڑا ہے کہ جو شخص اہل
اسلام مین سے اون کے ہمراہیون مین قضا کر جاے وہ وہان دفن ہو - مگر دستور کے
موافق قیمت زمین کی جو متعلق سینوسیل یعنی شہر کے منتظمین سے ہے داخل کرنا ضرور ہے
اور زمین کی قیمت کا یہ حال ہے کہ اگر برس دو برس کے واسطے .... مول لیوے تو قیمت
کم دینی پڑتی ہے بعد برس دو برس کے ہڈیان مردون کی نکال کے کسی غار مین ڈال دیتے
ہین اور زمین خالی کر لیتے ہین اور اگر ہمیشہ کے واسطے زمین مول لیوے اور قبر پر حظیرہ
وغیرہ بناوے تو قیمت بہت دینی پڑتی ہے غرض پہلے تو استجازت روم کے سفیر سے
کی گئی بعد اون کی اجازت کے وہان لیجا کے دفن کیا اوس وقت تک اوس احاطہ
مین کوئی مسلمان مدفون نہین ہوا تھا - چار پانچ گز کا مربع ایک قطعہ زمین کا دس ہزار روپیہ کو خرید کیا
ارادہ تھا کہ اوسپر کوئی حظیرہ بنوایا جائیگا - چنانچہ صرف ایک سنگ مرمر کا چبوترہ وہان
بنوایا گیا تھا اوس مین تین ہزار روپیہ خرچ ہوے - لاش ملکۂ کشور کی اس دھوم دھام
سے اوٹھائی گئی کہ اگر لکھنؤ مین ہوتین تو اس عظمت اور شوکت سے گمان نہین ہے
کہ اوٹھتی سلطان روم کے سفیر اور بادشاہ ایران کے سفیر اور بعضے عمدائے فرانسیس کی

سلطنت کے اور بہت سے امرا اور اجلہ وہان کے ہمراہ تھے سیکڑون گاڑیان سواری کے ساتھ تھین
اور اوس مہمانسرا سے جہان اقامت تھی مقابر تک قریب چار یا پانچ میل کا فاصلہ تھا چنانچہ
برابر اوس رستہ مین دو رویہ تماشائیون کی ایک ٹٹی تھی مثل مشہور ہے کہ اگر تھالی پھینکتے تو سر ہی
پر جاتی بعد فراغت کے دفن سے جب اقامت گاہ پر پھر کے آئے اوس وقت شہنشاہ نے ایک
کسی کو اپنے وزراؤن مین سے تعزیت کے واسطے بھیجا اور پیغام دیا کہ شہنشاہ چاہتے
ہین کہ دونون شہزادون کو لیکے اون کے دربار مین راقم حاضر ہو چونکہ بدون توسط اپنی سلطنت
کے سفیر کے اور بدون اون کی اجازت کے راقم کی راے مین حضوری اون کی دربار
مین مناسب نہ تھی جواب اوس کا دوسرے روز پر ملتوی رکھا اور دوسرے دن راقم
قصر سلطنت مین حاضر ہوا ایک بڑے وزراؤن مین شہنشاہ کے تھے جن کو ہماری
ہندوستان کی اصطلاح مین عرض بیگی کہنا چاہیے اون کے پاس مین گیا جہان
وہ بیٹھے تھے وہ بہت بڑا دالان تھا بیچ مین ایک پردہ پڑا ہوا تھا پردہ کے اوس
طرف خود شہنشاہ بیٹھے تھے ظاہر اس واسطے کہ جو کچھ گفتگو ہو وہ خود سنین۔ راقم نے
عرض کیا کہ ہمارے شاہزادون کو شہنشاہ کے حضور مین حاضر ہونا نہایت اون کا
موجب فخر اور اعزاز کا ہے اور گویا وہ تقریب نہایت مسرت کی ہے ایسی مسرت
کی تقریب مین اپنی اس حالت ماتمداری مین جس مین اللہ تعالے نے اون کو مبتلا
کیا ہے شہنشاہ کے دربار مین حاضر ہونے کو خلاف ادب سمجھتے ہین امید یہ ہے کہ
اس عدم حضوری کو شہنشاہ معاف کرین۔ بعد اوس کے راقم نے عرض کیا کہ ملکہ کشور
کا اس سفر دور و دراز مین آ کے شہنشاہ کے دار السلطنت مین قضا کرنا یہ دلیل اسپر ہے کہ وہ
مستغاثی اون مظالم کی جو اون پر واقع ہوے خدا کی درگاہ مین شہنشاہ کے ذریعہ سے ہوئی
ہین اس واسطے ہم لوگ امیدوار ہین کہ شہنشاہ ہم لوگون کی حق رسی کی اعانت فرماوین۔ مگر
اعانت دوستانہ سلطنت برطانیہ اعظم کے ساتھ ہمین مطلوب ہے معاندانہ اعانت کی درخواست

شہنشاہ کی طرف سے ایک وزیر تعزیت کے واسطے آنے اور راقم کو اور دونون شاہزادون کو اپنے دربار مین طلب کیا

راقم کا قصر سلطنت مین وزیر اعظم کے پاس جانا اور شہنشاہ کے حضور شاہزادون کی حضوری کا عذر کرنا اور درخواست شہنشاہ کی مدد و اعانت کی مقدمہ مین

نہین ہے بعد اوس کے راقم نے اونھین وزیر سے کہا کہ مین امیدوار ہون کہ اس کا جواب شہنشاہ دیوین اوس سے مجھکو اطلاع ہو دوسرے یا تیسرے دن ایک خط حسب الحکم شہنشاہ کے اونھون نے مجھے لکھا اوسکا عجب گول گول مضمون تھا خلاصہ اوس کا یہ تھا کہ شہنشاہ کی دل سے خواہش ہے کہ سارے عالم کے اقوام اپنے حق کو پہونچین اور اگرچہ اعانت ہماری موقوف بہت بکھیڑون پر ہے مگر شہنشاہ کو یقین واثق ہے کہ سلطنت باشوکت برطانیہ اعظم کی خواہ مخواہ خود دادرسی کریگی۔ بعد اوس کے جب ہمارے مرزا ولی عہد بہادر مجھ سے مخالف ہو گئے اونھون نے پارس مین جا کے اقامت کی جس کی شرح مین آیندہ لکھونگا ظاہرا وہان اون کے ہمراہیون نے فکر کی کہ شہنشاہ کے دربار مین اون کو لیجاوین اور درخواست اون کی شہنشاہ کے پاس پہونچی۔ اون کی ملاقات تنہا شہنشاہ نے منظور نہ کی اور پھر اونھین وزیر کا خط حسب الحکم شہنشاہ کے میرے پاس لندن مین آیا اس مضمون کا کہ آج کل شہنشاہ کو فرصت ہے۔ تم اپنے شاہزادہ کو لیکے دربار مین حاضر ہو۔ مگر اوس عرصہ مین راقم ایسا حوادث غیر متوقعہ مین مبتلا ہو گیا کہ نوبت وہان جانے کی نہ آئی الغرض وہان سے معاودت کرکے پھر لندن مین آئے یہان مرزا جواد علی سکندر حشمت بہادر نہایت مریض ہوے اور پورے ایک مہینے کے بعد ملک کشور کے قضا کرنے سے وہ بھی قضا کر گئے اون کا عارضہ عجیب اور غریب ہوا۔ ایک دنبل اون کے مبرز پر بہت پچھلے دنون مین نکلا تھا کہ وہ ناسور ہو گیا تھا کبھی اوس کا بہنا بند ہو جاتا تھا تو پھر دنبل ہو کے یکبارہ پھوٹتا تھا پھر جب بہنے لگا تو تسکین ہو جاتی تھی ایکی دفعہ اوسی ناسور نے بڑا زور کیا کہ اوس کے سبب سے تپ محرقہ ہوئی آخر ش اوسی عارضہ مین قضا کر گئے۔ اس عارضہ کی اون کے کیفیت نہایت موجب عبرت ہے مرزا سکندر حشمت مزاج کے نہایت خلیق اور بامروت تھے اور بہت سے صفات مستحسن کے متصف تھے لیکن مذہب تشیع مین اون کو نہایت تعصب اور غلو تھا چنانچہ کمال جہالت سے اونھون نے ایک طشت چاندی کا یا تانبے کا بنوایا تھا اوس پر خلفاے ثلثہ رضوان اللہ علیہم اور اور

شہنشاہ کی ملاقات کا تذکرہ اور پیرس مین اون کا جانا

مرزا سکندر حشمت کا قضا کرجانا اور شہنشاہ کے بعد اون کا قضا کرنا

بزرگان دین کے نام کندہ کروائے تھے اور وہ طشت ہمیشہ پاخانہ کی چوکی مین لگا رہتا تھا
قطع نظر اوس بے ادبی کے بزرگان عظام کے اسما سے حروف وہ جن سے قرآن شریف لکھا جاے
میرے زعم مین شیعہ کے مذہب مین بھی یہ بے ادبی اون حروف سے جایز نہ ہوگی۔ بہر صورت
میرے عقیدہ مین اللہ تعالے نے اوسی بے ادبی کے انتقام کے واسطے اون کے مبرز بنا سو پیدا
کیا اور اوسی عارضہ مین قضا کر گئے تا کہ اوروں کو عبرت ہو واللہ علی کل شئی قدیر۔ الغرض اون کی
لاش کو راقم لندن سے پارس مین لے گیا اور اون کو بھی اوسی دھوم دھام سے جو ملکۂ کشور کی
لاش کے اوٹھانے مین ہوئی تھی اونھین کی ماں کے پہلو مین دفن کیا اور جب ہم لوگ سب
لندن مین پھر کے آئے۔ اب راقم عجب تشویش اور تردد مین مبتلا ہوا مفسدون نے ابتدا ہی مین
مرزا ولیعہد بہادر کو اور ملکۂ کشور کو میری طرف سے برہم کر رکھا تھا مگر صرف مرزا سکندر حشمت
البتہ مجھ سے موافق رہے اور وہ دونون بہت منحرف تھے اور انواع طرح کے وہان مفاسد برپا کیے
کہ شرح اون جزئیات کی بہت طول ہے لیکن بادشاہ کے احکام تاکیدی پہونچنے کے سبب سے کچھ
کسی کی چل نسکی تھی۔ اب ملکۂ کشور کے اور جنرل سکندر حشمت کے قضا کرنے سے ولیعہد جو
شروع شباب مین تھے یعنی سترہ یا اٹھارہ برس کی اون کی عمر تھی مفسدون نے اون کا
مزاج میری طرف سے برہم کرنا شروع کیا۔ ملکۂ کشور کا جو کچھ مال جواہرات اور نقدی تھا
وہ تو سب اون کے ہمراہی چکھ گئے تھے۔ اب درپے ہوے کہ جنرل سکندر حشمت کا مال اور
کچھ نقد روپیہ بادشاہی جو مقدمہ کے مصارف کے واسطے جنرل صاحب کی تحویل مین تھا
اوس کو بھی اوڑا دین۔ چونکہ مین نے خود کلکتہ سے روانگی کے وقت تحویل کا اپنے اختیار
مین لینا قبول نہین کیا تھا اس واسطے بادشاہ نے جنرل صاحب کو سب روپیہ سپرد کیا
تھا۔ اب مین یہ سمجھا کہ اگر مین اوس کی حفاظت نہ کرون تو بادشاہ مواخذہ کرینگے اس واسطے جو روپیہ
جنرل صاحب کی تحویل مین باقی تھا اوس کو اور کل اونکے اسباب کی فہرست لکھا کے اپنے
قبضہ مین کیا اور ملکۂ کشور کے یہان کے لوگون نے بھی چاہا تھا کہ اون کے متروکات کی بھی مین فہرست

مفسدون نے مرزا ولیعہد کا مزاج میری طرف سے برہم کیا

لکھواؤن لیکن اوس مین مین نے مداخلت نہ کی اس واسطے کہ وہان تعلیمات مالانیہ تھے کیسے جواہرات کے عوض مین جہوٹے رکھے گئے تھے اوراون کی سرکار کے نقدی کے حساب مین جرنل صاحب کی زندگی مین ایک بزرگوار آٹھ ہزار روپیہ نقد داخل کرتے تھے اور ایک فرد حساب کی ساٹھ ستر ہزار روپیہ کی دیتے تھے اس شرط پر کہ اون کو فارغ خطی لکھدی جاوے چونکہ مدات اوس حساب کے سب مہمل تھے میرے مشورے سے جرنیل صاحب نے فارغ خطی دینے سے انکار کیا اونھون نے جو روپیہ داخل کرتے تھے نہ دیا اب جرنل صاحب کے قضا کرنے کے بعد پھر مجھ سے اونھون نے درخواست کی کہ اگر فارغ خطی مین لکھدون تو وہ روپیہ داخل کرین۔ مین نے جواب دیا کہ رسید البتہ اوس روپیہ کی مین دونگا اور حساب اونکا داخل کیا ہوا بادشاہ کے پاس بھیجدونگا اگر وہان سے حکم فارغ خطی دینے کا آویگا اوس وقت مین فارغ خطی لکھدونگا۔ غرض اونھون نے وہ روپیہ بھی نہ دیا۔ اور چونکہ مرزا اسکندر حشمت کی سرکار مین چندان غبن اور تصرف نہ تھا اوس کو مین اپنے اختیار مین لایا۔ اب مفسدون نے مرزا ولیعہد بہادر کو سمجھایا کہ سب مال و اسباب مرزا سکندر حشمت کا وہ مجھ سے طلب کرین مین نے اون سے عرض کیا کہ اس قدر توقف فرماییے کہ بادشاہ کے پاس سے جواب آوے سب مال و اسباب تو آپ ہی کا ہے آپ گھبراتے کیون ہین مفسد لوگ جانتے تھے اور اون کو خود بھی یقین تھا کہ بادشاہ اون کی بے اختیاری اور میرا اختیار لکھین گے اور سب لوگون سے محاسبہ سمجھنے کا مجھے حکم آویگا تو وہ سب چاہتے تھے کہ قبل حکم بادشاہ کے آنے کے جو کچھ ہے اوس کو اوڑا اوڑا دیجیے مجھ پر جبر کیا جب مین نے نہ قبول کیا تو جھٹ عدالت مین میرے نام پر نالش کروادی مین نے جواب دہی مین یہی لکھا کہ مین منتظر بادشاہ کے حکم کا ہون اور بدون بادشاہ کے حکم کے مجھے احتمال بادشاہ کی بازپرس کا ہے۔ چونکہ ظاہر مین راقم شخص اجنبی تھا ولیعہد کے موجود ہوتے ہوے مجھے جرنل صاحب کے ترکہ پر کچھ استحقاق نہ تھا اور ہندوستانی رئیسون کے دستورات سے وہان کے لوگون کو کچھ اطلاع نہ تھی صرف بقدر میرے درباہے کے اور میرے ہمراہی عملہ کے بابت چھ مہینے آیندہ کے حاکم عدالت نے

[illegible]

میرے ہاتھ مین چھوڑ کے حکم کیا کہ سب نقد عدالت مین جمع کردو اور سب مال و اسباب ولیعہد کے سپرد کر دینے کا حکم کیا چونکہ سب جانتے تھے کہ عنقریب بادشاہ کا حکم میرے تفویض اور اختیار کا آویگا ولیعہد کو بہکا کے سارا مال و اسباب لیکے لندن سے روانہ ہوگئے اور پارس مین جاکے اقامت کی۔ بعد اون کی روانگی کے بادشاہ کا حکم میرے نام پر سب مال و اسباب ملکہ کشور کا اور جرنیل سکندر حشمت کا اپنے اختیار مین لینے کا اور مواخذہ اور محاسبہ سب لوگون سے کرنے کا اور ولیعہد کی حفاظت کا اور مفسدون کو اون کے پاس سے اخراج کرنے کا پہونچا اور گورنر جنرل کو بادشاہ نے خط لکھا کہ ولایت کے حکام کو اطلاع کرین کہ وہ ہر طرح سے میری اعانت کرین مگر اب کیا فایدہ ولیعہد مع سب مفسدون کے وہان سے چلے گئے تھے اگرچہ ممکن تھا کہ مین پارس مین جاکے مفسدون کی دار و گیر کرتا مگر ایک تو اپس کے نزاع کو ایسی حالت نازک مین طول کرنا کہ دوسرے سلطنت تک نوبت پہونچے اور ولیعہد کے توجب بدنامی ہونا مناسب نہ تھا دوسرا یہ امر کہ میرے پاس ایک حبہ باقی نہ رہا جو کچھ تھا ولیعہد لے کے چل دیے مین خود وہان مبتلا عسرت مصارف مین ہوا پارس مین جاکے مقدمے لڑانے کی کس کو طاقت تھی مقدمہ کا صرف تو جدا رہا مین اپنے مصارف ذاتی مین تنگ ہوا اور نوبت قرض لینے کی پہونچی اور اسی مجبوری سے مین جعلسازون کے ہاتھ مین پھنس گیا اور چونکہ اوس ملک کے جعلسازون اور فریبیون مین ہمارے ملک کے جعلسازون سے زمین آسمان کا فرق ہے اور میرا گمان یہ ہے کہ فریبی اور جعلساز لوگون کو وہی پہچانے گا جو خود بھی اوس کو چہ سے عاری نہ ہو اور ہمارے ملک کا کیا ہی کوئی تجربہ کار کیون نہو اون ممالک مین نئے تجربون کی حاجت ہے اس سبب سے میرا پھنس جانا اون کے ہاتھ مین محل تعجب نہ تھا۔ الغرض جب مین ایسی تنگی اور عسرت مین مبتلا ہوا جس شوکت اور عظمت سے وہان قریب دو برس کے گذرے تھے دفعتہ مصارف اوس کے موقوف کر دینا عقل کے اور مصلحت کے خلاف معلوم ہوا اپنی جو کچھ جایداد ذاتی نقد کی جنس سے تھی

[حاشیہ: ولیعہد سب مال و اسباب لیکے لندن سے پارس گئے [illegible]]

[حاشیہ: [illegible] اور ولیعہد [illegible]]

[حاشیہ: [illegible] جعلسازون کے ہاتھ [illegible]]

وہ سب خرچ ہوگئی ایسے وقت مین بعضے ایسے غیر طلب محبت سے اور اعانت سے پیش آئے کہ
مجھکو نہایت ممنون کیا ایک صاحب ان مین ایسے تھے کہ ہندوستان مین بڑی ناموری کے عہدہ
پر تھے اور لاکھون روپیہ کما کے یہان سے لے گئے تھے اگرچہ ہندوستان مین مجھسے اور اونسے ملاقات
نہین ہوئی تھی مگر اون کی ناموری کلکتہ مین راقم نے بہت سنی تھی اور لندن مین بہت بڑے بڑے
نامور لوگون کی آمد و رفت اون کے یہان تھی وہ بھی لوگون کے یہان آتے جاتے اور نامور لوگ بھی اونکے یہان آتے جاتے تھے
بعضی بعضی پارلیمنٹ کے سردارون سے وہ ذریعہ میری ملاقات کے ہوے خواہ اپنے یہان دعوت کرکے
اون کو بلایا اور مجھے بھی شریک کیا یا وہ خود اون کے یہان مدعو ہوے اور مجھکو مدعو کروایا اور
بہت سی تدبیرین ہمارے مقدمہ کی درستی کی اونھون نے کین ایسے وجوہ سے کسی طرح کا شبہہ
جعل سازی کا اون کی طرف سے میرے دل مین نہ آیا اور جب میرا ارادہ ہوا کہ کچھ اپنا اسباب
منقولہ رہن یا بیع کرکے کچھ روپیہ بہم پہونچاؤن اونھون نے کہا استغفر اللہ اسباب کے رہن اور بیع
کی کیا حاجت ہے جس قدر روپیہ مطلوب ہے ہم بے تکلف لے آوین گے چونکہ اوس وقت
مجھے پانچ ہزار روپیہ مطلوب تھا پانچ قطعہ کاغذ اسٹام کے اونھون نے پیش کیے جس کو
وہان کی اصطلاح مین بل آف اکسچینج کہتے ہین اس غرض سے کہ سو سو پونڈ کے واسطے کہ ہزار ہزار
روپیہ ہے ایک ایک بل ہوگا اسکو دستخط کر دیجیے ہم روپیہ ابھی لیے آتے ہین میرا گمان ہو
کہ وہ روپیہ اپنے گھر سے دیتے ہین مطلق جعل سازی کے ارادہ کا وہم بھی نہ تھا چونکہ وہان
کے دستورات سے بالکل ناواقفیت تھی اور بل آف اکسچینج کا حال بھی یہی سنا تھا کہ سادے کاغذ
پر لوگ دستخط کر دیا کرتے ہین اور قرض دینے والے اس نظر سے سادے کاغذ پہ دستخط کرواتے ہین کہ
اگر قرضدار کچھ ادائے قرض مین بد دیانتی کرے تو وہ بھی رقم قرض کی بڑھاوین خصوص جب اجنبی
آدمی قرض کا خواستگار ہو تو ظاہرا اکثر ایسا کیا کرتے ہین اور اصل یہ ہے چونکہ اون لوگون پہ نہایت اعتماد
ہوگیا تھا اور وہ دو آدمی سالے بہنوئی تھے اور اون کی بی بیان سب بہت بے تکلف راقم کے
ساتھ ہوگئین تھین وہ سب اور اون کے لڑکے بالے سب مجھ سے بہت محبت کرتے تھے کسی طرح کا کھٹکا

اور شبہ حیل اور فریب کا میرے دل مین نہ رہا اور اوس وقت یہ بھی مفصل مجھے معلوم نہ تھا کہ کس
مقدار کا اشٹام کتنے قرض کے واسطے وہان درکار ہوتا ہے کچھ اس کا بھی تجسس نہ کیا بالکل اونھین
لوگون کے اعتماد پر چھوڑ کے اون پانچون قطعہ اشٹام پر اپنے دستخط کر دیے اور اونھون نے فوراً پانچ ہزار
روپیہ لا دیے اوسکے بعد پھر مجھے کچھ روپیہ کی ضرورت ہوئی۔ بتدریج چھ ہزار روپیہ اور اونھون نے
لا دیے اور ایکی دفعہ یہ بھی درخواست نہ کی کہ کسی کاغذ پر مین دستخط کرون اس عرصہ مین بادشاہ
نے قریب ساٹھ ہزار روپیہ کے گورنر جنرل کی معرفت مجھے بھیجے۔ جب یہ روپیہ آیا تو راقم نے ایک
چٹھی اون کے نام پر لکھی اور بہت شکریہ اون کی محبت اور اعانت کا لکھ کے لکھا کہ کل مع اون
کاغذات کے جو مین نے دستخط کر دیے ہین آپ تشریف لائیے مین قرض کا روپیہ ادا کرون اونھون
نے کہا کہ وہ کاغذات تو حسب الاسم ہم نے تم سے لکھوا لیے تھے کچھ فکر اس کی حفاظت کی نہین رہی
وہ گم ہو گئے ملتے نہین ہین تب فی الجملہ میرے دل مین کھٹکا پیدا ہوا مین نے اصرار اون کی
واپسی پر کیا۔ میرے بہت اصرار پر اونھون نے کہا کہ تم گھبراتے کیون ہو اگر کچھ تمھارے دل مین شبہ
پیدا ہوا ہے تو ہم اوسی طرح کے سادے کاغذ تم کو دستخط کر کے دیدین اگر ہماری طرف سے کچھ بد دیانتی
ہو تو تم بھی جو چاہو اون کاغذات پر جو ہم دستخط کر کے دیوین لکھ لیجیو راقم اس امر پر مطمئن ہو گیا۔ جب
اونھون نے اوسی طرح سے سادے کاغذ مجھکو دستخط کر کے دیے مین نے وہ گیارہ ہزار روپیہ ادا
کر دیا اور پھر بدستور وہی صحبت اور ملاقات باہم رہی۔ اب کچھ تھوڑی سی کیفیت بادشاہ کی طرف کی لکھنا واسطے
انتظام سوانح نگاری کے ضرور ہے جب ٹیلیگراف کے ذریعہ سے خبر بادشاہ کے مقید ہونے
کی پہونچی اور سب اخبارون مین چھپا کہ بادشاہ بلوائیون کے ساتھ شریک ہو گئے۔ اس
سبب سے مقید ہوے راقم فوراً انڈیا ہوس جو ایسٹ انڈیا کمپنی کی کچہری کا نام تھا وہان
گیا۔ اوس عرصہ مین مسٹر منگل نام ایک صاحب چیرمین کورٹ آف ڈائرکٹرز کے تھے جو ہندوستان
مین گورنر جنرل کے سکریٹری بھی رہے تھے اون سے جا کے پوچھا کہ بادشاہ ہمارے کیون قید ہوگئے
آیا کچھ جرم اون سے واقع ہوا یا صرف احتیاطاً پہلے تو اونھون نے کہا اب تک کوئی خبر ہمارے پاس

(حاشیہ: بادشاہ کے قید ہونے کی خبر [illegible])

نہین آئی بعد رد و کد کے کہا صرف احتیاطاً مقید کیا ہے۔ مین نے عرض کیا بہت مناسب ہوا
لیکن مکاتبات ہمارے ساتھ اون کے جاری رہین اور بادشاہ پر تکلیف کسی نہج کی قلعہ مین نہو
دونون امر کو قبول کیا مگر مکاتبات کے بارہ مین یہ شرط کی کہ کھلے ہوے خطوط ادھر سے بہی اور ادھر سے
بہی آوین جائین راقم نے ایک عرضی اوسی وقت بادشاہ کے حضور مین اس مضمون کی لکھی کہ حضور بے تکلف
جو کچھ وہان واقع ہو لکھے کے اوسی طرح سے کھلا ہوا خط گورنر جنرل کے پاس بھیجدیا کیجیے اور کسی امر
کے لکھنے مین خوف اور دریغ نہ کیجیے۔ اور قلعہ مین تشریف رکھنے سے کچھ گھبرائیے نہین جو کچھ ہوا
اوس وقت مین بہتر ہوا۔ غرض بادشاہ نے جب تلک قلعہ مین تشریف رکھی برابر میرے عرایض
اون کے پاس ہر میل مین یعنی جو ڈاک ہندوستان کی جاتی تھی پہونچا کیے۔ اور بادشاہ کے حکمنامہ
میرے پاس آتے رہے اس عرصہ مین کمپنی کی حکومت ہندوستان سے موقوف ہوئی جس کی
شرح چوتھے باب مین ہو چکی اور لارڈ اشانلے وزیر ہندوستان کے مقرر ہوے تھوڑے عرصہ کے
بعد جب لکھنؤ کے فتح ہونے کی خبر بلوائیون کے ہاتھ سے پہونچی تب راقم نے بادشاہ کی رہائی کی وزرا
سے درخواست شروع کی امروز فردا کا جواب ہوا کیا۔ اتنے مین وزرا کنسرویٹو پارٹی کے معزول اور
لبرل پارٹی کے وزرا مقرر ہوے اوس وقت لارڈ اشانلے جو وزیر ہندوستان کے
تھے اونھون نے سرفریزر اے کیلے کے نام جنھون نے ہماری وزارت استعفا کی پارلیمنٹ مین
پیش کی تھی اور وزراے معزول کے ساتھ اٹرنی جنرل تھے کہ وہ بھی ایک وزارت کا
منصب ہے ایک چٹھی لکھی اس مضمون کی کہ آپ کی ڈاک جو ہندوستان سے آئی ہے
اوس سے معلوم ہوا کہ بادشاہ کی رہائی زیر تجویز تھی یقین ہے کہ اگلی ڈاک مین خبر
اون کی رہائی کی آویگی اور جو وزیر میری جگہ پر مقرر ہوا ہے اوس کو بادشاہ کے واسطے معقول
بندوبست کرنے کا مین نے سمجھا دیا ہے اونھون نے وہ چٹھی اپنی چٹھی مین ملفوف کرکے میرے پاس
بھیجدی راقم نے فوراً نقل اوس کی اپنی عرضی مین بادشاہ کے پاس روانہ کی اور لکھا مجھے امید ہے
کہ یہ میری عرضی قصر سلطانی مین حضور کے پاس پہونچیگی مین امیدوار ہون کہ بجز قلعہ سے باہر

وزیر ہندوستان کی چٹھی آئی کہ بادشاہ کی رہائی
بہ زیر تجویز ہے اگلی ڈاک مین خبر رہائی کی آویگی

تشریف لانے کے مجھے اطلاع ہو کہ مین مقدمہ کی پیروی پھر شروع کرون - پہلا حکمنامہ میرے پاس پہونچا کہ بادولت قلعہ سے باہر آئے اب تم مقدمہ کی پیروی شروع کرو - اوس کے دو ہفتہ کے بعد ایک حکمنامہ پہونچا کہ کچھ ضرورت تمھارے حاضر ہونے کی یہان داعی ہوئی فورًا اپنے تئین یہان پہونچاؤ معلوم ہوا بادشاہ نے پنشن قبول کرنے کی گورنر جنرل کو درخواست دیدی اور چونکہ اوس کا عطا وہان سے محول میری معزولی پر عہدہ سفارت سے ہوا تیسرا حکمنامہ میری معزولی کا جاری ہوا اور ظاہرا گورنر جنرل کی درخواست سے اخبارون مین اشتہار دیا گیا کہ فلانا شخص عہدہ سفارت سے معزول ہوا کوئی اوس کی درخواست اور اوس کا دعوے بادشاہ کی طرف سے کسی محکمہ مین لایق پذیرائی کے نہین ہوگا اب راقم آمادہ مراجعت کا ہوا تب معلوم ہوا کہ ہمارے احباب نے اون پانچون قطعہ اسٹام مین جعل کیا ہے - ایک قطعہ پر چھ ہزار پانسو پونڈ کا ایک بل آف اکسچنج کا بنا کے ایک شخص سے روپیہ لے لیا جسکا پینسٹھ ہزار روپیہ ہوا اور اوس شخص نے فورًا عدالت مین استغاثہ اوس کا میرے اوپر پیش کر دیا اور چار قطعہ پر ہزار ہزار پونڈ یعنی دس دس ہزار روپیہ کا بل آف اکسچنج بنایا مفصل ساری کہانی اس استغاثہ کی لکھنا ناحق ایک دردسر ہے - خلاصہ یہ ہے کہ سب استغاثون کی جوابدہی کے سبب سے پانچ چھ برس مین گویا وہان مقید ہو گیا پہلا استغاثہ جو پیش ہوا اوس مین جعل بخوبی ثابت ہوا اور چیف جسٹس عدالت کامن پلی نے باتفاق ارباب اسپیشل جیوری کے تجویز کیا کہ اوس مقدمہ مین جعل بھی ہوا اور مدعی نے باوصف جعل سے آگہی کے روپیہ دیا اس واسطے مقدمہ کو ڈسمس کیا مگر مدعی نے تجویز ثانی کی درخواست کی وہ اوسی عدالت کے اجلاس کامل مین پیش ہوئی - ایک دس عدالت کے حاکم کی راے میرے مخالف تھی اس سبب سے تجویز ثانی منظور ہو گئی - اتنے مین ایک اور شخص نے دس ہزار روپیہ کی نالش کی وہ بھی مقدمہ مدعی کی غیر حاضری عمدی سے نن سوٹ ہوا اگر اوس کو اختیار پھر استغاثہ کا حاصل تھا اور اول مقدمہ مین جو حکم تجویز ثانی کا ہوا تو اوسی حاکم کے

سامنے جس کی راے کچھ میرے مخالف تھی اور ایک دوسری اسپیشل جیوری کے سامنے ایک
برس کے بعد پہلے فیصلہ سے پیش ہوا اور پھر نئے سر سے تحقیقات شروع ہوئی ابکی دفعہ بارہ
آدمیون نے ارباب جیوری مین سے یہ تجویز کیا کہ اس مقدمہ مین جعل ہوا ہے مگر گیارہ آدمی متفق
تھے کہ مدعی مقدمہ کا جعل ہونے سے آگاہ تھا صرف ایک شخص اس امر مین مختلف الراے ہوا اور
اوس کے ذہن مین یہ جما کہ مدعی کو جعل کی اطلاع نہ تھی اور غالب گمان ایسا ہوتا ہے کہ وہ شخص مدعی کا
جانبدار ہوگیا۔ موافق دستور کے ارباب جیوری آدھی رات تک مقید رہے کہ ایک امر پر متفق الراے
ہوجائین وہ ایک شخص ہرگز اس امر پر متفق نہ ہوا اوس جیوری کی برخاست ہوگئی اور حکم ہوا کہ پھر
نئے سر سے مقدمہ کی تحقیقات ایک اور نئی جیوری کے سامنے ہو۔ اس عرصہ مین میری طرف سے
بڑی عدالت چنسری مین درخواست ہوئی تھی کہ وہ پانچون بل آف اکسچنج کے جو ایک شخص نے جعلی
بنائے ہین وہ عدالت مین طلب ہوکے باطل کیے جاوین۔ یہ دعوے ایک حاکم ماسٹر آف رال
کہلاتے ہین اون کے محکمہ مین پیش تھا پہلے اوںھون نے صدور حکم کا اوس درخواست
پر اوس پہلے دعوے کے ختم ہونے پر ملتوی کیا۔ جب اوس دعوے کی وہ نوبت پہونچی جس کا
ذکر ہم نے کیا ہے تب اوںھون نے وہ چار بل جو دس دس ہزار روپیہ کے تھے اون کو
تو عدالت مین طلب کرکے منسوخ کیا اور وہ پہلا بل جو پینسٹھ ہزار روپیہ کا تھا اوس کو
منسوخ نہ کیا اوس کے واسطے حکم دیا کہ بدستور نئے سر سے کامن پلی کی عدالت مین
فیصلہ ہو۔ اب اس مقام پر ذکر اپنے تعلقات کا لندن مین ایسٹ انڈیا کمپنی کے ساتھ
اور بعد معزولی کمپنی کے ہندوستان کی حکومت سے وزراے سلطنت کے ساتھ جو تھا
ضرور ہوا اس واسطے کہ وہی تعلقات موجب میری بربادی اور تباہی کے ہوے جب
ابتدا مین راقم لندن مین پہونچا ہے کورٹ ڈایرکٹرز کے محکمہ مین اس امر پر گفتگو ہوئی کہ راقم
فارسی دفتر گورنر جنرل کے میرمنشی کے عہدہ سے برخاست ہوا ہے اس نظر سے سفارت
بادشاہ کی منظوری کے لایق ہے یا نہین۔ اس مباحثہ مین باتفاق یہ تجویز ہوا کہ چونکہ گورنر جنرل نے

چار بنک جعلی عدالت کے حکم سے باطل ہوئے مگر جسکی تجویز ثانی منظور ہوئی تھی اوسکے باطل کرنے کا حکم اوس کے ختم پر رہا

کوائف میرے تعلقات کے کمپنی اور وزراے سے جو باعث میری بربادی اور تباہی کے ہوے

اس امر پر کچھ اعتراض نہین کیا ہے بلکہ سفارش کی ہے کہ سفرا کی تعظیم اور توقیر مین کوئی امر فروگذاشت نہو۔ اور منجملہ کورٹ ڈیرکٹرز کے ممبرون کے ایک سر فرڈرک کری بھی تھے جنھون نے گورنمنٹ کے سکریٹری ہونے کی حالت مین مجھے برخاست کیا تھا اونھون نے وہان ظاہر اظہار کیا کہ میری برخاست اوس عہدہ سے قصور کے ثبوت سے نہین ہوئی چونکہ فارسی دفتر مین ایک فتور واقع ہوا تھا اور مین اوس دفتر کا سردار تھا اس واسطے میری برخاست ہوئی تھی۔ اس نظر سے میری سفارت منظور ہوئی اور ہر طرح کے مراسلات اور مطارحات کمپنی کے قیام تک کورٹ آف ڈیرکٹرز کے ساتھ اور بعد برخاست کمپنی کے اور اون کے حالت قیام مین بھی سلطنت کے وزرا کے ساتھ جاری رہے اور راقم کو جب بادشاہ نے سفارت کے عہدہ سے معزول کیا تب بھی مین مورد مراحم اور شفقت رہا چنانچہ انھین جعل کے مقدمہ مین جو راقم کے اوپر پیش تھے ہر طرح کی وزیر ہند کی طرف سے میری اعانت رہی پہلا مقدمہ جعل کا جب ڈسمس ہوگیا تو مین نے ارادہ کیا کہ فورًا لندن سے مین ہندوستان کی طرف معاودت کرون اس واسطے ہندوستان کے وزیر کے پاس مین نے ایک درخواست گذرانی کہ میرا ارادہ معاودت کا ہے لیکن مین یہان قرضدار ہوگیا ہون اگر پندرہ ہزار روپیہ نقد مجھے عطا ہون اور جہاز کی سواری کا اجازت نامہ ملے تو مین یہان سے روانہ ہوجاؤن۔ ہندوستان مین پہونچ کے یہ رقم مع جہاز کے کرایہ کے بادشاہ سے مین دلوا دونگا اگر بادشاہ نہ دینگے تو جس طرح سے ممکن ہوگا مین اپنے پاس سے ادا کرونگا۔ اوس کے جواب مین ایک خط حسب الحکم وزیر ہندوستان کے میرے نام پر آیا کہ پندرہ ہزار روپیہ تمھارے قرض کے ادا کے واسطے بھی دیا جائیگا اور جہاز کی سواری کا بھی اجازت نامہ ملے گا اور ہندوستان مین تم سے مواخذہ اوس کی ادا کا نہین ہوگا مگر اس شرط پر کہ جعل کے مقدمہ کی جو مدعی نے تجویز ثانی کی درخواست کی ہے جب وہ مقدمہ بالکل ختم ہوجائے تب تم یہان سے روانہ ہو۔ اس کے جواب مین راقم نے لکھا کہ مجھکو یہان توقف کرنے مین کچھ عذر نہین ہے لیکن بادشاہ نے میری اعانت سے

عزم راقم روانگی اور وزیر ہندوستان کا روپیہ [illegible]

ہاتھ کھینچا ہے میری بیان بسر کس طرح سے ہوگی۔ اوس کے جواب مین دس پونڈ فی ہفتہ میرے خرچ
کے واسطے معین ہوے جسکے چار سو روپیہ مہینہ سے کچھ زیادہ ہوا اور سارے میرے قرضخواہون کو
ایک اطلاع عام کی گئی کہ جو کچھ قرض فلانے شخص کے اوپر ہے وہ وزیر ہندوستان کے دفتر سے ادا
کیا جائیگا۔ بلکہ ایک مفسد نمک حرام نے جس کو مین نے نوکر رکھا تھا اوس نے ایک دعوے بیہودہ
میرے اوپر کیا تھا مسٹر ولیم کی جو ہندوستان کے وزیر کے دفتر مین دفتر پولیٹکل کے مہتمم اور سربراہ کار
ہین راقم کے وہ دوست بھی تھے اونھون نے ایک مجمع عظیم مین مجھ سے کہا کہ تم کو اپنے پاس سے تو
روپیہ دینا نہین پڑتا نا حق اس مقدمہ کی جواب دہی کرتے ہو مجھے اجازت دو مین روپیہ اوسکو دیدون
اور سب حضار کی طرف متوجہ ہوکے اونھون نے کہا کہ اگر مسیح الدین خان یہان لاکھون روپیہ کے
قرضدار ہونگے۔ سب روپیہ یہان سے ادا کیا جائیگا۔ اسی طرح سب میرے قرضخواہون سے اور جو میرا
وکیل عدالت مین تھا اوس سے بھی کہا بلکہ تحریری اطلاع اون کو دی کہ تمھارا قرض ادا کیا جائیگا
جس کی طرف ابھی اوپر اشارہ ہوا ہے اور جب تجویز ثانی اوس مقدمہ کی منظوری ہوگئی اوس وقت
وزیر ہندوستان کے وکیل اور بیرسٹر کو حکم ہوا کہ میرے وکیل اور بیرسٹر کے ساتھ مشورہ کرکے کیفیت
مفصل اوس مقدمہ کی لکھے اوس نے ساری مقدمہ کی حقیقت دریافت کرکے وزیر ہندوستان
کے پاس ایک کیفیت بھیجی جس کا خلاصہ یہ تھا کہ اوس نے ابتدا سے انتہا تک سارے مقدمہ
کو دیکھا کسی طرح کا قصور اور فتور اوس مین مسیح الدین خان کی طرف ہرگز نہین ہے نرا اون کے اوپر
جعل اور فریب ہے لیکن جمیع مقدمات مین جو عدالت مین رجوع کرین جب تلک حکم اخیر
حاکم کی طرف سے نہ ہو کوئی شخص حقیقت فیصلہ کی کہہ نہین سکتا۔ اگر خلاف اون کے حکم ہو جاے
چونکہ سرکار نے کل مسیح الدین خان کے قرض سے ادا کا ذمہ کیا ہے سرکار کا بہت نقصان ہوگا
اس واسطے اگر مدعی اوس مقدمہ کا دس ہزار روپیہ لیکے اپنے دعوے سے ہاتھ اوٹھا وے
تو سرکار پر لازم ہے کہ اوتنا روپیہ ادا کرکے اس مقدمہ سے اون کا پیچھا چھوڑوا دے۔ اور اگر اوتنے
روپیہ پر مدعی راضی نہ ہو تب مقدمہ کی جوابدہی کیجائے اوس سے زیادہ دینا مصلحت نہین ہے

بموجب اس کیفیت کے پہونچنے کے وزیر ہندوستان نے میرے وکیل کو حکم دیا کہ مدعی سے موافق
اوس کے تصفیہ کرنے کا بندوبست کرے اگر وہ راضی ہو تو دس ہزار روپیہ یہاں سے ادا کیا جائیگا
مگر چونکہ مدعی راضی نہ ہوا وہ بندوبست ملتوی رہا۔ دوم مرتبہ تو جیسا اوپر ذکر ہو چکا ہے مقدمہ پیش
ہوا اور اوس کا نتیجہ لکھا گیا اور ایک دفعہ اور تیسرے مرتبہ پیش ہوا اوس دفعہ بارہ جیوری جو
مطلوب تھے اوس مین سے صرف گیارہ آدمی حاضر ہوے ایک نہین حاضر ہوا ایسی صورت مین
ایک دستور بندھا ہوا ہے کہ کوئی سررشتہ دار عدالت کا ایک لفظ پکار کے لیتا ہے ٹیلی یعنی متخاصمین
سے اجازت طلب کرتا ہے جو کوئی اجازت دیوے تو ایک کسی شخص کو جو محکمۂ عدالت مین حاضر ہین اوس
بارھوین آدمی کی جگہ پر بٹھلا دیتے ہین اس امر کو متخاصمین کے بیرسٹرون نے منظور نہ کیا اس سبب سے
اوس اجلاس مین بھی مقدمہ ملتوی رہا اور یہ دستور ہے کہ جب ایک اجلاس سے مقدمہ دوسرے
اجلاس پر گیا تو ایک سال کا بیچ مین وقفہ ہو جاتا ہے اس واسطے کہ صرف چھ مہینے ایام اجلاس
عدالت کے ہوتے ہین اور چھ مہینے تعطیل رہتی ہے اور ابتدا ہی مین قرار پا جاتا ہے کہ فلانا مقدمہ
بترتیب نمبر فلانے حاکم کے پاس پیش ہوگا جو رہ گیا یا اوس کی تجویز ثانی ہوئی تو خواہمخواہ جب
دوسری دفعہ کچہریان کھلین گی جس کو ٹرم کہتے ہین تب فیصلہ ہوگا۔ راقم کی طبیعت ہر دفعہ مقدمہ کے
ناتمام رہنے کے سبب سے سخت گھبرائی۔ ایک بہت بڑی عدالت ہے جہان دو حاکم اجلاس کرتے
ہین اون کو لارڈس جسٹس کہتے ہین وہ عدالت چنسری کی ایک شاخ ہے اور وہی دونون حاکم
عدالت پریوی کونسل مین بھی اجلاس کرتے ہین اور تیسرے باب مین مذکور ہو چکا ہے کہ
چنسری عدالت کا ٹرم یعنی ایام اجلاس ایک مہینا زیادہ ہوتا ہے اور اوس عدالت مین
اوس ٹرم مین مقدمہ کم تھے اس واسطے وہان کے حاکمون نے حکم دیا تھا کہ جس عدالت
کے فریقین متخاصمین چاہین اوس عدالت مین مقدمے اوٹھوا لائین راقم چونکہ تاخیر
انفصال سے بہت گھبرایا تھا اپنے وکیلون کو حکم دیا کہ مدعی کے ساتھ بندوبست کرکے
مقدمہ اوس عدالت مین اوٹھوا لیجائین اس خیال سے کہ اوسی ٹرم مین مقدمہ کو وہ حاکم فیصلہ کر ڈالین

میرے مقدمے کا رجوع ہونا لارڈ جسٹس کی عدالت مین

اور یہ بھی تیسرے باب مین معلوم ہو چکا ہے کہ اون عدالتون مین ارباب جیوری نہین بیٹھتے
ہین صرف حکام اپنی رای سے مقدمات فیصلہ کرتے ہین مگر بعد وہان اوٹھا لیجانے کے - - -
معلوم ہوا کہ اوس عدالت مین مقدمہ کا لیجانا نامناسب ہوا - انفصال اوس کا ارباب
جیوری ہی کے سامنے مناسب تھا اور جس جلدی کے واسطے مقدمہ اوٹھا لیگئے تھے وہ بھی ظہور
مین نہ آئی یعنی اوس طرم مین وہان بھی حکم اخیر اوس مقدمہ مین نہ ہوا - دوسرے طرم مین جب پیش
ہوا وہان کے حکام نے یہ تجویز کیا کہ مقدمہ مین جعل اور فریب خواہمخواہ ہے مگر مدعی اوس مقدمہ کا
اوس جعل اور فریب سے آگاہ نہ تھا اور چونکہ اوس نے محض میرے اعتماد پر روپیہ دیا اس واسطے
مجھ پر لازم ہے کہ مدعی کا روپیہ ادا کرون اور میرا مواخذہ جعل سازون سے چاہیے اور
اوس حاکم کو جس نے اور چار تمسک باطل کر دیے تھے اون کو وہان کے حاکمون
نے حکم دیا کہ جعلسازون کی نسبت میرے واسطے جو مناسب جانین حکم دیوین اوس
حاکم کی رای مین جیسا اون کی تجویز سے معلوم ہوا وہ حکم انصاف کے خلاف ہوا مگر چونکہ
اوس حاکم پر وہان کے حکام بالا تھے اصل تجویز مقدمہ مین کچھ دخل نہ کر سکا مگر حکم دیا کہ جس قدر
اوس عدالت سے میرے اوپر ڈگری ہوئی ہے وہ کل میرے حق مین جعلسازون پر ڈگری ہو
لیکن کیا فائدہ اول تو جعل ساز مفرور تھے اور وہ مفلس بحت تھے اور وہ سارا اونکا طمطراق
اوسی جعل و فریب کے روپیہ سے میرے اور لوگون کے شکار کرنے کے واسطے تھا اور
اس مقدمہ کے فیصلہ کے بعد وزیر ہندوستان نے دفعۃً میری اعانت سے ہاتھ کھینچ لیا
ہر چند مین نے شور اور شغب کیا کہ صرف تمہارے روکنے سے مین یہان ٹھہرا اگر
پہلے مقدمہ کے فیصلہ ہونے کے بعد مین یہان سے چلا جاتا تو کوئی میرا دامنگیر نہ تھا
اس واسطے کہ اوس مقدمہ کی تجویز ثانی بھی تین چار مہینے کے بعد منظور ہوئی تھی مگر
کسی نے کچھ نہ سنا - دوسری مصیبت میرے اوپر یہ ہوئی کہ تیس چالیس ہزار روپیہ کا
میرا اسباب چوری ہو گیا چاندی اور سونا اور عمدہ عمدہ لباس کشمیری اور ریشمی فرنگی اور

عدالت سے حکم ہوا کہ مدعی کا روپیہ ادا کرے اور میرا مواخذہ جعل سازون سے چاہیے

جعلسازون پر ڈگری ہوئی مگر وہ مفرور اور مفلس تھے

وزیر ہندوستان نے اعانت سے ہاتھ کھینچا

تیس چالیس ہزار روپیہ کا مال اسباب چوری ہو گیا

بہت کچھ زیورات جو مین نے تحائف کے واسطے جمع کیا تھا سب لٹ گیا چور پکڑے گئے ایک
مدت تک اوس کے بکھیڑے مین راقم رہا اونکو سات سات برس کی قید ہوئی مگر دو چار چیزون
کے سوا کچھ ہاتھ نہ لگا۔ تیسری مصیبت یہ ہوئی کہ کچھ حصے ہندوستان کی ریلوے کے قریب سا ٹھ
ستر ہزار روپیہ کے مدت سے میرے قبضے مین تھے اوس کے منافع پانچ روپیہ سیکڑے
کے جو تھے وہ کلکتہ مین اپنے اہل و عیال کے مصارف کے واسطے اوتار دیتے تھے وکلا کو
اوس سے اطلاع ہوگئی اور وزیر ہندوستان نے خلاف وعدگی کر کے میری اعانت سے
دست برداری کی وکلا نے وہ سب حصے بیچ کے تصرف کر لیا۔ کچھ تھوڑا سا اسباب
رہا سہا تھا وہ یعنے دوستی اور محبت اولیا یت کے قریب مین گیا کہ وہ دوسری اور تیسری ڈکیتی
وہان ہوئی ہندوستان مین غدر کے ایام مین جو غدارون نے چھوڑا وہ سرکاری فوج نے
لوٹ لیا کچھ مکانات میرے اکبر آباد مین تھے وہ یہان کے حکام نے نیلام کر ڈالے اوس کا قصہ
بہت طول ہے حالانکہ ایک دفعہ ہندوستان کے وزیر نے حکم دیا کہ وہ نیلام نا انصافی کا ہے مگر اب
بھی یہان کسی نے نہ سنا اب مین ہندوستان مین اور انگلستان مین دونون جگہہ مفلس بحت ہو گیا
نوبت قریب فاقہ کشی کے پہونچی اس حالت مین جب مین نے بہت شور و شغب
مچایا تب ایک بڑے جلیل القدر افسر نے وزیر ہندوستان کی کچہری کے مجھ سے
فرمایا کہ تم نے حتی المقدور سرکار بلند اقتدار کی بدنامی مین کچھ قصور نہین کیا بادشاہ
کے مقدمہ مین کتابین چھاپ چھاپ کے سارے عالم مین سرکار کو رسوا کیا اب کا
ہے کس منہہ سے امید اپنی رفاہ کی رکھتے ہو اس کے ساتھ اب یہ بھی مجھے یقین
ہو گیا کہ ارباب اقتدار یہ بھی نہین چاہتے کہ مین ہندوستان مین جاؤن اس گمان سے کہ شاید پھر
بادشاہ کو آمادہ پارلیمنٹ مین استغاثہ کا کرون جب وزیر ہندوستان سے درخواست
کی کہ اب میری نوبت یہان فاقہ کشی کی آئی میری رہائی کروا دیجیے وہان سے یہ جواب
ہوا کہ وہ مدعی جس کی میرے اوپر ڈگری ہوئی ہے اوس کی تحریری اجازت داخل کرون

تب قرض بھی میرا ادا کیا جائیگا اور جہاز کی سواری کی بھی اجازت دی جائیگی۔ اور حالانکہ وہ مدعی مجھسے خواستگار اپنے دعوے کا نہ تھا اور اوس نے بھی مکرر عرایض وزیر ہندوستان کو اس مضمون کے گذرانے تھے کہ حقیقت مین اوس کا دعوے اودھ کے بادشاہ پر ہے اس سبب سے کہ اون کے مقدمہ کے خرچ کے واسطے روپیہ اوس نے دیا تھا سفیر کی ذات کے واسطے نہین دیا اور وزیر ہندوستان پر ہے اس سبب سے کہ اوںھون نے برابر اس مقدمہ مین اعانت روپیے اور تدابیر سے بادشاہ کے سفیر کی کی ہے اس واسطے اوس کو امید ہے کہ وہ روپیہ ادا کرین۔ مگر جب وزیر ہندوستان نے مجھے اجازت تحریری مدعی کی پیش کرنے کا حکم دیا راقم نے مدعی سے درخواست کی کہ تم اپنی ڈگری میرے اوپر جاری کرواؤ تو مجھے کچھ چارہ نہین ہوگا بجز اسکے کہ مین انسالونسی کی درخواست گذرانون جس کو ہندوستان کی اصطلاح مین دیوالہ نکالنا کہتے ہین اور اگر میرے اوپر جاری کروانا ڈگری کا منظور نہین ہے تو اجازت تحریری مجھے دیدو کہ میری یہان سے نجات ہو۔ اوس نے کہا کہ نہ بالفعل مجھے تمھارے اوپر ڈگری جاری کرانا منظور ہے اور نہ مین تحریری اجازت دونگا اور اگر تم چلے جاؤگے تو مین تمھین نہین روکونگا۔ اب راقم نے اپنے وکلا سے کہا کہ ہزارون روپیہ تم میرا لیے چکے ہو اب کچھ ایسا سامان کردو کہ مین یہان سے روانہ ہوجاؤن۔ بہزار دشواری قرض ایک ہزار روپیہ کے اوںھون نے تدبیر کی اوس روپیہ سے راقم نے ایک فرانسیس کی کمپنی سے جس کے جہازات ہر مہینے مین ایک دفعہ مسافرون کو ہندوستان مین اور چین مین پہونچاتے ہین اوس کمپنی سے بندوبست کیا جس کے ذریعہ نومبر ۱۸۶۳ء مین راقم لندن سے روانہ ہوا چار روز ریل کا خشکی مین سفر ہوا اور سات دن دریا مین پارس اور مارسلیس کے راستے سے گیارھوین دن بلدۂ اسکندریہ مین راقم پہونچا تین چار صندوق کچھ ضروری پوشاک اور چند کتابون کے لیکے وہین اسکندریہ تک کرایہ کیا تھا اور ارادہ یہ تھا کہ مفلسانہ وہان سے مکہ معظمہ مین جاؤن اس واسطے کہ جن

ہماری شریعت کی اصطلاح مین جب کسی شخص کے پاس کچھ باقی نہ رہے اور قرضخواہ اوس کے بہت ہون تب ایک قاعدہ ہے کہ قاضی اوس کا افلاس مشہور کرتا ہے اس حکم سے کہ اگر کوئی شخص فلانے شخص کو قرض دیگا۔ اوسکا دعوے یہان نہ سنا جائیگا اس کو تفلیس کہتے ہین انسالونسی جو انگریزی قانون مین ہے اوس کے قریب قریب ہے۔

نجاسات مین راقم مبتلا تھا بغیر زمزم سے دھونے کے طہارت ممکن نہ تھی۔ اگرچہ میرے عقیدہ مین لندن مین کچھ نجاست نہ تھی میرے اپنے حرکات موجب نجاست تھے جس وقت مین اسکندریہ مین پہونچا تین چالیس روپیہ نقد میرے پاس باقی تھے اور گھڑی وغیرہ کئی سو روپیہ کا مال بھی تھا کہ مصر مین اگر مین بیچتا تو گیارہ بارہ سو روپیہ کو وہ مال بکتا تھا۔ اب یہان کوئی چار سو روپیہ کو بھی نہین پوچھتا۔ ارادہ یہ تھا کہ دس بارہ روپیہ مین اسکندریہ سے بندر سویس تک ریلوے کے ذریعہ سے پہونچونگا اور سویس سے کوئی بغلہ دس پندرہ روپیہ مین جدہ تک پہونچا دیگا اور جس وقت جہاز اسکندریہ مین پہونچا اوس وقت راقم نے بہ نیت صادق اور خالص بارگاہ آلہی کی طرف متوجہ ہو کر دعا کی اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو ذریعہ گردانا اور عرض کیا کہ اب مین نے اپنے تئین خدا اور رسول کی مہمانی مین سپرد کیا جس طرح سے ہو مجھکو بیت اللہ اور مدینۃ النبی مین پہونچایئے۔ کچھ شبہ نہین ہے کہ اس روسیاہ کی دعا تیر بہدف ہوئی اور خدا اور رسول نے ایسی مہمانی کی کہ جس کا مطلق وہم اور گمان بھی نہ تھا یعنی باوصف اس افلاس کے مثل امرا اور دولتمندون کے دو حج کروائے اور چھ مہینے اقامت مدینۃ النبی مین میسر ہوئی کیا اوس کا سامان باندھا جو وہی عَسٰی اَنْ تَکْرَهُوْا شَیْئًا وَّهُوَ خَیْرٌ لَّکُمْ ہوا۔ دستور ہے کہ جب جہاز پر چڑھتے ہین تو صندوقون پر اسباب کے نام و نشان جہان تک اسباب جائیگا لکھ دیتے ہین۔ بعضے اتفاقات سے مارسیلیس مین جہاز پر مین اوس وقت پہونچا جب اوس کا لنگر اوٹھتا تھا مینے جھٹ پٹ صندوق اوٹھا کے مخزن مین پھینک دیا اوس پر نشان لکھنے کی نوبت نہ آئی کہ یہ صندوق اسکندریہ مین اوترین گے۔ اور اوس جہاز پر چین کے مسافر بہت تھے جب لنگر ہوا مین جہاز پر منتظر کھڑا رہا کہ میرے صندوق خزانہ سے نکلین تو پہچان کے مین لے لون۔ لوگون نے کہا گھاٹ پر چلو وہین اسباب آتا ہے وہان لے لیجیو۔ گھاٹ پر مین پہونچا تو شام ہو گئی وہان لوگون نے کہا اب اندھیرے مین اسباب نہین مل سکتا۔ اس وقت جا کے کہین اقامت کرو صبح کو آکے اسباب لے جانا۔ مین تو شہر مین چلا آیا اور وہان اسباب راتہی کو چین کے مسافرون کے ساتھ

(تم بعض چیز کو برا سمجھو اور وہ تمہارے حق مین بہتر ہو)

[حاشیہ: راقم کی دعا پیغمبر صلعم کے وسیلہ سے خالص نیت سے قبول ہوئی اور خدا اور رسول نے مہمانی کی]

[حاشیہ: مع اسباب غلطی سے چین کو روانہ ہو گیا]

ریل پر لدگیا صبح کو پھر گھاٹ پر پہونچ کے اسباب ڈھونڈھا کہین نہ ملا جہاز کی کمپنی کے مہتمم جو اسکندریہ
مین تھے اون کے پاس جاکے ظاہر کیا اونھون نے اوسی وقت قاہرہ اور سویس مین ٹیلیگراف
کے ذریعہ سے خبر بھیجی کہ اس اس طرح کے صندوق فلانے مسافر کا اسباب ہے وہ آگے نہ بڑھے
جہان پہونچے وہین روکو اور مجھ سے کہا تم قاہرہ مین جاؤ تمکو اسباب وہان ملیگا راقم قاہرہ مین آیا
اور وہ اسباب سویس مین بھی نہ روکا جہاز پر لد کے چین کی طرف روانہ ہوگیا۔ اب میرے پاس
وہی کپڑے جو بدن پر تھے وہ رہ گئے اور ایک پاگ یعنی چمڑہ کا ایک بٹوہ رہا جو میرے گلے مین
تھا اور تیس چالیس روپیہ کی انگریزی اشرفیان اور ایک سونے کی گھڑی وغیرہ جس کا مین نے اوپر
ذکر کیا مصر مین گیارہ بارہ سو روپیہ اوسکے ملتے تھے وہ بھی اوس بٹوہ مین تھی جب مین اسباب سے
مایوس ہوا تب انگریزی کنسل یعنی بالیوز جو قاہرہ مین وکیل التجارت تھا اوسکے پاس گیا ان بالیوزون
کا یہی کام ہے کہ جس سلطنت کا بالیوز ہوتا ہے اوس سلطنت کی رعایا کے انفس اور اموال کا محافظ
رہتا ہے اوس سے اپنی مصیبت کا حال بیان کیا پہلے اوس نے کہا کہ ہم کس طرح سے جانین کہ
تم سلطنت برطانیہ کی رعایا مین ہو۔ اتفاقاً لندن سے روانہ ہوتے وقت راقم نے وزیر ہندوستان
کو ایک چٹھی لکھی تھی کہ میری یہان سے نجات کروا دیجئے اونھون نے اوسکے جواب مین یہی
لکھا تھا جس کا اوپر ذکر ہو چکا ہے کہ اپنے مدعی کے پاس سے تحریری اجازت داخل کرو تو تمھاری
اعانت ہو وہ چٹھی اوسی کیسہ مین چمڑے کے تھی۔ ۔ ۔ وہ چٹھی مین نے دکھائی اوس کو دیکھکے وہ فوراً
جہاز کی کمپنی کے لوگون سے مواخذہ شروع کیا کہ فلانے شخص کا اسباب منگوا دو اور جب تک
اوس کا اسباب نہ آویگا دس روپیہ روز اوسکے خرچ کے واسطے اور جو کچھ نقصان توقف اور تاخیر سے
یہان ہوگا وہ سب تم کو دینا پڑیگا۔ اب ایک اور اتفاق عجیبہ کہ ایک شب کو راقم قاہرہ
مین ایک فرنگی مہمان سرا مین جاکے رہا تین چار اشرفی انگریزی جو بٹوہ مین میرے پاس
تھین وہ کسی نے چرا لین اب میرے پاس ایک حبہ نہ رہا جو روز مرہ کے خرچ کو کافی ہو
مین نے بالیوز سے کہا کہ مین کس طرح سے بسر کرون اوس نے اپنے میر منشی کے ہمراہ

[illegible]

مصطفےٰ پاشا قاہرہ کے گورنر کے پاس بھیج دیا .... جو
اسمٰعیل پاشا خدیو مصر کے اقرباؤں میں تھے کہ سلطانی مسافرخانہ میں ان کو بھیجدو سلطان کی طرف سے
ہر شہر میں مسافرخانہ ہیں بہت عمدہ مکانات نہایت تکلف سے فرش فروش سے آراستہ
ہر قسم کے خدام خدمت کے واسطے اگر سواری کی حاجت ہو گھوڑے کی گاڑیان
سواری کی۔ کھانا پینا بہت عمدہ سرکاری مگر وہان صرف عمایدا ورامرا اور شاہزادے
جو مسافرانہ اوس شہر میں وارد ہوں اقامت کرتے ہیں۔ عام مسافرخانے نہیں ہیں مصطفےٰ
پاشا نے فوراً مجھکو وہان بھیجدیا۔ اب یہ پہلا اثر میری اجابت دعا کا تھا کہ کس خوبصورتی
سے خدا و رسول نے میری مہمانی کی مصر کے ممالک میں یہان سرائیں ہیں قہوہ خانے
ہیں کہ وہیں لوگ اقامت کرتے ہیں دو تین دن اسکندریہ میں اور قاہرہ میں اون قہوہ خانوں میں
راقم رہا پسوؤں کی کثرت سے مطلق نیند نہ آئی اور فرنگی ہوٹل انگریزی اور فرانسیسی اور اطالیانی جو وہان
ہیں وہ البتہ بہت پاک و صاف رہتے ہیں لیکن اسکندریہ میں جب جہاز پہونچا اور میں نے دعا کی
جس کا میں نے ذکر کیا اوس وقت یہ بھی نیت کی تھی کہ اب فرنگی کھانے پینے سے میں احتراز کرونگا
جب قہوہ خانوں میں وہ تکلیف ہوئی اور میں پھر فرنگی ہوٹلوں میں جانے کے لیے مجبور ہوا تو مجھے
نہایت ملال ہوا کہ اللہ تعالےٰ کی مرضی نہیں ہے کہ میں اس بدنامی سے بچوں اس واسطے کہ اون
سب ہوٹلوں کا دستور ہے کہ کوئی اونکے یہان کھانا پینا کھائے یا نہ کھائے وہ کرایہ مع مصارف
کھانے پینے کے لے لیتے ہیں اور میرے پاس گنجایش بھی مصارف کی نہ تھی اور ظاہر ہے اگرچہ شرعاً
وہان کے کھانے پینے میں کچھ قباحت نہ تھی اور مصر کے لوگ سب باہم مختلط تھے مگر راقم نے اپنے ہندستان
کے دستور کے موافق باقتضاے اِتَّقُوا مِنْ مَوَاضِعِ التُّهَمِ (تہمتوں کی جگہ سے پرہیز کرو) عزم احتراز کا کیا تھا اس سبب سے
دل میں بہت ملال پیدا ہوا کہ نقض عہد کرنا پڑا جناب اقدس الٰہی نے وہ سامان کر دیا کہ ہر اب فرنگی
ہوٹلوں سے زیادہ وہان آسایش ہوئی اور میرا اسباب چھ مہینے کے بعد سیلان یعنی سراندیپ میں
پہونچ کے وہان سے پھر کے آیا اور میں اسکندریہ میں اواخر جمادی الثانی سنہ ۱۲۸۰ میں پہونچا تھا اور

یا نیوز انگریزی نے مجھے سلطانی مسافرخانے بھیجدیا جو بہت
عمدہ امرا اور شہزادوں کے واسطے ہر شہر میں ہے یہ پہلی میری مہمانی
کی جو خدا اور رسول نے میری دعا قبول کی اور میری مہمانی کی۔

ذیقعدہ اوسی سال تک قاہرہ مین اور وہان رباطان مسافرخانون مین جو آسایش پائی اوس کے
ادا سے شکر کی زبان کہان ہے خصوص ماہ مبارک رمضان مین افطاری اور کہانا اور سحری کس
کثرت سے آتی تہی عمدہ عمدہ کہانے میٹھے اور سلونے ترکی آتے تھے جو راقم اکیلا تن تنہا کہاتا پیتا تھا
وہی خرچ تھا باقی سب مسافرخانہ کے خدام کو نصیب ہوتا تھا اوسی عرصہ مین قاہرہ کے بالیوز نے
میری درخواست پہر وزیر ہندوستان کے پاس بہیجی اور میری زحمت اور تکلیف سے اطلاع دی-
ظاہر مین پہلے اونہون نے انکار مطلق میری اعانت سے کی مگر بالیوز کو خدا جانے کچھ مخفی کیا لکہا آیا
کہ وہ مجھ سے اصرار کرتا تھا اور کہتا تھا کہ تم اب ہندوستان مین نہ جاؤ وہان تم جا کے خوش نہ ہوگے
قسطنطنیہ کا سفر کراؤ مین کچھ فکر اپنے معاش کے پیدا کرنے کی کرو مجھ سے جو اعانت
ممکن ہے وہ کرونگا مین نے جواب دیا کہ مین حج کراؤن پہر جیسا مناسب ہوگا
وہ کرونگا اور اوسی بالیوز کی معرفت وہی گھڑی وغیرہ اپنا اسباب پانسو روپیہ پر
مین نے رہن کیا جسکے سبب سے چھ مہینے مصر کے ایام قیام مین سب اپنے مصارف
بالائی امیرانہ مین کرتا رہا اور وطن مین اپنے عزیزون کو اطلاع کی کہ جلد میری کچھ
اعانت کرو تاکہ مین وطن مین پہونچون اور جب اسباب سب سراندیپ سے پہر کے آیا تو کچھ تہوڑا
سا پشمینہ باقی رہ گیا تھا اور پانسو روپیہ جو اسباب رہن کر کے ہاتھ آئے تھے وہ سب خرچ
ہوگئے اب ذیقعدہ کی پچیسوین یا چھبیسوین راقم نے ارادہ جدہ کی روانگی کا کیا اوسی انگریزی
بالیوز نے خدیو مصر کا حکمنامہ ایک جہاز بخاری پر جو مصری جہاز سویس سے جدہ تک
آتے جاتے ہین اور ایک ریلوے کے مہتمم پر جو قاہرہ سے سویس تک تہی لکھوا کے
منگوا دیا- الغرض راقم بہت آسایش سے پہلے درجہ کی ریل پر سویس تک پہونچا
وہان دو تین دن توقف ہوا پہر جہاز پر سوار ہوا چوتھی یا پانچوین ذی الحجہ کی جدہ
مین پہونچا اور وہان سے ایک دن یا دو دن پیشتر اوس دن کے جس دن امیر الحاج
عرفات کی طرف روانہ ہوگا مکہ معظمہ مین داخل ہوا وہ قلیل پشمینہ قاہرہ مین ڈیڑھ یا دو سو

روپیہ کو پہنچا تھا کہ جہاز کے اور ریل کے کرایہ کے سوا اور مصارف بالائی مین کام آئے تین چار روپیہ
میرے پاس باقی تھے۔ اب نہایت تشویش ہوئی کہ وہ سفر حج کے واسطے کافی نہ ہون گے
اگرچہ بہت سے لوگ وہان اہل تعارف سے موجود تھے جن سے درخواست قرض کی کیجاتی روپیہ
مل جاتا مگر حمیت اور غیرت مجاز کسی سے طلب کے نہین کرتی تھی۔ مجبوری سے ایک بڑے تعلقہ دار
علیگڈھ کے علاقہ کے وہان مہاجر ہوکے رہے ہین اون کے پاس مین گیا کہ اون سے کچھ قرض مانگونگا
وہان پہونچ کے پھر حمیت مقتضی طلب کی نہ ہوئی اور ذہن مین یون گذرا کہ مفلسانہ پیادہ پا چل کے
حج کرو کسی سے کچھ طلب نہ کرو یہ دل مین تصور کرکے اوٹھ کھڑا ہوا۔ اوسی وقت ایک شخص نے آکے
خبر دی کہ جناب مولوی محمد یعقوب صاحب مغفور کے پاس ایک ہزار روپیہ کی ہنڈوی میرے گھر
سے میرے مصارف کے واسطے آئی ہے مولوی صاحب ممدوح حضرت شاہ عبدالعزیز قدس سرہ
کے نواسہ مولوی اسحاق صاحب مرحوم کے چھوٹے بھائی وہان مہاجر ہوکے جا رہے تھے اور سارے
اہل ہند کے بہت سے امور مین حاجت روا رہتے تھے اور راقم جا کے اونھین کے گھر مین فروکش ہوا
تھا الغرض اس روپیہ کے پہونچنے سے جو وہ ایک اور اثر میری اجابت دعا کا تھا راقم نے نہایت آسایش سے
جا کے حج کیا اور حج سے فراغت کرکے اواخر محرم سنہ ۱۲۸۱ھ مین مدینہ منورہ کی عزیمت پر روانہ ہوا جو قافلہ
حج کرکے وہان جاتا ہے دستور ہے کہ اکثر آٹھ روز وہان اقامت رہتی ہے تاکہ چالیس نماز جو حدیث
شریف مین واقع ہوئی ہین وہان ادا کرین راقم نے جو روپیہ وطن سے آیا تھا نصف اوس مین سے
جناب مولوی یعقوب صاحب ممدوح کے پاس امانت رکھا اور نصف لے لیا کہ حج کے سفر مین اور مدینہ
منورہ کے سفر مین خرچ کرونگا اس نیت پر کہ وہ نصف بقیہ معاودت کے واسطے ہندوستان مین کافی
ہو ہلال صفر کا شاید مکہ معظمہ یا مدینہ شریفہ کے راستہ مین دیکھا گیا دوسرے یا تیسرے دن مکہ معظمہ سے
روانگی کے مین قضاے حاجت کے واسطے اونٹ پر سے اوترا ساربان جو بدوی لوگ ہین اون کا
عجب دستور ہے کیسی ہی ضرورت ہو قافلہ سے جدا کرکے ایک اونٹ کو نہین روکتے ہین تاکہ قضاے حاجت کے واسطے
جو اوترا اونٹ میری سواری کا کہین مین قافلہ سے الگ ہو گیا پھر قافلہ مجھے نہ ملا مین جنگل مین ادھر اودھر پا پیادہ

له یہان شاید کچھ عبارت چھوٹ گئی ہے۔

آخرش کئی شیخ بدویون کے یہ خبر سن کے میری تلاش کے واسطے نکلے کہ وہ اونکا ایک شکار تھا اونمین سے ایک شیخ مجھے پکڑ لیگیا راقم کے پاس جیب مین چند ریال تھے۔ وہان مشہور ہے کہ بدوی لوگ جس قافلہ گم کردہ کو پکڑ لیجاتے ہین صرف کپڑے وغیرہ جو اوسکے پاس ہین چھین نہین لیتے بلکہ اوس کو قتل کر ڈالتے ہین یا کہین بیچ لیتے ہین رستہ مین اوس شیخ نے جب مجھے پکڑا مین نے کہا میرے پاس یہ چند ریال ہین اور میرے کپڑے ہین یہ لیلو اور مجھے قافلہ مین پہونچا دو۔ اوس نے کہا نہین تم ہمارے ساتھ چلو مین نے کہا کیا تم کو میرا خون ناحق کرنا منظور ہے اوسکے جواب مین اوس نے کہا استغفر اللہ ایسا ہم نہین کرینگے رستہ مین اور دو تین شیخ اونٹون پر سوار آکے اون کے شامل ہوگئے اون کو یہ شیخ جو میرے میزبان تھے شریف کہتے تھے یعنی وہ سید تھے۔ غرض وہ شیخ مجھے اپنے خیمہ صحرائی مین لیگیا اور وہان پہونچ کے ایک شخص کو بھیجا کہ ہمارے قافلہ مین اطلاع کرے کہ قافلہ گم کردہ آدمی یہان موجود ہے۔ اس حکایت کو جس نے سنا بہت تعجب کیا والا سب ہمارے قافلہ کے لوگ میری طرف سے مایوس ہوچکے تھے۔ بدویون کا صحیح و سالم مجھکو چھوڑ دینا اور خود قافلہ مین اطلاع کر بھیجنا یہ بھی اثر اوسی میری دعا کا تھا کہ جناب اقدس الٰہی تعالےٰ شانہ نے اون کے ہاتھ سے میری حفاظت کی سبب قافلہ چند میل اوس مقام سے جہان مین تھا پہونچا بدوی لوگ جو ہمارے قافلہ کے ساربان تھے وہان آئے اور جب شام کو قافلہ نے کوچ کیا تو وہ مجھے ہمراہ لیکے قافلہ کے شامل ہوئے اور اوس شیخ نے میری بہت مدارات کی اور بدوی جو وہان تھے وہ مجھ سے کہتے تھے کہ تم بڑے خوش نصیب ہو جو اس شیخ کے ہاتھ آئے والا اور لوگ تمھین آخر کر ڈالتے وہ لوگ جن کو ہمارے شیخ شریف کہتے تھے وہ استہزاءً مجھ سے کہتے تھے ہم تم کو قتل کر ڈالین مین کہتا تھا ہم تمھارے قابو مین ہین جو چاہو سو کرو بعد اوسکے وہی شیخ اوٹھے اپنے دوسرے خیمہ مین جاکے ایک بڑی سینی مین یا جرے کا ملیدہ دودھ مین بناکے لائے اور اوس مین ایک سیر بھر گھی چھوڑ دیا جتنے لوگ وہان جمع تھے سب کے آگے رکھدیا مجھکو بھی شریک کیا شام کے قریب جب مجھے رخصت کیا تین چار ریال جو میرے پاس تھے راقم نے اون کے نذر کیے اور وہان سے اپنے بدویون کے ساتھ قافلہ مین آکے شامل ہوا سب لوگ قافلہ کے

بہت خوش ہوے اور ہر ایک میری حفاظت سے نہایت متعجب تھا کہ بدوون کے قبضہ مین جا کے زندہ رہنا یا کہین رک نہ جانا ایک امر عجائبات سے ہے - بعضے شیوخ ہندی جو قافلہ مین تھے اور میرے گم ہونے سے دست افسوس ملتے تھے اور دعا کرتے تھے اونکے مریدین اور معتقدین میری حفاظت کو اونکی کرامات پر محمول کرتے تھے غرض قافلہ جسکے ساتھ راقم تھا دسوین یا بارھوین دن مدینہ منورہ کو پہونچا اور چونکہ دستور ہے جو قافلہ مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ کو جاتا ہے ساربانون کے اختیار مین رہتا ہے اس واسطے کہ اونٹون کا کرایہ آمد و رفت دونون کا کیا کرتے ہین اور اکثر وہ روپیہ کرایہ کا پیشگی لے لیا کرتے ہین پھر جب مدینہ منورہ مین پہونچے تو جو تاریخ وہان سے معاودت کی ساربان لوگ معین کر دیتے ہین اوسی تاریخ سارا قافلہ جمع ہو جاتا ہے کبھی آٹھ دن کبھی کم یا زیادہ جو اون بدوون کو مصلحت معلوم ہوتی ہے اوسکے بموجب زائرین مجبور اونکی اطاعت کے رہتے ہین راقم جب مدینہ منورہ مین پہونچا اور مشرف زیارت سے ہوا تو دل یہ چاہتا تھا کہ وہان زیادہ توقف کرے مگر زاد و راحلہ کی کمی کے سبب سے علے الخصوص مدینہ منورہ مین جو ساتھ لیگیا تھا اوس مین کچھ قلیل باقی رہگیا تھا نصف اوس کا جو وطن سے روپیہ آیا تھا مکہ معظمہ مین چھوڑ گیا اور افکار اپنی معیشت کے اور اہل و عیال کے ظاہر مین مانع بہت توقف کے تھے مگر چوتھے یا پانچوین دن اوس بلدہ متبرکہ مین پہونچنے کے موافق دستور کے پانچون وقت کی نماز مسجد نبوی مین علی صاحبہا الصف الف تحیۃ و سلام ادا کر کے جب مواجہہ شریف کے سامنے دعاے زیارت پڑھنے کو گیا تب راقم نے نہایت تضرع و زاری سے روح مبارک کی طرف متوجہ ہو کے دعا کی کہ آج شب کو مین دعاے استخارہ پڑھون گا اس نیت پر کہ ... جو میرے حق مین دین اور دنیا کے لیے بہتر ہے مجھکو صاف صاف بلا تعبیر کے خواب مین حکم ہو جاوے کہ یہان مین اقامت کرون یا قافلے کے ساتھ معاودت کرون اور اوسی شب کو وہ عمل استخارے کا جو حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے قول جمیل مین لکھا ہے وہ پڑھا اور جناب مولانا عبد الرشید مدظلہ بیٹے اور خلیفہ سجادہ نشین مولانا احمد سعید بیٹے اور خلیفہ سجادہ نشین حضرت شاہ ابو سعید خلیفہ و سجادہ نشین حضرت شاہ غلام علی

راقم نے استخارہ کیا کہ مین یہان اقامت کرون یا ساتھ قافلے کے ساتھ کرون - جواب مین حکم اقامت کا ہوا

خلیفہ و سجادہ نشین حضرت شاہ مظہر جانجانان قدس اللہ اسرارہم کے جو وہان مہاجر ہو گئے ہین اونھون نے تبلایا تھا کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم بقدر اوس کے اعداد جمل کے جو پڑھ کے سو وے وہ اپنے مطلوب پر خواب مین آگاہ کیا جاتا ہے وہ بھی اوس عمل کے ساتھ ضم کیا اوسی شب کو مین نے خواب مین دیکھا کہ ایک گھوڑا سبز رنگ معہ ساز و یراق میری سواری کے لیے کھڑا ہے اور مین سوار ہونے کا ارادہ رکھتا ہون کہ کسی شخص نے پکار کے کہا جسکی مین نے غالبًا صورت نہین دیکھی کہ رسول اللہ جانے اور سوار ہونے کو منع فرماتے ہین مین اپنے عقیدہ مین یہ نعمت عظمی بہ تصدق رسول مقبول صلی اللہ علیہ الف الف تحیۃ و سلام اپنے اوپر سمجھتا ہون جو استخارے کے جواب مین مجھے ارشاد ہوا اور جو دعا اور آرزو نہایت تضرع اور زاری سے جہاز ستہ فرنگستان کے سفر کے اوتر کے راقم نے کی تھی کہ اپنے تئین دعوت اور مہمانی مین خدا اور رسول کے سپرد کیا تھا اس طرح کی میری دعوت اور مہمانی اس دار دنیا مین ہوئی کہ اوس سفر حج مین ایسی راحت اور آسایش سے بسر ہوئی کہ بڑے بڑے دولتمندون کی بھی بسر نہ ہوئی ہوگی اور اس روسیاہ نالایق اور ہیچکارہ کو علم ہوا اور اجازت قیام کی مدینۃ النبی مین ملی اور بہت امیدواری فوز و فلاح آیندہ کی حاصل ہوئی اسی طرح سے مجھے امید اور آرزو ہے کہ عقبے مین بھی مقبول ہو جاؤن اور عاقبت میری بخیر ہو اس طرح کا جواب صاف صاف پہلی شب مین استخارہ کرنے کے جس نے سنا نہایت تعجب کیا اس واسطے کہ اون استخارون مین آٹھ آٹھ نو نو یا کم اور زیادہ شبون مین ایسی خوابین نظر آتی ہین کہ تعبیر اور تاویل سے لوگ اپنا مطلب سمجھتے ہین یا اکرم العالمین برکات اوس کے اور جو عزت اور مکرمت مجھکو وہان حاصل ہوئی جب تک دنیا مین زندہ ہون اور عقبے مین بعد مفارقت روح کے بدن سے میرے اوپر دایم اور قایم رہے وَاللّٰهُ هُوَ الْمُؤَيِّدُ وَهُوَ الْمُسْتَعَانُ

۱۰ [illegible]

لِكُلِّ بَابٍ حَاصِلُ الْغَرَضِ راقم چھ مہینے کامل مدینہ منورہ کے قیام سے مشرف رہا اور پنجگانہ نماز مین اول جماعت مین مسجد نبوی کے اداکین اور موافق وہان کے دستور کے ہر نماز کے بعد مواجہہ شریف مین دعا سے زیارت پڑھا گیا جو جو فیوض اور برکات وہان حاصل کیے شرح اوس کی مصلحت نہین ہے چند مرتبہ خواب مین بھی مشرف زیارت کا ہوا۔ پہلے سعادت شرکت مجلس

دوازدہم ربیع الاول میں حاصل ہوئی اور رجبی کی مجلس مین جو ستائیسوین رجب کی معراج کے ذکر
کے واسطے ہوتی ہے شریک ہو کے مشرف ہوا اور سب خلفا اور ایمہ کے عرسون مین جو مختلف
مہینون مین ہوتے ہین شریک رہا۔ حضرت امیر حمزہ کے عرس کے بعد جو ستائیسوین رجب سے شروع
ہو کے پانچ چھ دن تک اوس کا مجمع بطور میلہ کے ہوتا ہے وہان سے مکہ معظمہ کے عزم پر روانہ ہوا
برشتگی طبیعت کی اوس بلدۂ طیبہ اور مناسک معظمہ کی مفارقت سے اور حرمان نصیبی سے جو حاصل
ہوئی اور کیفیت بے اختیاری گریہ وزاری کی جو ہنگام رخصت مین پیش آئی یاد اوس لذت سوز وگداز
کی اب خواب وخیال ہوگئی آرزو یہ ہے کہ انفاس بقیہ چند پھر وہین بسر ہون افسوس ہے کہ تعلقات
دنیاوی علایق اور عشایر کے سنگ راہ ہوے والا ایام قیام حرمین شریفین کے ایک برس اور دو
مہینے کے قریب جس راحت اور آسایش اور بے فکری مین گذرے مدۃ العمر اس ستر برس مین کبھی
نصیب نہین ہوے تھے اس کا مقتضا یہ نہ تھا کہ یہ چند انفاس باقیہ کہین اور بسر ہون مگر وطن کے
آب ودانہ نے نہ چھوڑا اور اون برکات سے محروم کیا۔ غرض ہلال شعبان ۱۲۸۱ھ کا
دوسری یا تیسری منزل مین اوس بلدۂ طیبہ سے روانہ ہو کے دیکھا غالبا چوتھے دن وہان سے
روانگی کے سفر خشکی ترک کیا اور ایک بغلہ کرایہ کر کے لنگر بحر عرب مین اوٹھایا۔ اس کا
سبب یہ ہوا کہ اس تین چار دن کے سفر خشکی مین ایک مصیبت عظیم پیش آئی۔ ایک
منزل مین جس کا نام سہو ہوگیا ہے ایک قلعہ تھا وہان کچھ فوج ترکی مامور تھی بدوی ساربان جو
ہمارے قافلہ کے ساتھ تھے کنوین سے پانی بھرنے مین اون سے اور ترکی لشکریون سے کچھ تکرار
ہوئی منازعت زبانی منجر جنگ وجدل کی طرف ہوئی دونون طرف سے بندوقین چلنا شروع
ہوگئین بیچ مین قافلہ ایک طرف ترکی فوج مہذب دوسری طرف جنگلی بدوی قریب دو گھنٹہ
کے دار وہار رہی کتنے قافلہ کے مرد اور عورت کا خون ناحق ہوگیا بعضے مجروح ہوے ایک
حافظ بیچارے یا دشت نمبر مولوی عبد القیوم صاحب کے بیٹے کو قرآن شریف حفظ کرواتے تھے اور
اکثر تماشا دیکھ کی کیا کرتے تھے ہم چند آدمی ایک ہی جگہ پر بیٹھے تھے وہ حافظ بھی ہمارے ساتھ

[illegible]

بیٹھے تھے ۔۔۔۔ ایک گولی اونکے آ کے لگی وہ بیچارے شہید ہو گئے آخرش ترکون نے رحم کھا کے
ہاتھ کو روک لیا والا بدویون نے تو سارے قافلہ کو تمام کر دیا تھا غرض دو گھنٹہ کے بعد امن ہو گیا
جناب اقدس الٰہی تعالےٰ شانہ نے مثل او حفاظت اور عنایت اور شفقت کے اس مصیبت مین
بھی اس روسیاہ کو محفوظ رکھا والا بہت سی گولیان سر پر سے اور داہنے اور بائین دونون طرف
لگی نکل گئین ساری رات اور وہ دن الامان اور توبہ اور تا بت مین گذرا صبح کو دوسرے دن پھر
کوچ ہوا قافلہ کے بہت سے لوگون نے اس خوف سے کہ پھر رستہ مین مبادا ترکی فوج سے جو جابجا
قلعون مین ماموری اور بدویون سے بگاڑ ہو جاوے خشکی کا سفر ترک کیا جس بغلہ پر راقم سوار ہوا اوسی
پر چند اپنے احباب بھی مثل مولوی عبدالقیوم صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ مولانا عبدالحی مغفور کے بیٹے اور مولانا
اسحاق حضرت شاہ عبدالعزیز دہلوی کے نواسہ کے داماد مع اپنے اہل و عیال کے بھی سوار ہوئے لیکن
جس دن سے بغلے نے لنگر اوٹھایا برابر ہوا مخالف رہی دسوین یا بارھوین دن بہت صعوبت سے
بندر جدہ مین لنگر ہوا دو ایک دن اونٹون کی تلاش مین وہان اقامت رہی آخرش اواسط
شعبان مین مکہ معظمہ مین بخیریت داخل ہوئے مشفقی حاجی سعید بخت سلمہ اللہ تعالےٰ سلہٹ
کے ایک بڑے زمیندارون مین مہاجر ہو کے امیرانہ وہان رہتے تھے پہلے سال
مین بھی بعد فراغت کے حج سے جو پندرہ بیس دن وہان اقامت ہوئی تو وہ مبالغ ہو کے
اپنے مکان مین راقم کو اوٹھا لیگئے تھے اب کے دفعہ بعد معاودت کے مدینہ طیبہ
سے پھر وہ مبالغ ہوئے اور راقم اونھین کے مہمانخانہ ہوا اور پیشتر سے اونھون نے اب زیادہ محبت
یہ کی کہ راقم کو الگ کھانے پینے کا بندوبست کر دیا لیکن جناب دوستان در دل مرا نسب اند
اونکے مصارف سے ایک لبادہ قاقم کا جو لندن مین چھ سات سو روپیہ مین راقم نے تیار کروایا
تھا اور وہ بھی لندن کے مال مسروقہ مین تھا جو اسباب میرا چوری ہو گیا تھا مگر بعضی اور چیزون
کے ساتھ وہ مل گیا تھا وہ ہدیۃً راقم نے اون کو نذر کیا رمضان شریف سنہ ۱۲۸۱ھ کا مکہ معظمہ مین بہت
برکات سے گذرا آٹھ سات عمرے ادا کئے اور ماہ مبارک شوال آگیا اور اس سال کا حج جو میری قسمت

[حاشیہ: بسبب ورود بعض مصیبت کے خشکی کی راہ [illegible] سفر اختیار کیا [illegible] بارھوین دن بندر جدہ مین لنگر ہوا اور اواسط شعبان مین مکہ معظمہ مین داخل ہوئے]

حج اکبر واقع ہوا یعنی روز حج روز جمعہ تھا بخیر و خوبی ادا ہوا۔ عجیب اتفاق ہوا کہ جب امیر الحاج نے حج کے واسطے کوچ کیا مجھکو سواری نہ میسر ہوئی اور باوصف یسر کے حج مسنون یعنی پیادہ پا کرنا پڑا مکہ معظمہ سے منا تک پیادہ پا گیا چونکہ اوس مین بہت بڑا ثواب ہے تصور ہوا کہ یہ بھی فضل اور عنایت کے ہے جو اوس سفر مین میرے اوپر جناب اقدس الٰہی کی مبذول ہوئی ہین۔ لیکن بسبب ضعف سن کے متحمل اوس کا نہ ہو سکا۔ منا مین کچھ زیادہ خرچ کرنے سے ایک اونٹ کرایہ کا عرفات تک دونون آمد و رفت کے واسطے مل گیا۔ شکر الٰہی جس کی طاقت ادا کی ہرگز نہین ہے بجا لایا اور نصف حج پیادہ پا ہوا۔ جب حج سے فراغت ہوئی منا مین پھر کے آئے وبا ہیضہ کی شروع ہوئی اوس کے زور و شور کا کچھ بیان نہین ہو سکتا پندرہ بیس دن تک بازار ملک الموت کا ایسا گرم رہا کہ العیاذ باللہ ہزارون آدمی آخر ہو گئے۔ بہت سے ہمخانہ اور ہمصحبت لوگ کوچ کر گئے ہزارون آدمی بہت سے منا تک مسنون حج کے چھوڑ کے معاودت کر گئے اوسی حالت مین ایک مرتبہ راقم بھی اسہال مین مبتلا ہوا کہ نوبت وصیت نامہ بھی لکھنے کی پہونچی لیکن اس مصیبت سے بھی جناب اقدس الٰہی نے نجات دی ایک شب کو ایک بزرگ کے دفن کرنے کے واسطے جنت المعلیٰ مین اتفاق جانے کا ہوا دیکھا کہ لاشون کو بہت ہی اوتھلا غار کھود کے دبا دیتے ہین ہزارون لاشین گویا زمین پر رکھی ہوئی ہین بلکہ نہین شدت تعفن سے میری عجیب کیفیت ہو گئی کہ معاودت دشوار ہوئی غش کی صورت پر مکان مین پہونچ کے مین گر پڑا عشا کی نماز کے واسطے حرم مین جانے کی نوبت نہ آئی۔ شاید آدھی رات کو اقامت گاہ مین اوٹھ کے نماز پڑھی۔ بالجملہ اواخر محرم ۱۲۸۳ مین معاودت کے ارادے سے مکہ معظمہ سے روانہ ہو کے جدہ مین آیا۔ یہان قریب ایک مہینے کے اوس اسباب کے بند و بست کے واسطے جو قاہرہ مین راقم رہن کر کے آیا تھا توقف ہوا پہلے ارادہ تھا کہ خود مصر مین جا کے اور اسباب رہن سے نکال کے وہین سے جو جہازات تجاری ہندوستان کو آتے ہین اون پر سوار ہو کے روانہ ہون مگر کچھ روپیہ کا بند و بست نہ ہو سکا

آخر ایک تاجر حاجی قاسم نام سمیتد تھے اون کے ساتھ بندوبست کیا کہ وہ اسباب منگوا کے بمبئی مین بھیجدین گے اور اس نظر سے کہ ارباب اقتدار سلطنت کے مبادا یہ شبہہ کرین کہ مین کلکتہ مین پہونچ کے پھر بادشاہ کو پارلیمنٹ مین مرافعہ کے واسطے بہکاؤنگا کلکتہ جانے کا عزم موقوف کیا منتظر تھا کہ کوئی بخاری جہاز بمبئی کا جانے والا ملے تو اوس پر سوار ہون۔ اتنے مین جناب مولوی عبد القیوم صاحب مع اپنے اہل و عیال کے بھی معاودت کے ارادہ پر جدہ مین آئے اور ایک بادبانی جہاز پر اونھون نے بندوبست روانگی کا کیا اون کی رفاقت اور مصاحبت کی نظر سے راقم نے بھی اوسی جہاز پر ایک کمرہ لیا ربیع الاول کے شروع مین جہاز نے جدہ سے لنگر اوٹھایا اور پچیس روز مین بمبئی مین داخل ہوا چونکہ عین ایام بارش کے تھے اور اوس سال برسات بہت زور شور کی ہوئی۔ اور جب تک ریلوے کی سڑک صرف بمبئی سے برہان پور تک جاری ہوئی تھی برہان پور سے آگے رستہ بہت خراب تھا لاچاری سے قریب تین مہینے کے بمبئی مین توقف ہوا اور آخر جمادی الثانی ۱۲۸۲ھ مین بمبئی سے ریلوے کے ذریعہ سے برہان پور تک پہونچا یہان سے بمعیت مولوی عبد القیوم صاحب کے خشکی کا سفر اختیار کیا بھوپال مین آیا وہان دو تین ہفتہ تک توقف ہوا بعد اوس کے کرانچی کی ڈاک پر آگرہ مین پہونچا وہان سے ریلوے کے ذریعہ سے کانپور مین آیا۔ کانپور سے لکھنؤ تک جب تک ریل نہین تیار ہوئی تھی گھوڑے کی گاڑی کی ڈاک پر چوتھی شعبان ۱۲۸۲ھ مطابق ۲۳ - دسمبر ۱۸۶۵ء وطن مین داخل ہوا چونکہ بعد سلطنت اودھ کی ضبطی کے حکم تھا کہ سب بادشاہی نوکرون کو پنشن دیا جاے اسی سبب سے راقم نے اپنی طرف سے اور بڑے بیٹے مولوی فریدالدین خان سلمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے پنشن کی درخواست کی مدت تک اوس کا جھگڑا رہا آخرش یہ درخواست منظور نہ ہوئی۔ لارڈ لارنس گورنر جنرل تھے اور عجیب طرح کا اتفاق ہوا کہ جب راقم لندن مین تھا لارڈ موصوف وزیر ہندوستان کے ایک مشاورین مین تھے اور راقم وزیر ہندوستان کے محکمہ مین اکثر جاتا تھا چونکہ لارڈ ممدوح سے ہندوستان مین کبھی شناسائی اور تعارف نہ تھا مین اونکے پاس

۱۵ ربیع الاول [illegible] جدہ سے [illegible] بادبانی جہاز پر [illegible]

۲۰ شعبان ۱۲۸۲ھ [illegible] وطن [illegible]

کبھی ملاقات کے واسطے نہین گیا اور ظاہر امزاج اون کا بہت خوشامد طلب ہے۔ یہ امر اون کو
ناگوار ہوا۔ جب اون کے پاس میری درخواست پنشن کی۔ اور ایک دوسری درخواست اس
مضمون کی گذری کہ میرا دعوے بادشاہ اودھ پر چار لاکھ روپیہ کا ہے اور ایکٹ ۳۲ سنہ ۱۸۶۸ع کا نفاذ
پایا ہے کہ کسی طرح کا کوئی دعوے بادشاہ پر بدون اجازت خاص گورنمنٹ کے کسی عدالت
مین مسموع نہ ہوگا اس واسطے مین امیدوار ہون یا خود گورنمنٹ میرے دعوے کو اونکے اوپر فیصلہ
کرے یا مجھے اجازت دیوے کہ مین عدالت مین نالش کرون۔ مجھے یقین ہے کہ لارڈ ممدوح نے
اوسی ناراضمندی کے سبب سے جو میری طرف سے اون کے دل مین تھی میری دونون درخواستون
کو نامنظور کردیا۔ اگرچہ راقم نے اوس کا مرافعہ وزیر ہندوستان کے پاس بھی کیا مگر کچھ وہان بھی اب
تک شنوائی نہ ہوئی۔ شرح اور تفصیل اپنی تباہیون کی جو اس سلطنت کے ارباب قتدار کی
عدم توجہ سے میرے حال پر ہوئی بسبب یاس کلی کے کسی نتیجۂ خیر سے عبث اور فضول
ہے اور اصل وہی ہے جو اوپر ایک جلیل القدر کا قول راقم نے نقل کیا ہے کہ بادشاہ اودھ
کے مقدمہ مین لندن مین بعضے تصانیف جو راقم نے چھاپ کے مشتہر کئے تھے وہ باعث
میرے حال پر شفقت اور رحم نہ کرنے کے ہوئے اور بادشاہ والاجاہ اودھ جنھون نے
راقم کو ان مصایب مین گرفتار کیا اون کی عقل اور فطانت اپنی سلطنت کھو کے ضایع کرنے سے ظاہر ہے
اون سے کچھ امید بہبود کی رکھنا طول امل سے بھی کچھ بڑھکے ہے ایسی حالت مین بجز قہر درویش
بر جان درویش اور کچھ نہین ہے اور کسی سے محل شکایت نہین ہے بجز اپنی تقدیر کے کبھی ایسا تصور
ہوتا ہے کہ اگر مین لندن نہ جاتا تو بہتر ہوتا کہ اتنی تباہی نہ آتی پھر یہ خیال کیا جاتا ہے کہ وہ بھی عَسٰی اَنْ
تَكْرَهُوا شَيْئًا وَّهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ تھا۔ غدر کا عہد چونکہ مصالح سلطنت اندھا عہد تھا کچھ تعجب نہین ہے
کہ لوگ پھانسی پر چڑھا دیتے اس حفاظت کے واسطے آپ ودانہ نے وہان کھینچا تھا۔ غرض اس عالم
اسباب مین لاکھون تدبیرین معاش پیدا کرنے کی ہین مثل مشہور ہے پاے مرا لنگ نیست ملک خدا
تنگ نیست جب تک ہاتھ پاؤن چلتے ہین محض عنایت اور شفقت الٰہی سے مین مایوس نہین ہون اگر

یعنی ارباب ریاست و سلطنت [illegible] خود وعدم توجہ [illegible]

عجز اور قصور ہمت کا عایق نہ ہو تو مجھے ایسی امید واری ہے کہ میرے امثال مین کمتر کسی کو ہوگی
جب تک تلاش کی طرف توجہ نہین ہے البتہ کچھ عسرت اور افکار مین گرفتاری ہے چنانچہ
اوسی خانہ نشینی کے عرصہ مین بدون اس کے کہ میری طرف سے کچھ درخواست ہو نواب
محمد علی خان ٹونک کے نواب نے کمال آرزو سے گھر بیٹھے مجھے طلب کیا اور پانسو روپیہ
درماہہ میرا مقرر کیا۔ بعضے وجوہ سے اوس کے قبول کرنے مین تامل تھا آٹھ مہینے تک راقم نے
آرے اور بلے مین رکھا اور باوصف اونکے اصرار کے اور تاکید طلب کے وہان جانے کا اتفاق
ہوا۔ اس عرصہ مین اون پر ایک مصیبت آئی یعنی سلطنت انگریزی کی عدالت و انصاف
نے اون کو حکومت سے معزول کر دیا اب اصرار اور مبالغہ نواب محمد علی خان کا میری طلب مین اور
زیادہ ہوا اور جو قصہ اون کی معزولی کا سنا اوس سے معلوم ہوا کہ جن رفع مظالم کی
نیت سے اون کی معزولی ہوئی اوس مین اوس بیچارے کی ذات پر مظالم واقع
ہوے اگرچہ پچھلے امتحانون سے راقم اپنے دل مین عہد کر چکا تھا کہ کبھی ہندوستان
کے پولیٹکل یعنی نظم سلطنت کے باب مین گورنمنٹ کی تدابیر کے مخالف کسی تدبیر مین
راقم شرکت نہ کریگا لیکن صرف اس نظر سے کہ ایسے اوقات مین ان جیسوں کے رؤسا اکثر
غدار اور مفسد اور طامع لوگون کے پھندے مین پڑ جاتے ہین اور تباہ ہوتے ہین۔ شاید اگر میرے مشورہ
کو قبول کرین تو اون کے دستبرد سے بچین اور اس معزولی کی بلا سے زیادہ اور تباہی مین نہ پھنسے ہین
راقم نے اون کی رفاقت اور مصاحبت قبول کی اگرچہ اوسکے قبول کرنے مین راقم فی الجملہ اپنی
ہتک سمجھتا تھا جب راقم اون کے پاس آیا تب اونھون نے نہایت عجز اور الحاح سے مجھ سے کہا
کہ پانسو روپیہ مہینا جو حالت قیام ریاست مین اونھون نے وعدہ کیا تھا اب اوس کا ایفا اون سے
نہین ہو سکتا ایک مہینا اوس حساب سے دیکے درخواست کی کہ تین سو روپیہ مہینا سے زیادہ کے
اب وہ متحمل نہین ہو سکتے چونکہ مین اون کے پاس آچکا تھا اور وہ عذر اون کا قابل قبول تھا راقم نے
قبول کیا دو برس تک باوصف اس کے کہ اون کی رفاقت مین راقم کا بہت نقصان ہوا اون کے

ازانجملہ نواب محمد علی خان [illegible] معزول [illegible] کا [illegible]
[illegible] ہوا [illegible] کا اتفاق ہوا

نواب محمد علی خان صاحب معزول [illegible]
[illegible] طلب [illegible]
[illegible]

ہمراہ رہا۔ اس صحبت دراز مین اگرچہ اون کو راقم نے حسن اخلاق اور تواضع اور فروتنی اور بعضے اور صفات مستحسنہ مین فرد پایا مگر شان ریاست و سرداری سے اون کو عاری پایا اور چونکہ علی العموم اہل ہند خصوص رؤسا اور بالتخصیص اون مین اہل اسلام ادبار اور نکبت مین گرفتار ہین سو اپنا نیک و بد سمجھنے کی کسی کو لیاقت نہین ہے اور بالتخصیص رؤسا آدمی کو بالکل نہین پہچانتے اور مطلق دوست اور دشمن مین اونکو تمیز نہین ہے جیسا مولوی معنوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہین چشم وا ز دو گوش وا ز دا این ز کا + خیرہ ام از چشم بندی خدا + کوئی ایک نصیحت میری اونھون نے قبول نہ کی جہان تک ممکن تھا مصارف لغو سے مین اون کو روکتا رہا۔ مگر پھر چھ فروش گندم نما لوگون کے ہاتھ مین جیسے وہ پھنسے تھے ویسے ہی پھنسے رہے لاکھ ڈیڑھ لاکھ روپیہ کا اساسہ ٹونک سے ساتھ لائے تھے وہ سب اوڑا دیا۔ میری صلاح یہ تھی کہ کہین کسی کو وکیل کر کے نہ بھیجین صرف وہین بیٹھے ہوے ایک مرافعہ وزیر ہندوستان کے پاس کر دیوین اگر کچھ مفید ہو تو بہتر نہین تو صبر اور شکر کرین آخر اونھین کا بیٹا رئیس ہے۔ پانچ ہزار روپیہ درماہہ اون کا مقرر ہے جو اساسہ پاس ہے اوس کی حفاظت کرین۔ ایک نہ سنی جو پاس تھا اوس کو ضایع کیا۔ آیندہ دیکھیے اون کی کیا گت ہوتی ہے خدا اون کو زندہ رکھے بعضے صفات مستحسنہ مین بے نظیر ہین غرض صحبت راقم کی اون کے ساتھ برہم ہوئی اور رفاقت اونکی ترک ہوئی۔ اب میری غیبت مین ٹھنڈے لوہے کے پیٹنے کی تدبیرون مین جو گیا سو گیا آیندہ دیکھیے کیا کھوتے ہین۔ ان سب کوایف کے نقل کے بعد بموجب مضمون بلاغت مشحون وَ اَمَّا بِنِعۡمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثۡ (اپنے پروردگار کی نعمت کا بات چیت مین ذکر کر) اس امر کے اظہار سے راقم کو باک نہین ہے کہ مجھ سا بدلیاقت ناقص اور ناتمام اپنے جوہر ذاتی مین اس وقت تک جسکی عمر ستر برس کی پہونچی جناب اقدس الٰہی تعالے شانہ نے محض اپنے لطف و کرم سے بدون استحقاق کے اوسکو اوس رتبہ اور ناموری پر پہونچایا کہ جس نے میرے آبا اور اجداد کی جو شہرت اور بلند پایگی تھی اوس کو روشن کیا انگلستان مین سلطانہ برطانیا اعظم اور ایرلینڈ اور ہندوستان وغیرہ یعنی ملکہ معظمہ وکٹوریا دام اقبالہا و حشمتہا جس کا جھنڈا شوکت اور عظمت کا اکثر کرہ عالم پر اوڑ رہا ہے اوس کے دربار مین

ذکر الطاف ترقی اور ناموری راقم کا بااجمال

راقم نے نہایت عزت اور امتیاز کے ساتھ راہ پائی۔ اونکے کھانے کی میز پر مدعو ہوا تھا اگرچہ باقتضاے
تقدیر کے جیسا اوپر ذکر ہو چکا ہے اوس کا ظہور نہ ہوا۔ ہندوستان مین ایک وقت مین کئی سو سوار
اور پیادے انگریزی فوج کے میری سواری کے جلو مین دوڑے۔ قطع نظر اپنے ہندوستانیون کے
ابناے جنس سے برافراختگان انگلستان جو آج ہندوستان مین سر تفاخر عرش برین پر رکھتے ہین
جس صحبت کی شرکت سے اور جس دعوت مین مطلوب ہونے سے نہایت اپنا فخر اور اعزاز سمجھتے
ہین اور شاید بعضون کو وہ صحبت اور دعوت باوصف کمال سعی کے میسر نہ ہو یا دشواری سے میسر
ہوا اون صحبتون اور دعوتون مین راقم میزبانون کی بہت خواہش اور آرزو سے شریک ہوا۔ آنریبل مسٹر
گلاڈ اسٹن جو آجکل ملکہ معظمہ سلطنت برطانیہ اعظم کے وزیر اعظم ہین اونکی لیڈی نے اپنی صحبت شبینہ
مین جہان تمام ارکین سلطنت اور وزرا اور امرا جمع تھے دو دفعہ اپنا رقعہ طلب کا بھیج کے اوس مجمع
کی شرکت سے راقم کو مشرف کیا اور بہت سی دعوتون مین اور صحبتون مین جن کے میزبان اوس عہد
مین مسٹر گلاڈ اسٹن سے عزت اور امتیاز مین چڑھ کے تھے شریک ہونے سے راقم نے عزت اور
امتیاز حاصل کی نام بنام سب کا ذکر کرنا عبث اور فضول ہے بہت سے لوگون کے نام راقم بھول
بھی گیا ہے۔ صدہا میری تصویرین چھپی ہوئی اور کھینچی ہوئی مرقعون مین اور دفترون مین ارکین اور
شاہزادون کے برطانیہ اعظم کے اور فرانسیس اور روس اور پروش اور اطالیا اور صقالیا اور جرمن اور
پرتگیز اور اسپانیول اور روم اور شام اور مصر کے موجود ہین جب تلک ایسٹ انڈیا کمپنی ہندوستان
کی حکومت پر رہی اوس کے کورٹ آف ڈیرکٹرز کے ساتھ اور بورڈ آف کنٹرول کے ساتھ اور قبل اور
بعد اوسکی برخاست کے سلطنت کے وزرا کے اور اکثر ارکین اور امرا کے ساتھ مراسلات اور مکاتبات
ہوا کیے شاہنشاہ فرانسیس کے خطوط حسب الحکم میرے نام پر آئے اوس سلطنت کے اکثر امرا کے ساتھ
مکاتبات رہے اکثر لوگ بہ لقب ہز اکسلنسی مجھکو لکھا کیے۔ الغرض سبب یہ عزت و امتیاز ہر خاص و عام
کا اوس عالم کے اشارہ کے واسطے میری طرف اوٹھتا تھا اور میری دعاے شبانہ روزی اَللّٰهُمَّ
اجْعَلْنِي مَحْسُودًا وَّلَا تَجْعَلْنِي حَاسِدًا الحمد للہ والمنۃ کہ مستجاب ہوئی کہ یہ گمنام ہمیشہ محسود خاص و عام کا

رہا کہ اوس سے اب بھی اس حالت کم مایگی مین بھی بچاؤ نہین ہے اور اگرچہ اس ناموری اور بلند پایگی
کے ساتھ جو ہزارون مرتبہ میری حیثیت اور لیاقت سے زاید ہے اور لاکھون روپیہ میرے ہاتھ سے
صرف ہوا اور ہاتھ مین آکے نکل گیا کچھ مایہ تو کل جو اعقاب کے کام آوے یا میری حالت بے دست و پائی
مین کام آوے وہ مین نے نہ چھوڑا اور جو تھوڑا بہت مدتون کی محنت اور مشقت سے اکٹھا کیا
تھا وہ انگلستان مین دشمنون کے اور عدالت کے مصارف کے نذر کیا لیکن مال و عیال کو مین ہاتھ کا
میل سمجھتا ہون آیا اور صاف ہو گیا۔ اب صرف دو آرزوئین ہین جس کے واسطے شبانہ روز دست بدعا
ہون ایک یہ ہے کہ اللہ تعالے میری عاقبت بخیر کرے اور دوسری یہ ہے کہ میرے اعقاب فکر
حصول ناموری کی اپنی ذات سے کرین اور عیش و عشرت دارین مین بسر کرین اور رزق ہے سعادت
اونکی اگر میرے انفاس بقیہ چند کو طلب اور تلاش سے فارغ رکھین۔ گو آرزو یہ ہے کہ ضیق و عسرت
حالیہ کو باداے فرایض اور واجبات جو میری گردن پر ہین اس قدر اللہ تعالے اور مجھے اس عالم
مین رکھے کہ مین خود اوسکو دفع کرون اور اوس کا بوجھ اعقاب کی گردن پر نہ ڈالون اس واسطے کہ
اب تک ہاتھ پاؤن چلتے ہین لیکن اِرَادَۃُ اللهِ غَالِبٌ عَلیٰ کُلِّ اِرَادَةٍ جو مقدر ہو چکا ہے اور
لوح محفوظ مین لکھا جا چکا ہے وہ خواہ مخواہ واقع ہو گا۔ راقم کے اولاد ذکور مین ایک میرا بڑا بیٹا
مولوی فرید الدین خان سلمہ اللہ تعالے ہے۔ سلخ صفر المظفر ۱۲۵۹ھ مین مطابق یکم
اپریل ۱۸۴۳ع پیدا ہوا۔ الحمد للہ نہایت سعید اور رشید ہے بہت تقوے کے ساتھ
بسر کرتا ہے استعداد عربیت مین اچھی حاصل کی حدیث شریف کے درس مین بہت
اوس کو شغف ہے مشکوۃ شریف اور صحیح بخاری سند کر چکا ہے۔ اور معمولی تحصیل کی
کتابون مین متوسطات سے فارغ ہو چکا ہے اب بھی شغل چلا جاتا ہے قریب مطولات سے
فارغ ہونے لگے ہے اداے فرایض اور واجبات اور سنن اور مستحبات حتی المقدور ترک نہین کرتا۔
اللہ تعالے نے اب تک بانصیب رکھا ہے تین برس کی عمر مین اودھ کی سلطنت سے قدامت
آبائی کی نظر سے سات سو روپیہ مشاہرہ اوسکے واسطے مقرر ہوا اگرچہ پھر تخفیف مین قریب نصف کے

راقم کی اولاد ذکور مین بڑا بیٹا مولوی
فرید الدین خان ہے اور ایک چھوٹا [illegible]

رہا مگر سلطنت کی ضبطی تک ملا کیا۔ چونکہ بسبب شغل درس و تدریس کے قوانین سلطنت کے یاد
کرنے مین اونکو توجہ نہین ہے اور نہ ایسا کوئی اپنا مربی باقی رہا جس کو نظر رعایت کی ہو۔ سردست
اس سلطنت مین ایسا کوئی عہدہ اون کو ملنا جو موافق حیثیت آبائی کے ہو عسیر معلوم ہوتا ہے۔ اور
فضل الٰہی سے چونکہ ذہین اور باعلم ہین قوانین یاد کر لینا اور امتحان دینا کچھ دشوار نہین ہے۔ اگر
کوئی ایسا مربی ہاتھ آوے کہ فتوح اور فلاح بالیقین ہو خواہ مخواہ امتحان دینگے اسی نظر سے کہ باوصف
ایسی محنت گوارا کرنے کے کچھ حاصل نہو توجہ نہین کرتے۔ بہرصورت اون کی سعادت مندی و رشادت
سے مجھے امید ہے کہ جناب اقدس الٰہی تعالے شانہ کوئی راہ اونکی فلاح کی نکالیگا۔ قریب تین
برس کے گذرے ہین کہ اونکی شادی کر دی تھی اوپر ذکر ہو چکا ہے کہ وہ عزیزہ مرحومہ جس کے
ساتھ اون کا عقد ہوا تھا لاولد اس جہان سے اوٹھ گئی اس صدمہ سے البتہ اون کو بڑا ملال ہے
اللہ تعالے صبر عطا کر دے اور نعم البدل نصیب ہو۔ اس پیرانہ سالی مین ایک مصیبت عظیمہ
میرے اوپر یہ ہوئی کہ اب تک اونکی اولاد کے دیدار سے مجھے اطمینان اور مسرت نہ حاصل ہوئی۔
دو میری پہلی شادی سے جو والدین مغفورین نے کی تھی پیدا ہوا اگرچہ اور اولاد بھی ہوئی تھی مگر کوئی
زندہ نہ رہی صرف اوس کی ایک بہن ہے جسکا ذکر اوپر ہو چکا ہے اوس کی شادی مین اولو تقاریب
مین پچیس تیس ہزار روپیہ صرف ہوئے۔ عباسیون مین واجد علی سلمہ نام ایک لڑکے سے جو ہمارے
خاندان کا نواسہ بھی ہے اوس کی شادی ہوئی۔ بہت لایق اور ہوشیار اور کارگزار ہے۔ اب تک الور
کی ریاست مین معزز عہدے پر نوکر تھا۔ کئی مہینے سے بیکار ہے خدا اوس کی دین و دنیا رفاہ اور
فلاح سے کاٹے ایک اوس کا بیٹا میرا نواسہ ہے ساجد علی نام کلام اللہ حفظ کرتا ہے بیس سیپارے
سے زیادہ حفظ کر چکا ہے بہت فطین اور ذہین ہے قیافہ اوس کا بہت اچھا ہے۔ اللہ تعالے اوسکی
عمر مین برکت دیوے اور دین اور دنیا مین بآسایش بسر کرے دو نکاح راقم نے اپنی
خوشی سے کیے۔ ایک سیدہ کے ساتھ نکاح کیا تھا اوس سے میرا چھوٹا بیٹا ہے مولوی
اکرم الدین احمد خان نام سلمہ اللہ تعالی تیرھوین رمضان المبارک سنہ ۱۲۶۰ھ مطابق ستائیسوین ستمبر

[illegible]

سہ نانا کی دعا مقبول ہوئی۔ حافظ ساجد علی صاحب وکیل اورنگ آباد کا وجود گرامی اسیر شاہد ہے۔ ۱۲

سنہ ۱۸۷۷ء کو پیدا ہوا فضل الٰہی سے نہایت سعید اور رشید ہوا۔ لیاقت اور قابلیت نوشتخواند
فارسی کی بہت اچھی حاصل کی عربیت مین متوسطات تک نوبت پہونچی تھی کچھ استعداد بھی
ہوگئی مگر تکمیل نہ کی۔ اپنے شوق سے انگریزی شروع کی۔ تین برس تک لکھنؤ کے کیننگ کالج مین
مشغول رہا فی الجملہ لکھنے پڑھنے کی کچھ استعداد بھی ہوگئی تھی کہ اوسکی شادی جناب عم دالامقام مولوی
خلیل الدین خان بہادر مغفور کی پوتی کے ساتھ جو امیر الدین خان مرحوم کی بیٹی ہے کردی جب
سے انگریزی کا شغل بھی اوس کا موقوف ہوگیا۔ مین چاہتا تھا کہ اوس مین اوسکو تکمیل ہوجاے
مگر اوس کی ہمت عالی مقتضی خانہ نشینی کی نہ ہوئی۔ جیسا اوپر اوس کی طرف ایما ہو چکی ہے
حیدرآباد دکن کا اوس نے سفر کیا اور وہان فوراً ایک معزز عہدہ پر مامور ہوگیا اور آیندہ امیدوار
ترقی کا ہےعہ۔ اور آجکل میری خانہ نشینی مین مدار مصارف خانگی سارے کنبہ کا جو قریب
ایک سو آدمی زن و مرد ہین اوسی پر۔ اور میرے دو بھتیجے مولوی احسن الدین احمد خان اور مولوی ذکی الدین
خان عہ سلمہما اللہ تعالے پر جو تینون بھائی ایک ہی جگہ پر ہین۔ اور برادر عزیز حافظ مولوی ریاض الدین
خان سلمہ اللہ تعالے پر ہے۔ اللہ تعالے اون سب کی عمرون مین برکت دے اور خوش رکھے

اب ذکر اپنے نسب ناموں کا موافق پچھلے وعدہ کے ضرور ہوا۔ قدیم سے ہم
زبان بزبان سنتے چلے آئے ہین کہ ہم لوگ علوی ہین جن کے دو خاندان اس قصبہ
مین ہین ایک خاندان ملکزادون کا مشہور ہے اور ایک مخدوم زادون کا۔ یون نقل
کرتے ہین کہ ایک بزرگ علوی ابوبکر حاجی نام جونپور مین سلطان حسین سلطان الشرق
کے عہد مین وارد ہوے۔ اسعد الدین یا اسد الدین سالاری اون کے وزیر تھے اون کی بیٹی کے
ساتھ شادی ہوئی اون سے دو بیٹے پیدا ہوے۔ ایک کا نام نصیر الدین نصرت اور دوسرے کا
نام بہاء الدین کیقباد۔ اور قصبہ کاکوری مین ایک راجہ بیس کی قوم کا تھا اوس کا نام تھا راجہ ساتھا
اوس قصبہ مین ایک مرد شریف جو ظاہرا سید تھے اوسی راجہ کے سوارون مین نوکر تھے اونکا مکان
اوسی راجہ کے قلعہ کے نیچے تھا جس کا نام کاکور گڈھ تھا۔ وہ سید کہین اوسی راجہ کے کام کو گئے تھے

عہ اول تعلقداری (ڈپٹی کلکٹری) سے پنشن لی عہ ایضاً۔

گھر مین اون کی بی بی اور ایک اونکی بیٹی نا کتخدا تھی - ساون کا مہینا تھا اون کے گھر مین ایک
درخت تھا اوس پر وہ جھولا جھولتی تھی - وہ راجہ بد معاش جوان تھا - ہاتھی پر سوار نکلا اوس
لڑکی پر اوس کی نظر پڑی - لوگ متعین کیے کہ اوس لڑکی کو لے آؤ - اوس لڑکی کی مان نے لوگون سے کہا
بہت اچھا مین اوس کو پوشاک اور زیور سے آراستہ کردون جب تم لیجاؤ اور کوٹھری مین لیجا کے
پہلے اپنی لڑکی کو چھری سے ذبح کیا اور بعد اوسکے اپنے تئین قتل کیا - اوس لڑکی کا باپ جب گھر
مین پھر کے آیا سیدھا جون پور کو چلا گیا اور دن کو مشعلین جلا کے اور سر پر خون مین ڈوبا ہوا کپڑا ڈال کے
قصر سلطنت مین گیا - مشعلین دن کو جلانا اشارہ ہے ظلم کی تاریکی کی طرف الغرض جب شاہ حسین
کو اس مظلمہ کی اطلاع ہوئی وہ بہت برہم ہوے اور اپنے وزیر اسعد الدین سالاری کے ساتھ مخفی
ایک بندوبست کیا کہ وہ بادشاہ سے ظاہر مین برہم ہو کے جونپور سے مع اپنے کس و کو کے دلّی
کے ارادہ پر روانہ ہوے اور کسی مقام پر کاکوری کے قریب خیمہ کر کے راجہ ساتنا کو اطلاع کی اور یہ
پیغام دیا کہ ہم سے اور سلطان الشرق سے بدمزگی ہو گئی - اس واسطے ہم اپنی سلطنت قدیم دلّی مین
جاتے ہین اس سفر مین زنانہ یعنی محل کے لوگون کا لیجانا موجب زحمت کا ہے اس واسطے آپ اگر
مہربانی سے ہمارے محل کے لوگون کو چند روز کے واسطے اپنے قلعہ مین جگہ دیجیے کہ وہ حفاظت سے
رہین تو ہم بہت ممنون ہونگے دلّی مین پہونچ کے اطمینان کے بعد ہم طلب کر لین گے راجہ چونکہ بد معاش تھا
وہ نعمت غیر مترقبہ سمجھا کہ لاکھون کا مال اور وزیر کے محل کی سیکڑون خوش رو خوبصورت
بیگمات مفت ملتی ہین نہایت خوش ہوا اور نہایت عجز و الحاح سے عرضی بھیجی کہ قلعہ حضور کا
ہے اور مین غلام ہون بخوبی حفاظت کرونگا اس واسطے بدرقہ کی حاجت نہین ہے قلعہ کے
اندر کوئی مسلح نہ آوے محل کے لوگ بے تکلف داخل ہون - اسعد الدین سالاری نے یہ بندوبست
کیا کہ دو ہزار زنانی ڈولی - - - ہر ڈولی پر دو سپاہی مسلح تلوار وغیرہ چھوٹے ہتھیار سے اور تیر و کمان
سے جو اوس وقت رائج تھے تیار کین اور خود کچھ اور بدرقہ کے ساتھ ہمراہ ہوے ظاہر مین جو مسلح
لوگ تھے وہ قلعہ سے باہر رہے ڈولیان سب جب قلعہ مین آ چکین چار ہزار سپاہی مسلح پردہ ڈولیون

کا اوٹھا کے نکل پڑے اور قتل عام شروع کر دیا۔ خود راجہ کو پکڑ کے سیکڑون عذاب سے قتل کیا
منقول یون ہے کہ سلطان حسین کا حکم تھا کہ کیتے اور بلی تک وہان زندہ نہ چھوڑنا۔ یہ ظاہرا
مبالغہ ہے اس واسطے کہ مرد اور عورت اور لڑکے سپاہی اور پیشہ ور کسی کو زندہ نہ چھوڑنا اور سب
پیشہ کے لوگ جون پور سے ہمراہ کر دیے تھے کہ اس قصبہ مین نئے آباد ہون۔ چنانچہ یہ حکایت
ہمارے قصبہ مین سب خاص و عام کی زبان پر ابًا عن جدٍ منقول چلی آتی ہے۔ ایک بہت بوڑھا
حجام جو ہمارے خاندان کا برتی تھا وہ بھی چھٹپن مین ہم سے یہ حکایت نقل کرتا تھا اور کہتا تھا
کہ ہم بھی رئیس قدیم اس قصبہ کے ہین اور تمھارے اجداد کے ساتھ سلطان حسین کے بھیجے ہوے
آکے آباد ہوئے ہین۔ الغرض یون منقول ہے کہ ساری کاکوری سلطان حسین نے اسعد الدین
سالاری کے اختیار مین چھوڑی اور اونکے دونون نواسے نصیر الدین نصرت اور بہاء الدین کیقباد یہان
آباد ہوے اونھین کو بہاء الدین کیقباد کی اولاد مین سے کسی کو ملک کا خطاب ہوا چنانچہ چند
پشت تک ملک کا لفظ اسما کے ساتھ ضم ہوتا تھا کہ وہ نسب نامہ سے معلوم ہوگا اور اونکی اولاد
سب ملکزادے کہلاتے ہین اور نصیر الدین نصرت کی اولاد سب مخدوم زادہ مشہور ہین اس واسطے کہ اونکی
تیسری پشت مین حضرت مخدوم نظام الدین قاری معروف بہ شیخ بھکاری یا شیخ بھیکہ قدس سرہ پیدا
ہوے جو بہت بڑے نامور مشایخ اور علما کبار مین گذرے ہین اونکے عہد سے ساری اونکی اولاد
مخدوم زادے کہلاتے ہین آئین اکبری مین مشایخ کے زمرہ مین نام نامی اونکا مندرج ہے اور
بڑے بڑے امراے نامی اکبری عہد کے اون کے مریدین مین تھے چنانچہ ماہم آنکہ جو اکبر بادشاہ
کی دائی تھین اور اونکے بیٹے یا بھائی امراے کبار اکبری مین سے جن کا نام شمس الدین کوکہ مشہور
ہے اونھون نے وصیت کی تھی کہ حضرت کے جوار مین مدفون ہون اون کا بہت بڑا حظیرہ بنا ہوا ہے
اور عوام کی زبان مین ماہم ساہم کا روضہ مشہور ہے۔ حالات او صفات حضرت کے نقل کرنے کے
واسطے ایک مجلد جدا گانہ درکار ہے ان دونون خاندانون مین تو بسبب یکجدی ہونے کے قدیم
سے خلط تھا ایک اور خاندان عباسیون کا ہے یعنی نسب اون کا حضرت عباس عم رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم کی طرف منتہی ہوتا ہے یہ خاندان بھی مدت سے ہمارے دونون خاندانون سے مختلط ہے
اور اوسی خاندان مین منصب اس قصبہ کی قضا کا ہے اور وہ مدعی ہین کہ پہلے رئیس کاکوری کے اوسی
خاندان کے بانی ہین مگر سند قدامت کی ظاہرا فرمان اونھین سلطان حسین کا ہے تو غالبًا جب
اسعد الدین سالاری کی اولاد کو ریاست یہان ملی اوسی عہد مین سند قضا کی اوس خاندان کو ملی ہے
ایک اور صدیقی خاندان ہے جو کاکوری کے رؤسا مین ہین وہ محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کی طرف
منتسب ہے وہ خاندان بھی پچھلے زمانہ مین دونون علوی خاندانون سے اور عباسی خاندان سے مختلط
تھا۔ اب اوس خاندان مین صرف ایک گھر باقی ہے جن سے ہمارے خاندانون مین اختلاط ہے اور
کئی گھر مخدوم زادون کے اوس خاندان کے نواسے ہین جو اب تک ہمارے یہان مختلط ہین۔ کچھ گھر
اوس خاندان کے باقی ہین جن سے اختلاط نہین ہے۔ ایک اور خاندان ہے کہ وہ بھی اپنے تئین
صدیقی کہتے ہین مگر یہ راقم کو نہین معلوم ہے کہ اوسی صدیقی خاندان کے ہین یا اوس سے علاوہ کوئی
دوسرا خاندان ہے جتنے گھر اون کے ہین وہ سب چودھری کہلاتے ہین کسی عہد مین یہ منصب
اون کے خاندان مین مفوض ہوا ہوگا جو پچھلے زمانے مین ایک معتمد خدمت بادشاہی تھی اور اس
سلطنت اودھ کی ضبطی تک کچھ نہ کچھ کام اس منصب کا اون خاندانون مین رہا جب سے انگریزی
ہوئی تب سے صرف نام رہگیا ہے لیکن اوس خاندان سے ہمارے تینون خاندانون کے ساتھ کبھی
خلط اور آمیزش نہین ہوئی۔ ایک اور گھرانا تھا کہ اون کو شامی کہتے تھے ایک بزرگ مولوی حسن بخش
صاحب مرحوم اس گھرانے مین نامی ہوے اونھین کے ذریات کچھ باقی ہین کچھ مغول ہین سنتے ہین
کہ بعضے خاندان مغول کے اس قصبے مین بہت پرانے تھے یہان تک کہ کہتے ہین بعضے پالکی نشین
تھے اور پالکی پچھلے عہد مین یہ پالکی نہ تھی جو اب مروج ہے ظاہرا امراء اوس سے جیسا لرد اریالکی ہے
جو بے عطاے سلطنت کے کوئی استعمال نہین کرسکتا تھا۔ اب بھی کچھ گھر باقی ہین مگر کوئی نام برآوردہ
اونھین نہین ہے سلطنت کی ضبطی تک سپاہ کے فرقہ مین سوارون مین چند لوگ نوکر تھے۔ لیکن وے
لوگ اونھین خاندانون کے ذریات مین ہین جو پالکی نشین کہلاتے تھے یہ کو نہین معلوم ہے شفقت

یون ہین کہ وہ خاندان ہو دہ تالاب جو اس قصبہ مین ہے اوسکے کنارہ رہتے تھے۔ اور اب یہ
لوگ وہان سے الگ قصبے کے شمال کی طرف رہتے ہین۔ کچھ اور خاندان خوش باش بھی تھے آب
کوئی نام برآوردہ اون مین نہین ہے۔ ہنود مین کایتھ کی کئی قوم ہین اونمین بھی کوئی نامی نہین ہے
چند لوگ روزگار پیشہ ہین کچھ کھاتے پیتے ہین۔ دو ایک بنیے کی قوم مین کچھ متمول ہو گئے ہین۔
مردم شماری انگریزی جو ہوئی اوس سے معلوم ہوا کہ کل عام و خاص آٹھ ہزار آدمی اب یہان کے
باشندون مین ہین۔ یہان تک طوالت اس قصبہ کے ذکر مین ہوئی۔ اب اصل غرض جو نسب نامہ
کے ذکر کی ہے وہ یہ ہے ہم نے اپنے والد ماجد مغفور سے سنا ہے کہ جناب حضرت جد امجد مغفور نے
ایک نسب نامہ پچھلے کاغذات اسناد سے لکھا تھا مگر یہ نہین معلوم ہوا کہ وہ خاص اپنے ہی خاندان کا
تھا یا سب خاندانون کا تھا سو وہ نسب نامہ شیخ فیض بخش صاحب مرحوم جو ایک بزرگ ہمارے
ملکزادون کے خاندان کے تھے وہ لے گئے لیکن خود اونھون نے ایک بہت بڑی کتاب تمام
کاکوری کے خاندانون کے نسب نامہ کی لکھی ہے شاید وہ نسب نامہ جناب جد امجد مغفور کا لکھا ہوا
اون کا کچھ معین ہوا ہو یا وہی اصل تھا اس کا حال ہم کو معلوم نہین ہے بموجب اوس نسب نامہ کے
جو وہی امر قدیم سے ہمارے دونون خاندانون مین ملکزادے اور مخدوم زادے کی زبان بزبان چلا
آیا ہے نسبت ان دونون خاندانون کی محمد ابن حنفیہ ابن علی مرتضے کرم اللہ وجہہ کی طرف ہے اور
بیچ مین واسطہ شیخ احمد جام کی طرف دونون خاندانون مین مشہور ہے چنانچہ ایک اور بزرگ
مخدوم زادون کے شیخ احسان علی صاحب مرحوم نے اوسی نسب نامہ کے مطابق مخدوم زادون کا
نسب اپنی بیاض مین لکھا ہے اور آخر مین اوس نسب نامہ کے یہ عبارت لکھی ہے۔ از کتاب مخدوم شیخ
بھیکھ قدس سرہ این چند سطور از بیاض شاہ حسن علی صاحب متوطن جورہ من اعمال بلدہ کالپی درباب
نسب نامہ نوشتہ شد انتہی۔ مگر عجیب اتفاق ہے کہ جناب حضرت شاہ تراب علی قدس سرہ نے
ایک کتاب کشف المتواری لکھی ہے اوس مین جو نسب نامہ مخدوم زادون کا لکھا ہے اوس سے اور
جو قدیم سے ہمارے دونون خاندانون مین مشہور تھا بڑا فرق ہے اور چونکہ وہ نسب نامہ کتاب

زادالآخرت کے مقدمہ سے نقل ہوا ہے جو تصنیف ملا عبدالرشید ملتانی کی حضرت مخدوم شیخ بھیکھ کے خلفاؤن مین سے ہے بظاہر نہایت معتبر ہے اوس مین نصیرالدین تک تو اتفاق ہے جو قدیم نسب نامون مین نصیرالدین نصرت لکھا ہے اور اوس نسب نامہ مین امیر نصیرالدین دلیل اللہ لکھا ہے بعد اوس کے قدیم نسب نامون مین نصیرالدین نصرت ابن ابوبکر جامی مرقوم ہے اور اس نسب نامہ مین امیر نصیرالدین دلیل اللہ ابن ابو محمد خافی لکھا ہے اور اوسکے بعد بالکل ایک دوسرے کے خلاف ہوا اور ابو محمد خافی کے کوئی بیٹے بہاءالدین کیقباد تھے یا اون کی شادی اسعدالدین سالاری کی بیٹی کے ساتھ اسکا حال بھی وہان نہین لکھا گیا۔ ایک اور امر مشتبہ نقل کرتے ہین کہ شیخ احمد جام علوی نہ تھے ثنائی فاروقی یا صدیقی تھے۔ غرض عجیب سانحہ ہے نہ مشہور قدیم کو بالکل ہم غلط کہہ سکتے ہیں ورنہ انکشاف کشف المتواری کو خلاف واقع تصور کر سکتے ہین۔ بارخدایا اگر یہ کہیے کہ کوئی ایک اونمین سے نسب مادری ہے اور بسبب عظمت شان کسی بزرگ کے اوس طرف منتسب ہوا اور اصل سے سہو اور ذہول واقع ہو گیا۔ یا جیسا بعضے بزرگون کی زبان سے یہ بھی سنا ہے کہ اصل ہمارے خاندان ملک زادون کا انتساب حضرت ابوبکر صدیق کی طرف ہے اور شاید خواجہ احمد جام صدیقی تھے اور جو بزرگ ابوبکر جامی جون پور مین آئے اور اسعدالدین سالاری کی بیٹی کے ساتھ اون کی شادی ہوئی وہ صدیقی ہون غرض حقیقت حال اور غیب کا آگاہ خداوند تعالے ہے۔ بہرصورت اس مقام پہ ہم نسب نامہ اپنے خاندان آبائی کا موافق مشہور قدیم کے جناب شیخ فیض بخش صاحب مرحوم کی کتاب سے نقل کرتے ہین اور جو انتساب ہمارے خاندان کو مخدوم زادون مین ہے اوس کو بموجب انکشاف کشف المتواری کے ہم نقل کرین گے۔ پس اول یہ ہے راقم عاصی مسیح الدین المخاطب بہ خان بہادر ابن قاضی علیم الدین خان بہادر ابن[۲] قاضی القضات قاضی نجم الدین خان بہادر ابن مولوی حمیدالدین[۳] ابن[۴] مولوی غازی الدین ابن[۵] ملا محمد غوث ابن[۶] ملک ابوالخیر ابن[۷] ملک ابوالعفا عرف ابوالمکارم ابن[۸] ملک عبدالسلام ابن[۹] ملک میٹھے ابن[۱۰] ملک چاند ابن[۱۱] ملک حسام الدین ابن[۱۲]

[۱] ملک میٹھے اور ملک چاند دونو لقب ہین جو بسبب شہرت کے اسناد مین وہی لکھے گئے۔ اصل نام ان دونو بزرگون کے معلوم نہین ہوئے ۱۲ منہ

ملک نظام الدین ابن[۱۲] ملک بہاء الدین کیقباد - یہان تک ان بزرگون کے نام اسناد اور وثایق سے
متحقق ہوئے ہین اوس سے آگے موافق اشتہار قدیم دونون خاندان ملکزادون اور مخدوم زادون
کے جن دونون خاندانون کا اتصال اسی پشت مین ہے یعنی بہاء الدین کیقباد ملکزادون کے جد
اور نصیر الدین نصرت مخدوم زادون کے جد دونون حقیقی بھائی تھے بیٹے[۱۴] ابوبکر جامی کے ابن[۱۵]
خواجہ درویش احمد ابن[۱۶] خواجہ احمد جام زندہ فیل ابن[۱۷] خواجہ ابی طالب ابن[۱۸] خواجہ محمد شاہ ابن[۱۹] خواجہ
محمد رضا ابن[۲۰] خواجہ موسی ابن[۲۱] خواجہ عمران ابن[۲۲] خواجہ عثمان ابن[۲۳] خواجہ ابو حنیف ابن[۲۴] خواجہ اسفندیار ابن[۲۵]
خواجہ ابو الحسن کوفی ابن[۲۶] خواجہ ابو تراب ابن[۲۷] خواجہ رضی الدین ابن[۲۸] خواجہ ابو القاسم ابن[۲۹] محمد حنفیہ
ابن[۳۰] علی مرتضی سلام اللہ علیہ وکرم اللہ وجہہ - اور راقم کا انتساب مخدوم زادون کے خاندان سے
دو وجہ سے معلوم ہے اور شاید کسی اور پشت سے بھی ہو کہ وہ معلوم نہین ہوا اول یہ ہے کہ راقم
مسیح الدین ابن[۱] مولوی علیم الدین خان بہادر ابن[۲] قاضی القضات مولوی نجم الدین علی خان بہادر ابن[۳]
جناب مولوی حمید الدین مغفور والد جد راقم کی والدہ مسماۃ حیاتی بی بی بنت[۴] محمد حزم ابن[۵] محمد اکرم ابن[۶]
محمد افضل ابن[۷] محمد اشرف ابن[۸] شیخ عبد القادر ابن[۹] شیخ شہاب الدین عرف سوندھے صاحب اور
دوسری وجہ یہ ہے کہ راقم مسیح الدین ابن[۱] بی بی قطب النسا بنت[۲] بی بی شرفیت ہماری
جدہ مادری کی والدہ بی بی ہدایت بنت[۳] شیخ حفیظ اللہ ابن[۴] امیر الرحمن ابن[۵] شیخ عصمت اللہ
ابن[۶] شیخ عزیز اللہ ابن[۷] شیخ عبد الکریم ابن[۸] شیخ شہاب الدین عرف سوندھے صاحب
اور شیخ شہاب الدین سوندھے صاحب ابن[۹] مخدوم نظام الدین قاری عرف شیخ بھیکہ یا شیخ
بھکاری ابن[۱۰] قاری امیر سیف الدین ابن[۱۱] قاری امیر حبیب اللہ نظام الدین معروف
بہ امیر کلان ابن[۱۲] قاری امیر نصیر الدین دلیل لعد ابن[۱۳] قاری محمد صدیق المعروف بہ
ابو محمد حقانی ابن[۱۴] قاری عبد اللہ ابن[۱۵] قاری عبد الصمد ابن[۱۶] قاری امیر شمس الدین خورد معروف
بہ قاری محقق جامع جمع الجوامع کبیر لغت تفاسیر و احادیث ابن[۱۷] قاری عبد المجید دربان آستانہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابن[۱۸] حاجی الحرمین سلطان حسین ابن[۱۹] قاری امیر ابراہیم اور یہ قاری

[illegible]
[illegible]

میر ابراہیم خلیفہ اور نواسہ حضرت سید عبدالرزاق خلف اور خلیفہ حضرت غوث الثقلین محی الدین گیلانی قدس سرہ کے تھے اور ابن[12] قاری سلطان عبداللطیف ابن[13] قاری امیر عبداللہ خانی ابن[14] مولانا شمس الدین صابر ابن[15] قاری مجید الدین خانی ابن[16] قاری امیر سلیمان مفسر ابن[17] مولانا وجیہ الدین احمد ابن[18] قاری محمد ابن[19] قاری احمد ابن[20] علی ابن[21] محمد حنفیہ ابن[22] جناب مستطاب امیر المومنین علی مرتضی سلام اللہ علیہ وکرم اللہ وجہہ۔ اب انتساب اپنا عباسیہ کے خاندان مین لکھا جاتا ہے یعنی راقم مسیح الدین ابن[1] قطب النسا مغفورہ بنت[2] شیخ غریب اللہ ابن[3] شیخ محمد نوح ابن[4] قاضی محمد تقی ابن[5] قاضی عبدالحلیم۔ اور جدہ پدری راقم کی بنت[2] شیخ محمد اسلم ابن[3] قاضی محمد تقی ابن[4] قاضی عبدالحلیم۔ اور راقم کی جدہ مادری بنت[2] بخشی رفعت اللہ خان ابن[3] قاضی محمد واعظ ابن[5] قاضی حافظ ابن[6] قاضی عبدالحلیم۔ تو تین واسطے قاضی عبدالحلیم کی طرف منتسب ہوئے ابن[1] قاضی مسعود ابن[2] قاضی حسین ابن[3] قاضی بایزید ابن[4] مخدوم قاضی شیخ دانشمند ابن[5] مخدوم قاضی شیخ بہاء الدین ابن[6] مخدوم قاضی شیخ کلان ابن[7] مخدوم شیخ فضل اللہ ابن[8] مخدوم شیخ عنایت اللہ ابن[9] مخدوم شیخ فخر الدین ابن[10] مخدوم شیخ ابو البرکات ابن[11] مخدوم شیخ طاہر ابن[12] مخدوم شیخ علی ابن[13] مخدوم شیخ حسین ابن[14] مخدوم شیخ منہاج الدین ابن[15] مخدوم شیخ محمد ابن[16] مخدوم شیخ ضیاء الدین ابن[17] مخدوم شیخ امین الدین ابن[18] مخدوم شیخ کمال الدین ابن[19] مخدوم شیخ مسعود ابن[20] مخدوم شیخ محمود ابن[21] مخدوم صدر الدین حامد ابن[22] مخدوم قاضی خواجگی ابن[23] مخدوم احمد ابن[24] قاضی یحیی۔ ابن[25] مخدوم قاضی علی ابن[26] مخدوم قاضی احمد ابن[27] مخدوم قاضی قاسم ابن[28] مخدوم قاضی عبدالملک ابن[29] مخدوم قاضی احمد حاکم قلعہ ٹھٹھ ابن[30] مخدوم ابراہیم ابن[31] موفق ابن[32] ابراہیم ابن[33] اسمعیل ابن[34] محمد ابن[35] علی ابن[36] عبداللہ ابن[37] عباس عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ یہان تک جو کچھ اپنے حال مین مجھے لکھنا مقصود تھا وہ تمام ہوا۔

نسب راقم کا طرف اجداد مادری کے خاندان کی طرف

تمت

خاتمہ

مولوی مسیح الدین خان مرحوم کی خود نوشت آپ کے ملاحظے سے گذر چکی اون کی ایک دوسری تالیف تاریخ الخلفا اون کے فرزند رشید مولوی محمد اکرم الدین خان نے جو ریاست حیدر آباد مین اول تعلقداری کے عہدہ تک فائز ہوکر وظیفہ یاب ہوے ۱۳۰۵ھ مین مطبع بھیکاجی نارائن واقع اورنگ آباد دکن مین طبع کرائی تھی۔ اس کے شروع مین ۸ صفحہ پر اسی خود نوشت سے اخذ کرکے مولف کے مختصر سوانحی حالات اُنھون نے درج کیے تھے جس کے آخر مین یہ عبارت تھی:۔

"۲۳۔ دسمبر ۱۸۶۵ء کو آپ نے وطن مین معاودت فرمائی اور اپنا اکثر وقت تاریخ انگلستان (جس کا آخری جزو یہ خود نوشت ہے) کی تالیف مین جو نہایت نادر و مفید کتاب ہے اور حفظ کلام مجید مین صرف فرمایا۔ قریب بیس بائیس سیپارہ کے حفظ بھی کر لیے تھے۔ مگر علالت اور قضا نے تکمیل کی مہلت نہ دی۔ اسی عرصے مین آپ کو چند دنون نواب ٹونک و رامپور کی مصاحبت مین بھی رہنے کا اتفاق ہوا۔

الغرض مولوی صاحب نے ابتداے سن شعور سے زمانۂ وفات تک اپنا وقت کبھی بیکار و رایگان نہین کیا۔ آپ کے تالیفات مین مفتاح الرشاد لکنوز المعاش والمعاد۔ اور جدول طلوع و غروب۔ اور تاریخ انگلستان اور شرح خطبۂ شقشقیہ۔ اور تاریخ الخلفا حالات خلفائے بنی امیہ و بنی عباس مین۔ اور تاریخ فارسی ہندوستان وا و دھ یادگار ہین۔ آپ کے خیالات اگرچہ گذشتہ صدی کے بزرگوارون سے بالکل نئے اور علیٰحدہ تھے مگر

Undu Prince [illegible]

آپ اپنے مذہبی عقائد مین نہایت راسخ و مضبوط تھے جس کی تصدیق خود آپ کے کلام سے ہو سکتی ہے۔

۷۔ محرم ۱۲۹۸ھ مطابق ۱۰۔ نومبر ۱۸۸۱ء کو آپ نے بعارضہ استسقا اس جہان فانی سے مقام کاکوری مین رحلت فرمائی۔ اللہ تعالے جناب ممدوح کو اپنے جوار رحمت مین جگہ دے۔"

تاریخ الخلفا جس زمانے مین لکھی گئی یا شایع ہوئی اوس وقت تو یقیناً بہت زیادہ قدر کے قابل تھی کہ غالباً اردو مین اوس سے پیشتر اس مبحث پر کوئی ایسی جامع کتاب نہین موجود تھی۔ لیکن اب بھی باوجودیکہ متعدد تالیفات و تراجم اس موضوع پر شایع ہو چکے ہین اوس کا مطالعہ خالی از فائدہ نہ ہوگا۔ کیونکہ اول تو لایق مؤلف نے اہتمام و تلاش سے عربی و فارسی کی قدیم تاریخون کا مطالعہ کر کے ضروری حالات اخذ کیے تھے۔ دوسرے تاریخی روایات کی تحقیق اور واقعات کے متعلق اظہار راے کا جہان تک تعلق ہے مصنف نے بہت آزادخیالی سے کام لیا ہے۔ البتہ موجودہ زمانہ زبان کی جس سلاست اور ترتیب مضامین کی جن خوبیون کا خوگر ہو گیا ہے وہ اوس مین نہ ملین گی۔ خدا کرے کہ مصنف کے اہل خاندان کی کوشش سے یہ کتاب دوبارہ زیور طبع سے آراستہ ہو جائے یا یہ سعادت بھی اس حقیر کی قسمت مین آئے۔

حال ہی مین مولوی حافظ محمد علی حیدر علوی کاکوروی نے "تذکرۂ مشاہیر کاکوری" کے نام سے ایک بسیط کتاب شایع کی ہے جس مین کاکوری کے اکثر علما۔ فقرا۔ شعرا۔ امرا وغیرہ کے حالات درج ہین۔ اس کے صفحات ۳۹۹۔۴۰۳ مین مولوی مسیح الدین خان کا تذکرہ ہے جو تمام تر اسی خودنوشت سے ماخوذ ہے۔ آخری عبارت جس مین تصانیف اور وفات کا ذکر ہے نقل کی جاتی ہے۔

"تصانیف ان کے حسب ذیل ہین:۔

(۱) مفتاح الرشاد لکنوز المعاش والمعاد فارسی مطبوع

(۲) جدول طلوع و غروب

(۳) تاریخ انگلستان مشہور بہ سفرنامۂ لندن - اردو غیر مطبوع - نہایت بے مثل تاریخ ہے

(۴) شرح خطبۂ شقشقیہ حضرت جناب امیر کرم اللہ وجہہ - غیر مطبوع -

(۵) تاریخ الخلفا اردو مطبوع -

(۶) تاریخ ہندوستان و اودھ - غیر مطبوع -

(۷) شرح مکتوب حضرت ابی بکر صدیق بنام حضرت علی - غیر مطبوع -

(۸) شرح الشرح رسالہ نثر اللآلی غیر مطبوع

(۹) ضوابط ستہ غیر مطبوع - زبان فارسی کے اصول کے بیان مین -

اُنھون نے بمقام کاکوری بعارضۂ استسقا بتاریخ ۷ - محرم روز چہارشنبہ ۱۲۹۹ھ بعمر ۸۸ سال انتقال کیا اور حظیرۂ خاندانی متصل چاندمحل کاکوری مین دفن ہوے قطعۂ تاریخ انتقال از مولوی محی الدین خان ذوق کاکوروی درسوری و معنوی

سال و ماہ فوت مولانا مسیح الدین خان | روز و تاریخیکہ رفتا و جانب خلد برین
بین عیان زین مصرع و بگذار روئے اشتباہ | "یوم الاربعاء دید از ماہ محرم ہفتمین"

تاریخ الخلفا کا جو اقتباس پہلے درج ہوا اوس مین تاریخ انتقال ۷ - محرم ۱۲۹۹ھ ہجری مطابق ۳۰ - نومبر ۱۸۸۱ء ہے - یعنی سنہ ہجری غلط چھپ گیا ہے - مصرعۂ تاریخی کی شہادت قوی کے علاوہ صد سالہ جنتری دیکھی گئی تو ۳۰ - نومبر ۱۸۸۱ عیسوی کو ۷ - محرم ۱۲۹۹ھ ہجری ہی سے مطابقت ہوتی ہے - ۷ - محرم ۱۲۹۸ھ تو ۱۹ - نومبر ۱۸۸۰ء کے مطابق تھی -

خود نوشت مطبوعہ کے صفحہ ۶ پر مصنف کے پردادا مولوی حمید الدین رحمۃ اللہ علیہ کے جس فارسی رسالہ کا ذکر ہے اوسے خود نوشت سے کوئی تعلق نہ تھا - اس لیے خارج کردیا - انشاء اللہ العزیز یہ رسالہ علیحدہ چھپ جائیگا -

ظفر الملک - ۹ - اکتوبر ۱۹۲۸ء

تاریخ انگلستان

جسکے آخر مین مصنف نے اپنی سوانحعمری قلمبند کی تھی ۱۸۷۱ء مین مکمل ہوئی تھی۔ قلمی نسخہ فلس کیپ کاغذ کے (۱۵۳۷) صفحون مین ہے اور ہر صفحہ مین ۱۹ سطرین ہین۔

کتاب پانچ بابون پر تقسیم ہوئی ہے۔

پہلے باب (۱۷۶ صفحے) مین سلطنت برطانیہ عظمیٰ و آئرلینڈ کا جغرافیہ ہے۔

دوسرے باب (۳۵۷ صفحے) مین ولیم فاتح سے ملکۂ وکٹوریہ تک کی مختصر تاریخ ہے

تیسرے باب (۲۲۶ صفحے) مین سلطنت برطانیہ کا نظام حکومت بیان ہوا ہے

چوتھے باب (۳۰۷ صفحے) مین مقبوضات سلطنت برطانیہ کا ذکر ہے۔

پانچوین باب (۴۹۱ صفحے) مین برطانوی قوم کے تمدنی و معاشرتی حالات درج ہین

آخری باب کے ۳۵۷ صفحے تک تو اصل کتاب ہے اسکے بعد ۱۲۹ صفحون پر یہ سوانحعمری ہے اور ۲۵ صفحون پر مصنف کے جد اعلیٰ مولانا حمید الدین قدس سرہ کا ایک رسالہ علم اخلاق مین فارسی سے ترجمہ کرکے اضافہ کیا گیا ہے۔

فی الحال سوانحعمری اور یہ رسالہ "اخلاق حمیدی" کے نام سے شائع کیا جاتا ہے۔ اسکے بعد خدا کی مرضی ہے تو حسب موقع اس قابل قدر کتاب کے دوسرے ابواب علیحدہ علیحدہ شائع کیے جائینگے وما توفیقی الا باللہ

ظفر الملک

اخلاق حمیدی

مصنف تاریخ انگلستان کے بیان کے بموجب یہ رسالہ انکے جد اعلیٰ جناب مولانا حمید الدین قدس سرہ العزیز نے حضور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان سے حضرت شاہ محمد کاظم قلندر کو اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيمٍ کے مطالب پر آگاہ کرنیکے لیے فارسی مین تحریر فرمایا تھا۔ مصنف مذکور نے ترجمہ کرکے تبرکاً اپنی تاریخ کے آخر مین اضافہ کیا۔

قیمت ۲ر — ملنے کا پتہ :- منیجر الناظر بک ایجنسی لکھنؤ۔